398

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

2۔ سوالات (محکمہ جات زراعت اور خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سرگودھا مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف گجرات مصدرہ 2008

حصہ دوم

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ سوم (متفرق تحریک)

قاعدہ 244-A کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک

حصہ چہارم

عام بحث

400

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

منگل، 12-اگست 2008

(یوم الثلاثہ، 9-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُل لِّعِبَادِیَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُنفِقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَـٰهُمۡ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِیَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيهِ وَلَا خِلَـٰلٌ o

سورۃ ابراہیم آیت 31

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جناب خادم حسین فریدی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

زمین آسماں میں مکاں لامکاں میں
کوئی آپ سا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
وہ سدرہ کا راہی حبیب الٰہی
کوئی دوسرا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
سبھی دائیوں نے حلیمہ سے پوچھا
تیرے پاس کیا ہے تو بولی حلیمہ
انہیں دیکھ کر تم بتاؤ کہ ایسا
کسی کو ملا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
کہاں تک کرے کوئی توصیف ان کی
خدا جبکہ کرتا ہے تعریف ان کی
ظہوری کسی سے نبی کی ثناء کا
ہوا حق ادا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

تعزیت

سابق رکن اسمبلی جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ہمارے اس ہاؤس کے ایک سابق معزز رکن جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ جو کہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں اور بعد میں ایم پی اے بھی رہے، قضائے الٰہی سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔ میں مولوی صاحب سے کہوں گا کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق رکن اسمبلی جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ (مرحوم)
کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں باقی صاحبان تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا ہے، ذرا خیال کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں مختصر عرض کرتا ہوں۔ پنجاب اسمبلی میں جو کل قرارداد پیش کی گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میرے خیال میں اگر کوئی بات relevant ہو تو ٹھیک ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے relevant گفتگو کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو آج کی sitting میں کافی مواقع ملیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

نہ ہے دورِ گورِ نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

جناب سپیکر! میں اپنے بائیں طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو جنہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر objection کیا ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپوزیشن کا جمہوریت میں بڑا اہم کردار ہے اور اپوزیشن جو ہوتی ہے وہ writ in government ہوتی ہے لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ جمہوریت کے اس سفر میں، جمہوریت کی اس جنگ میں آئین پاکستان کی بالادستی کی خاطر، اپوزیشن بھی ہمارا ساتھ دیتی۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ اس طرح مناسب نہیں لگتا۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! مستی خیل صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ پچھلی دفعہ ایم۔ این۔ اے بھی رہے ہیں مگر میں بڑے دکھ کے ساتھ عرض کروں گا کہ last time انہوں نے صدر صاحب کو ووٹ بھی دیا تھا اور ان کے حق میں بڑے جلسے جلوس بھی نکالے تھے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر تقریر کرنا اور اس طرح ہاؤس کا وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔ نئے لوگ ایسا کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں مگر مستی خیل جیسے سینئر پارلیمنٹیرین ہاؤس کا، آپ کا اور سب کا وقت ضائع نہ کریں۔ آپ ہاؤس کو routine کی کارروائی کی طرف لائیں۔ اس طرح تقریر کرنی ہے تو بہت سارے مواقع ہیں۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اب آپ کو موقع بعد میں ملے گا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے ناں۔ آپ تشریف رکھیں، پھر آپ کو موقع مل جائے گا۔ مستی خیل صاحب آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب ہمیں وقفہ سوالات شروع کرنا چاہئے۔ آپ تشریف رکھیں۔ نمبر ایک بات تو یہ ہے کہ جب ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو دوسرے صاحبان کو انتظار کرنا چاہئے۔ مناسب نہیں لگتا کہ پانچ پانچ آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں۔ جب ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو دوسرے صاحبان کو خود بخود چاہئے کہ وہ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوا تو میں سنوں گا ورنہ آپ کا مائیک بند کرا دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پچھلے 25 دن سے پٹواریوں کی ہڑتال چلی آ رہی ہے۔ عوام اس سلسلے میں بہت پریشان ہیں۔ منسٹر ریونیو سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ اگر یہ پٹواری ہڑتال ختم نہیں کرتے تو ان کو ہٹا کر نئے لوگ لگائیں تاکہ پنجاب کے لوگوں کی یہ پریشانی دور ہو۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

گلاب دیوی ہسپتال لاہور کے زنانہ وارڈ میں لگے اے۔ سی نہ چلنے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ گلاب دیوی ہسپتال کے زنانہ کارڈیک وارڈ میں اے سی لگے ہوئے ہیں لیکن انہیں چلایا نہیں جا رہا جس کی وجہ سے امراض دل میں مبتلا خواتین بڑے کرب میں مبتلا ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر لفٹ بھی proper نہیں چل رہی، جنریٹر نہیں چل رہے تو یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے اہم بات اور کوئی نہیں ہے کہ مریض بڑے بُرے طریقے سے suffer کر رہے ہیں۔ وزیر صحت کو اس سلسلے میں گوش گزار کیا جائے کہ وہ اس پر کوئی ایکشن لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزارت صحت کے انچارج وزیر کون ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے تو اس کا پتا کروا لیتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو حل کروا دیتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ جات زراعت و خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! انتہائی اہم معاملہ کی طرف نشان دہی کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: کون سا ایسا اہم مسئلہ ہے جو کسی کا ضروری نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم مسئلہ کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ بہت ضروری ہے تو مسئلے سارے ہی ضروری ہیں۔۔۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! معزز خواتین اراکین اسمبلی کے نماز پڑھنے سے متعلق بات ہے کہ اسمبلی میں نماز پڑھنے کے لئے ان کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔آپ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: شکریہ۔جناب سپیکر! ہم بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ جو قرار دادیں پیش ہوئی ہیں، ہمارے بہت سے اراکین جو نئے آئے ہیں، ان کی کبھی باری نہیں آئی۔ کل بھی ہم اس انتظار میں بیٹھے رہے اور 20/20 چٹیں ہم نے دی ہیں لیکن ہماری باری نہیں آئی۔اتنے اہم issues تھے اور اتنی اہم قرار دادیں پیش ہوئی ہیں اور ہم اس پر اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ہمیں بھی موقع دیا جائے۔یہ ستم ظریفی ہے کہ:

عجب دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
جہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! ہمیں بھی یہ موقع دیا جائے کہ جو قرار داد کل اس ہاؤس میں پاس ہوئی ہے تو ہم بھی بہت سے اراکین کل سے اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔مہربانی فرما کر ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: چلیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ اگر آپ نے سوالات کے جوابات نہیں سننے تو آپ کی مرضی ہے۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ یہ حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔ جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 68 ہے۔ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ اپوزیشن کی ان محترمہ کو ٹائم دے دیں۔ کل بھی یہ کہتی رہی ہیں۔ انہیں تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیسے مجھے کہہ سکتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ سے request کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال کا نمبر پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میرے سوال کا نمبر 68 ہے۔

تحصیل چنیوٹ: گندم کی خریداری کے لئے محکمہ خوراک کے سنٹرز کی تفصیل

*68: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے گندم کی خریداری کے لئے تحصیل چنیوٹ میں سنٹرز بنائے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سنٹرز کے نام مع انچارج اور کہاں کہاں بنائے گئے ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ خوراک جھنگ نے گندم کی خریداری کے لئے تحصیل چنیوٹ میں پانچ سنٹرز کھولے ہیں۔

(ب) تحصیل چنیوٹ کے سنٹروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام انچارج سنٹر	مرکز خرید گندم
فہیم خان فوڈ گرین انسپکٹر	چنیوٹ
علی اکبر فوڈ گرین انسپکٹر	چک نمبر 11

چودھری منیر احمد اے ایف سی	جامعہ آباد
ملک گلزار حسین فوڈ گرین انسپکٹر	چناب نگر
مہر محمد ستی اے ایف سی	لالیاں

جناب سپیکر: اس کا جواب آ چکا ہے، کیا آپ اس سے مطمئن ہیں یا کوئی ضمنی سوال کرنا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک سوال نمبر 68 تھا جسے توڑ مروڑ کر دو بنا دیئے ہیں۔ ایک نمبر 68، دوسرا نمبر 72 اور جو میرا مسئلہ تھا وہ درمیان سے ویسے ہی غائب ہو گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ ہمارے ضلع میں کم از کم 15/15 اور 16/16 سال سے لوگ لگے ہوئے ہیں۔ میرا اس سوال میں سے وہ جز ہی غائب ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: تو آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔ جو کاپی آپ کے پاس ہے اور جو آپ نے جمع کروائی ہے وہ ہمیں دکھائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میں وہ کاپی تو آج نہیں لایا۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر آپ ضمنی سوال کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر پچھلے چودہ، پندرہ سال سے تعینات ہیں، کیا وہ ڈسٹرکٹ انہیں الاٹ ہو گیا ہے یا کیا چکر ہے کہ وہ اتنے عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ جب میں نے سوال کیا تھا تو وہ تھے لیکن آج پتا نہیں ان کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی کو یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ اگر سوال دو حصوں میں بٹ گیا ہے تو محکمہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اسمبلی آفس سے پتا کریں کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے جو سوال نمبر 68 کیا تھا اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اور اس کے بارے میں اگر یہ مطمئن ہیں تو وہ بتا دیں اور اگر ضمنی سوال ہے تو وہ بھی بتا دیں۔ میں حاضر ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے اور جو سوال یہاں ہے میں اس سے تو مطمئن ہوں۔ میں تو انہیں ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ ہمارے جھنگ میں ایک مقامی آدمی ہے اور وہ پچھلے 15 سال سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کا نام لیں۔ کیوں اس کا نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر ایک ہی ضلع میں ہوتا ہے اور وہ کوئی دو تو نہیں ہوتے؟ DFC ضلع میں ایک ہی ہوتا ہے۔ کوئی ڈھب، ڈھب ہے شاید کیونکہ نام تو اس کا مجھے بھی نہیں آتا۔ چلیں جناب! منسٹر صاحب اس کا نام ہی بتادیں کہ وہاں DFC کون ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے۔ ابھی وہ خود ہی بتا رہے ہیں کہ انہیں ان کا نام بھی معلوم نہیں تو اس کے باوجود اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں مزید انکوائری کرنی ہے یا یہ کیوں وہاں بیٹھا ہوا ہے تو یہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ ہم بیٹھ کر یہ معاملہ حل کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال میں ان کا نام ہی پوچھا ہے کہ ضلع جھنگ میں DFC کون ہیں؟ میں ان کے پاس بھی چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ ڈسٹرکٹ آپ کا ہی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب!

جناب سپیکر: تو آپ کو DFC کا نام بھی معلوم نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس چیز کا پتا نہیں ہوگا تو میں نے وہی پوچھنا ہے۔ اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے وہ نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے نام نہیں پوچھا۔ ہمارے 36 اضلاع ہیں اور 36 ہی DFCs ہوتے ہیں۔ اگر یہ نام پوچھتے تو میں ضرور بتادیتا اور ان کو خود نہیں معلوم تو یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں اور ان کے بارے میں یہ بھی کہہ رہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو support مل گئی ہے تو بتادیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کا نام۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ مطمئن ہو گئے ہیں اور بات پردے میں ہی رہنے دیں۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

گزشتہ دس برسوں کے دوران پنجاب میں زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار میں کمی و دیگر تفصیلات

*93: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دس برسوں کے دوران پنجاب میں زرعی اجناس خصوصاً گندم، کپاس، چاول اور گنے کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنے فی صد کمی آئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی مارکیٹ میں فراہمی میں کمی کی وجہ سے ان کی قیمتوں میں عوام کے لئے ناقابل برداشت اضافہ ہوا ہے؟

(ج) کیا اس کی وجہ بڑی لینڈ ہولڈنگز اور غیر حاضر زمیندارانہ نظام نہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا حکومت پنجاب شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے جنوری 1977 میں اعلان کردہ دوسری زرعی اصلاحات پر عمل درآمد کر کے اس فرسودہ جاگیرداری نظام کے خاتمہ کی طرف قدم اٹھائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پچھلے دس برسوں کی مختلف فصلات کی فی ایکڑ پیداوار مندرجہ ذیل ہے:-

سال	گندم	کپاس	چاول	گنا
1998-99	24.1	16.1	26.3	464
1999-00	28.9	21.0	27.9	437
2000-01	26.7	19.8	28.6	472
2001-02	25.9	17.7	27.7	511
2002-03	27.3	19.2	30.8	489
2003-04	27.1	17.7	30.7	526

2004-05	29.5	24.5	30.7	556
2005-06	28.1	23.4	32.6	502
2006-07	30.1	21.9	31.2	572
2007-08	28.2	19.4	34.5	528

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں فصلات کی فی ایکڑ پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ گندم کی پیداوار 17 فیصد، کپاس کی پیداوار 20 فیصد، چاول کی پیداوار 31 فیصد اور گنے کی پیداوار 14 فیصد بڑھی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محض اجناس کی کم فراہمی سے ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے قیمتوں میں اضافہ کی دیگر وجوہ بھی ہیں۔مثلاً inputs کی قیمتوں میں عالمی سطح پر اضافہ، روپے کی قدر میں کمی، آبادی میں اضافہ۔ علاوہ ازیں گزشتہ چند سالوں سے غیر معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔حکومت پنجاب ہر سطح پر اجناس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کوشاں ہے تاکہ ان کی بہتر فراہمی سے قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکا جاسکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پیداوار میں کمی بڑی لینڈ ہولڈنگ کی وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ لینڈ ہولڈنگ قانون وراثت کی وجہ سے مزید تقسیم ہوکر کم ہوئی ہے نیز یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) کو منسٹر صاحب پڑھیں اور اس کے بعد میں ضمنی سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ "کیا اس کی وجہ بڑی لینڈ ہولڈنگز اور غیر حاضر زمیندارانہ نظام نہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا حکومت پنجاب شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے جنوری 1977 میں اعلان کردہ دوسری زرعی اصلاحات پر عملدرآمد کرکے اس فرسودہ جاگیرداری نظام کے خاتمہ کی طرف قدم اٹھائے گی؟

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ پنجاب میں کہیں بڑی لینڈ ہولڈنگز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ پیداوار میں کمی بڑی لینڈ ہولڈنگ کی وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ لینڈ ہولڈنگ

قانون وراثت کی وجہ سے مزید تقسیم ہو کر کم ہوئی ہے نیز یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔"
تاہم میں یہ بتانے کو تیار ہوں کہ 85 فیصد ہمارے growers ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک ہیں اور 99 فیصد growers 50 ایکڑ سے چھوٹے مالک ہیں۔ 99 فیصد جو ہمارے total farmers ہیں ان کی تعداد 99 فیصد کم ہے لہذا یہاں پر big land holders تو ہیں نہیں اگر کوئی تھے تو وراثتی تقسیم کے تحت مزید چھوٹے مالک بن گئے ہیں اس لئے پیداوار میں کمی کی وجہ یہ نہیں ہے اور جہاں تک زرعی اصلاحات کا تعلق ہے تو اب اتنی بڑی لینڈ ہولڈنگ رہی نہیں ہے تو میرے خیال میں ابھی کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں آپ کو اس میں تھوڑا سا بتا دوں۔ ساڑھے آٹھ ہزار یونٹس P.I.Us یعنی Products Inducts Units پنجاب میں اس سے زیادہ رقبہ کوئی نہیں رکھ سکتا اور میری اطلاع کے مطابق نہ کوئی ہے۔ آپ ان کے سوال کا جواب ذرا صحیح طریقے سے دیں تاکہ وہ مطمئن ہو سکیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو پچھلی زرعی اصلاحات ہوئی تھیں اس میں 8 ہزار یونٹس P.I.Us سے چھوٹے زمیندار بچے تھے، بڑے زمینداروں میں تو وہ تقسیم ہو گئی تھیں جو پہلے زمینیں زرعی اصلاحات میں تقسیم ہوئی ہیں۔ اب پنجاب میں land holding نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس میں ابھی بھی کہتی ہوں کہ یہ land holding کم کیوں ہوئی ہے؟ اس کی کیا وجوہات تھیں؟ اس کی جو تقسیم کی گئی ہے وہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں میں کی ہے جن کے پاس پچاس پچاس مربع اراضی تھی۔ بے شک ہمارا تعلق شہر سے ہے لیکن اتنا ہمیں پتا ہے کہ جو یہاں پر feudalism ہے وہاں پر زمینوں کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے اور کتنے کتنے مربعے ان کے پاس ہیں آپ یہ بتائیں کہ پیداوار میں جو کمی ہوئی ہے یہاں پر figures بتائے گئے ہیں اس میں کپاس کی پیداوار میں کمی ہے۔ 2030 تک خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمارا انحصار اسی پیداوار پر ہے اس کو بڑھانے کے لئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر نے کہا ہے کہ پیداوار میں کمی کا سب سے بڑا مسئلہ بڑی land holdings کا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو دوسری طرف بھی دیکھنا چاہیے کہ شہروں میں دولت کی کوئی حد مقرر کر دینی چاہیے کہ لوگ اس سے زیادہ مالیت کی دولت اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ بجا فرما رہے ہیں لیکن دولت نے پیداوار نہیں کرنی زمین سے ہی پیداوار ہونی ہے۔ دولت اور زمین کا بہت فرق ہے لیکن اس فرق کو مٹانے کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ حکومتی سطح پر جو اقدامات ہیں وہ کرنے چاہئیں۔ ہمارے منسٹر صاحب بہت innocent ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ابھی ان کو اتنا پتا نہیں ہے، بے شک ان کا rural area سے تعلق ہے لیکن اگر ان کو بڑھانے کے لئے حکومتی سطح پر آبیانے کو معاف کر دیا جائے جس طرح وہ نمبر دار اور پٹواری آبیانہ اکٹھا کرتے ہیں، بڑے land holder آکر اپنی زمینیں مزارعوں کو دیتے ہیں، ان بیچاروں کو ملتا تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن ان کا طریق کار غلط ہے۔ جو کیڑے مار ادویات ہیں اور کھاد کی حکومتی سطح پر آج کل جو سمگلنگ کی جا رہی ہے اس کو روکا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ جواب دیتے ہوئے محکمے نے یہ لکھا ہے کہ مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دس برسوں کے دوران فصلات کی فی ایکڑ پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ غلط statement ہے کیونکہ گوشوارے کے اندر دیکھا جائے تو گندم اور گنا جو ہماری دو بڑی فصلات ہیں ان کے اندر کمی آئی ہے۔ 07-2006 میں 30.1 اور 08-2007 میں 28.2 اور اسی طرح گنے کی صورت میں کمی آئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت جتنا پیسا research پر خرچ کر رہی ہے آیا جو figures اس

پیسے کی مناسبت سے ہیں کیا یہ اس سے satisfied ہیں، یہ محکمہ satisfied ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ:

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ایک ایک کر کے اپنے سوال کو لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ سارے سوال ایک ہی چیز سے connected ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان جو ہمارا ہمسایہ ملک ہے اس کے حالات اور ہمارے حالات زمین اور فصلات کے لحاظ سے تقریباً ایک ہیں۔ اگر آپ دیکھیں ان کی گندم کی اوسط پیداوار 45 من فی ایکڑ ہے اور گنے کی اوسط پیداوار 1000 من فی ایکڑ سے زیادہ ہے۔ یہ محکمے والے کس طرح سے عوام کو satisfied کر رہے ہیں یہ اسمبلی میں بتائیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری فصل فی ایکڑ اتنی کم کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی میجر صاحب نے درست کہا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اتنا کوئی امید افزا نہیں ہے۔ ہماری جو پیداوار بڑھی ہے اور یہ بڑھی ہے آپ بھی اوسط نکال لیں یہ پیداوار بڑھی ہے لیکن یہ substitution نہیں ہے، اس میں بہت سارے factors ہیں۔ پچھلے آٹھ نو سال کا جو gap رہا ہے ہماری حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہوئے ہیں۔ کچھ short term policies ہوتی ہیں، کچھ long term policies ہوتی ہیں۔ short term policies میں ہماری حکومت نے بہت بڑے بڑے اقدام کئے ہیں اور long term policies میں بھی اقدامات کر رہے ہیں۔ اب ان پالیسیوں کو بہتر کرنے کے لئے تھوڑا ٹائم چاہیے۔ جو پیداوار ہے اس کو ہم دیکھیں گے۔ 1999 اور 2000 میں جب مسلم لیگ کی حکومت تھی، گندم 29 من فی ایکڑ، کپاس 21 من اور چاول کی پیداوار 27 من فی ایکڑ تھی۔ مختلف ادوار آئے اب ہم نے پالیسیوں کو upgrade کیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے pesticide کے معاملے میں اور یہ short cut method تھے۔ ہم نے زرعی آلات فراہم کرنے کے لئے بہت ہی اچھے اقدامات کئے ہیں، maganize farming کے لئے حکومت گرین ٹریکٹر سکیم دے رہی ہے اور اس طریقے سے emolument دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ بلڈوزر کا معاملہ ہے، وہ مسئلہ کاشتکاروں کا مستقل حل کر دیا ہے۔ بڑے بڑے اہم اقدامات حکومت پنجاب اور جناب وزیر اعلیٰ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں امید کرتا ہوں کہ تھوڑا انتظار

کریں، ہماری پیداوار بہت زیادہ بڑھے گی اور پیچھے یہ شیڈول ہے۔آپ دیکھیں گے کہ اگلے سال تک پیداوار بہت زیادہ بڑھے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ضمنی سوال پوچھنے کی اجازت دی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے آمرانہ دور میں کھادیں انتہائی مہنگی ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اپنے منظور نظر لوگوں کو سٹاک کرنے کی اجازت دی تھی تو کیا محترم وزیر یہ بتائیں گے کہ ابھی جو موجودہ چاول کی فصل کاشت ہو رہی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ یوریا کی قیمت جو کہ کنٹرول ریٹ پر تقریباً چھ سو روپے ہے لیکن مارکیٹ میں وہ آٹھ سو روپے پر بھی نہیں مل رہی ہے۔ یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں کہ کسانوں کو کھاد گورنمنٹ کے کنٹرول ریٹ پر ملے اس کے لئے یہ کیسے ensure کریں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس دفعہ چاول کا زیر کاشت رقبہ بہت زیادہ ہے کیونکہ گنے کے مل آنرز نے کسانوں کا جو استحصال کیا ہے اس کے بعد کسان چاول کی طرف shift ہوا ہے۔ اس دفعہ expected ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے چاول کی بہت bumper crop آئے گی لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت پاکستان نے چاول کی export پر ban لگا رکھا ہے جو چاول ملوں نے پہلے hold کیا ہوا ہے اور ساتھ ہی جب چاول کی فصل مارکیٹ میں آئے گی تو کسان کو دوبارہ اس کی proper قیمت نہیں ملے گی جس کی وجہ سے اس کا دوبارہ پھر نقصان ہو گا۔ کیا حکومت پنجاب وفاق سے رابطہ کر کے چاول کی export پر جو فی الحال ban ہے اس کو relax کروانے کے لئے اقدامات کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے یہ دراصل اس سوال کا ضمنی سوال تو ہے نہیں، انہوں نے general agriculture policy پر بات کی ہے۔ اس بارے میں، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے گنے کی بات کی ہے تو جب ہماری حکومت برسراقتدار آئی ہے اس وقت چھ ارب روپے farmers کے مل مالکان کی طرف بقایاجات تھے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں Finance Minister، Food

Ministerاور میں بھی اس کا ممبر تھا۔ کمیٹی نے مسلسل meetings کیں۔اب 6۔ارب سے کم ہو کر ایک ارب باقی بچا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ 14۔اگست سے 20۔ اگست تک تمام clear ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس میں آپ کے cane commissioner نے ایک target دیا تھا۔ میری ان سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے مہینے کی 31 تاریخ تک ہم کھاتے داروں، کسانوں کو ادائیگی کر دیں گے۔ اب اس میں پیشرفت کیا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): اب چار شوگر ملیں بچ گئی ہیں ۔باقی ساروں نے clear کر دیا ہے۔ ان کو آخری date دی گئی ہے۔ انہوں نے 20 اگست تک ان کے بقایاجات بے باق نہ کئے تو مل مالکان کے خلاف penalty action ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ انتہائی سخت کارروائی ہو گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ کا سوال نمبر 4 ہے۔ آپ 4 نمبر پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے وزیر موصوف سے دو ضمنی سوال ہیں، پہلا یہ ہے کہ ادھر انہوں نے جز (الف) میں detail بتائی ہوئی ہے کہ 2007 اور 2008 میں، گندم، کپاس، چاول اور گنا۔ میرا ضمنی سوال گندم کے بارے میں ہے کہ 08۔2007 سے پہلے آٹے کی قیمت 14 روپے تھی، اب 24 ہو گئی ہے اور دوسرا یہ کہ چاول جو تھا وہ 50 روپے تھا جو 130 ہو گیا ہے تو میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس بارے میں انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہوا ہے، اس پر میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ ذخیرہ اندوزی کی لعنت کو کنٹرول کرنے یا ختم کرنے کے لئے اس محکمہ نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟ ذرا مجھے اس کی detail چاہیے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر متعلقہ!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو انہوں نے آٹے اور چاول کی price کا کہا ہے تو یہ fresh question ہے اور یہ Food Department سے متعلقہ ہے یہ Agriculture Department سے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! عوام انہیں رو رو کر آٹے اور چاول کی قیمت بتا رہے ہیں اور ابھی تک انہوں نے اس پر کوئی نوٹس ہی نہیں لیا، کیا یہ fresh question ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں، نہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا لکھا ہوا ہے، آپ اس کا جواب دے دیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: نہیں، پہلے مجھے اس بات کا جواب دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ ذخیرہ اندوزی کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: ایم۔پی۔اے صاحبہ نے جو سوال دیا ہوا ہے اس کے جز (ب) کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ "معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔" اس حوالے سے بات کی ہے۔ یہ تو جز (ب) کے جواب میں یہ لفظ موجود ہے اس لئے ذخیرہ اندوزی پر کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ محترمہ کا ضمنی سوال بنتا ہے، اس پر یہ بات کریں، بتادیں کیونکہ یہ جواب میں انہوں نے خود کہا ہوا ہے کہ معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ اس پر محترمہ نے پوچھا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ اس پر یہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ تشریف رکھیں، ابھی جواب آتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ذخیرہ اندوزی کی لعنت کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، جی، آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! چیمہ صاحب اپوزیشن کی محترمہ ممبر کی ترجمانی کر رہے تھے، یہ اسمبلی میں ترجمانی کی اجازت کب سے ملی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے جواب کی نشاندہی کی ہے، جز (ب) میں جو انہوں نے جواب دیا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ بھئی! بات سننے دیں۔ ذرا محترمہ کی بات سننے دیں۔ جی، آپ فرمائیے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: دیکھیں! پہلی بات یہ ہے کہ میں نے وزیر موصوف سے سوال کیا تھا، ساجدہ میر صاحبہ نے سوال نہیں کیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے خود جز (ب) میں کہا ہے کہ "قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے" ہوا ہے یہ consider انہوں نے خود کیا ہے۔ بتائیں کیوں ہوا ہے، کس طرح کنٹرول کریں گے، یہ صرف صدر کا مواخذہ ہی کریں گے، judges کو بحال کریں گے یا کچھ عوام کو relief بھی دیں گے؟ بہت شکریہ

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں۔ اب درمیان میں سیاست کی بات نہ کریں، اب سوالات آ رہے ہیں، ان کے جوابات آنے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں اجناس کی جو قیمتوں میں اضافہ کی وجہ پوچھی گئی ہے تو آپ کو علم ہے کہ D.A.P کھاد کی پہلے قیمت 900 روپے فی بیگ تھی، اب 3100 روپے فی بیگ قیمت ہو گئی ہے، جو ڈیزل آئل ہے وہ 64 روپے فی لٹر ہو گیا ہے، اب جب inputs کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں، اب farmers کو اگر اس کی قیمت کا معاوضہ پورا نہیں ملے گا تو farmer چھوڑ دے گا اس لئے اب international prices بہت high ہو گئی ہیں، باہر بھی گندم کی قیمت جو حکومت نے import کی تھی وہ 17 لاکھ ٹن import کی ہے وہ انہوں نے 1300 روپے فی من کے حساب سے کی ہے۔ اب یہاں پر تو 650 روپے پر نہ جائیں وہاں پر تو 1200 روپے من گندم کا آٹا نہیں ملتا تو اس لحاظ سے یہ قیمتوں کا بڑھنا فطری بات ہے، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: میرا سوال یہ تھا کہ "آپ کے محکمہ نے ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے اور بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟"

جناب سپیکر: جی، آپ نے جواب سن لیا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: نہیں، میں satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب! میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔ بی بی، آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے زمینداروں کی بہتری کے لئے انہوں نے کیا projects شروع کئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): میں اس کا جواب دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، وہ اس کا جواب دیتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چھوٹے farmers کے لئے۔۔۔ (شور وغل)

House in order کریں جی۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ ان کی بات سنیں۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اسمبلی کی روایت بھی ہے اور یہ قرین دانش بھی ہے کہ ایک سوال کے اوپر آپ کوئی دو یا تین ضمنی سوالوں کی حد مقرر کر دیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک ہی سوال پر almost پونے گھنٹے سے تکرار ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں یہ ان کا آخری ضمنی سوال ہے۔ اس کا جواب آ لینے دیں۔ بس۔ اس کے بعد سوال آگے چلیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! Next لے لیں۔ایک ہی سوال پر ٹائم waste ہو رہا ہے،ویسے ہی غیر ضروری ضمنی سوال ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،ان کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں،پھر آگے چلتے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پوچھا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے حکومت کیااقدام کر رہی ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ ان کی طرف نہ دیکھیں،آپ میری طرف دیکھیں یا جواب دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): House in order کریں۔

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہ بہت اہم سوال ہے جو اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے لیکن انہوں نے پوچھا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟اس حکومت نے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بہت سارے اقدامات کئے ہیں اور بڑے انقلابی اقدامات کئے ہیں۔

1۔ آپ دیکھیں کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ پانچ ایکڑ اور بارہ، ساڑھے بارہ ایکڑ کے جو مالکان ہیں،پچیس ایکڑ کے درمیان چھوٹے مالکان ہیں ان کے لئے 2-ارب روپے کی Green Tractor Scheme اتحاد subsidies کے لئے رکھے ہیں۔دو لاکھ فی ٹریکٹر recognized farmer کے لئے رکھا ہے اور یہ شفاف طریقے سے چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے پر فراہم کئے جائیں گے۔اس میں حکومت پنجاب کی طرف سے دس ہزار ٹریکٹر دیئے جائیں گے،جب دس ہزار ٹریکٹر پنجاب میں آئیں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ انقلاب آ جائے گا۔

2۔ مشینی کاشت کے لئے موجودہ حکومت نے پچپن کروڑ روپے کے چھوٹے farmers کے لئے زرعی آلات رکھے ہیں،اس میں drills ہیں،اس میں ploughs ہیں،بہت ساری implements ہیں جس سے انشاءاللہ چھوٹے کاشتکاروں کو فائدہ ہو گا اور پھر ہے بلڈوزر، بلڈوزر کا کرایہ پچھلے دور

میں 1300 روپے فی گھنٹہ ہو گیا تھا۔ میں آج پورے ہاؤس کو مطلع کرنا چاہتا ہوں اور خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ اس پر بڑی بحث چل رہی تھی کہ بلڈوزر کا کرایہ تقریباً 1300 روپے فی گھنٹہ پڑتا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی مہربانی کی ہے، یہ سمجھ لیجئے کہ ہم نے ان کو approve کر دیا ہے اور وہ 560 روپے فی گھنٹہ کیا ہے جبکہ یہ 1400 روپے فی گھنٹہ بنتا تھا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا انقلابی کام ہے چھوٹے farmers اس سے استفادہ کریں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اگر co operative farming کی جائے تو اس سے بہتر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جی، میرا اگلا سوال نمبر 94 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ سید حسن مرتضیٰ کا سوال ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: اس کے بعد حسن مرتضیٰ کا سوال ہے

جناب سپیکر: وہ تو آپ کے سوال کا جواب مکمل آ نہیں گیا؟

ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے سٹورز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*72: سید حسن مرتضیٰ : کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ اور تحصیل چنیوٹ میں محکمہ خوراک کے کتنے گودام ہیں، کس کس جگہ واقع ہیں اور ان میں سٹور کرنے کی کتنی کتنی گنجائش ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے اور کھلے آسمان تلے پڑی گندم ہر وقت خراب ہونے کا خدشہ رہتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں نئے گودام تعمیر کرنے اور عوام کی شکایات دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع جھنگ اور تحصیل چنیوٹ میں محکمہ خوراک کے درج ذیل جگھوں پر گودام ہیں۔

نام سنٹر	تعداد گودام	ذخیرہ گنجائش (ٹن)	نام سنٹر	تعداد گودام	ذخیرہ گنجائش (ٹن)
جھنگI	13	11000	چنیوٹ	2	3000
جھنگII	8	9800	چک نمبر11	8	12000
جھنگIII	12	9000	جامعہ آباد	15	23800
چک کڑیانہ	44	48500	چناب نگر	7	7200
شاہ جیونہ	10	9500	لالیاں	4	2000
موچیوالہ	3	4900	شورکوٹ سٹی	3	3000
چک نمبر170	4	6000	شورکوٹ کینٹ	9	7000
احمد پور سیال	7	10500	وریام	2	1500
گڑھ موڑ	14	21000	رستم سرگانہ	2	1500

(ب) محکمہ خوراک جھنگ کے پاس گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 193200 میٹرک ٹن کی گنجائش موجود ہے جبکہ اس سال ضلع کا خرید ہدف235000 ٹن مقرر ہے۔ گوداموں کی گنجائش سے زائد گندم ہر سال محفوظ گنجیوں میں ذخیرہ کی جاتی ہے جو کہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق تھڑے تعمیر کرکے ان پر لگائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ضلع جھنگ میں اوپن ذخیرہ کردہ گندم آج تک نہ ہی خراب ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی اس میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ میں193200 ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے گودام موجود ہیں۔ گوداموں کی گنجائش سے زائد گندم کھلی جگہ وقتی طور پر گنجیوں میں محفوظ ذخیرہ کی جاتی ہے جس کو ڈائریکٹر فوڈ پنجاب کے حکم پر ضرورت مند اضلاع میں ترسیل کر دیا جاتا ہے۔ ضلع میں گورنمنٹ کی طرف سے نئے گوداموں کی تعمیر کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 72 ہے اور یہ 72 بھی وہی سوال ہے، اس سوال کو دوبارہ توڑ کر انہوں نے دو ٹکرے کر دیئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں دو تین دن پہلے

صحت کے متعلق میرا ایک question تھا تو اس پر وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ میں دو دن میں آپ کو جواب دوں گا۔ وہ میرا سوال نمبر 41 ہے تو وزیر صاحب بھی موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں کہ اگر جواب آیا ہے تو اس سے میں مطمئن ہوں، مجھے وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال نمبر 72 کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں سوال نمبر 72 کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب جو relevant بات ہے، وہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں، irrelevant نہیں کر رہا۔ میری عرض تو سن لیں، آپ نے خود دو دن کا ٹائم دیا تھا تو میں اس لئے آپ کو یاد کروا رہا ہوں کہ اب question بھی میرا ہی ہے اور وزیر صاحب بھی وہی ہیں، وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے آپ متعلقہ بات کر لیں، اس کے بعد وہ بھی بات آپ کر لیں، وہ اس کا جواب دے دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ہاؤس کو in order رہنے دیں، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سوال ان کا آ رہا ہے، آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کی نظر کرم کا طلب گار ہوں، صبح سے انتظار کر رہا ہوں، آپ ایک ٹائم دے دیں۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے ایک ضروری مسئلہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سوالات کا ٹائم ہے، ان کے سوال کا نمبر پکارا گیا ہے، اب اس کا جواب آنے دیں، اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 94 کا جواب نہیں آیا، میرا خیال ہے کہ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گی اور اس کا جواب آنا چاہیے تاکہ ہمیں پتا چلے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب صفحہ نمبر 28 پر آپ پڑھیں ذرا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ سوال نمبر 72 پر چل رہے ہیں

جناب سپیکر: نہیں، سوال نمبر 72 کا تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں مطمئن ہوں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): وہ ضمنی سوال کر رہی تھیں یا تو پوچھیں کہ اس پر کسی کا ضمنی سوال ہے؟ نہیں تو پھر آگے forward کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس پر وہ مطمئن ہو گئے ہیں، کسی کا ضمنی سوال آیا نہیں ہے، آپ خود بخود کوئی جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہماری اپوزیشن والی بہن کا ہے اور وہ ضمنی سوال کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: کس کے بارے میں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 72 کے ضمنی سوال کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، آپ وہ پوچھیں۔ ہم نے تو وہ disposed of کر دیا تھا اور منسٹر صاحب نے خود ہی اس کو اب اٹھایا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں، وہ آپ سے سوال کا جواب مانگ رہے ہیں اور آپ سے ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جی، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 72 جو پڑھا گیا ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 72 تو disposed of ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں، مجھے پتا ہے۔ میں نے ان کو اجازت دے دی ہے، آپ تشریف رکھیں گے؟ جی، میں سمجھتا ہوں آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ سوال disposed of ہو گیا ہے اور وہ اس سے مطمئن ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! ایسے نہیں، ایسے نہیں۔ وہ انہوں نے خود invite کر لیا ہے، سوال نمبر 72 کے answer سے وہ تو مطمئن ہو گئے ہیں لیکن ضمنی سوال کے لئے انہوں نے خود ان کو invite کر لیا ہے۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔ اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ ”گورنمنٹ کی طرف سے نئے گوداموں کی تعمیر کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔“ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ نئے گوداموں کی تعمیر میں کیا امر مانع ہے اور اس کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ جب تک نئے گودام نہیں بنیں گے گندم سٹور نہیں ہو گی تو ہم عوام کو ریلیف کس طرح دیں گے؟ کیا یہ حکومت اپنا سارا جو کہہ لیں کہ یہ سرمایہ جو ہے وہ لندن، دبئی اور مری کی میٹنگوں اور عیاشیوں میں ضائع کریں گے یا عوام کے مفاد کے لئے بھی سوچیں گے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ relevant رہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فوڈ منسٹر صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی جناب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر جو ممبر کا تناسب ہے وہ 321 اور 25 ہے۔ اگر اسی کے حساب سے آپ بولنے کا موقع دیں کیونکہ آپ کی نظر کرم ادھر تو ہے، اگر سامنے اور ادھر بھی ہو جائے تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: Rule out، آپ تشریف رکھیں، میں نے Rule out کر دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق، ٹوبہ ٹیک سنگھ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا گلہ دور کرتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں، ان کو بھی سننے دیں، اکٹھے ہی کر لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

MR.SPEARKER: Relevant.

میاں محمد رفیق: جناب وزیر خوراک سے سوال نمبر 72 کے سلسلے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وہ یہ اعداد و شمار اپنے محکمے سے منگوا کر اگلے سیشن میں پیش کرنا چاہیں گے؟ سوال یہ ہے کہ محکمہ خوراک کی خریداری سال بھر میں کتنی ہوتی ہے اور اس کا جو damages اور losses وہ دکھاتے ہیں کہ خرید کتنی ہوتی ہے، فروخت کتنی ہوتی ہے اور اس کے losses کتنے دکھائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ ان کو بتائیں۔ میں پھر بات کر لیتا ہوں۔ پہلے تو ان کے سوال کا جواب دے دیں۔ سٹور کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے تو محترمہ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ محترمہ سے request ہے کہ ہر بات کو سیاسی رنگ میں نہ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں نے ان کو تنبیہ کر دی ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): کوئی serious ماحول میں بھی بات کریں، کبھی یہ دبئی کی بات کرتی ہیں اور کبھی کوئی کرتی ہیں جو لوگ عیاشی کرتے ہیں، وہ ان کو بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سیر وغیرہ کرتے رہتے ہیں، آپ اس بات کو چھوڑیں، آپ ان کو اپنے سوال کا جواب دیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، انہوں نے جز (ج) کے بارے میں کہا کہ یہاں پر مزید گودام بن رہے ہیں کہ نہیں بن رہے؟ یہ تو پہلے ان کو بتانا چاہتا ہوں، یہ پورے پنجاب کی بات نہیں کی گئی، اس ایوان میں صرف جھنگ ضلع کی بات کی گئی ہے اور جھنگ ضلع میں اس وقت ہمارے پاس 1 لاکھ 93 ہزار 2 سو میٹرک ٹن گندم سٹور کرنے کے لئے گودام موجود ہیں اور اس سے surplus ہمارے پاس تقریباً 78 ہزار procurement ہوئی ہے، ایک گنجیوں کی صورت میں جو پلیٹ فارم بنائے جاتے ہیں وہ temporary اس کی arrangement ہوتی ہے اور جیسے ہی وہ complete ہوتی ہے ان کو shift کر دیا جاتا ہے۔

اس میں سے اس وقت 50ہزار میٹرک ٹن گندم وہ راولپنڈی میں shift کر دی گئی ہے اور جھنگ ضلع میں ضرورت نہیں ہے کہ وہاں پر مزید گودام بنائے جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پورا سوال بھی پڑھیں اور knowledge کے بعد بات کریں۔ Thank you

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ "گنجی" کا لفظ انہوں نے شاید پہلے کہیں نہ پڑھا ہو۔آپ میں سے کسی کو"گنجی"کا پتا ہے؟ جانتے ہیں کہ کس کو کہتے ہیں گنجی ؟(قہقہے)

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! گنجے کے مونث کو گنجی کہتے ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: دیکھیں! جو term یہاں پر استعمال ہوئی ہے اس کے بارے میں آپ بتائیں؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں ذرا تشریح چاہوں گی کہ مجھے اگر نہیں پتا، مجھے تو"گنجی" کے صرف یہی meaning کا پتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! بس آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔جی، وزیر خوراک!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا وہ سوال میں پھر وزیر خوراک صاحب سے دہراتا ہوں کہ محکمہ خوراک ہر سال target کا اعلان کرتا ہے کہ ہم نے اتنی گندم خریدنی ہے اور جب وہ target بھی پورا کر لیتا ہے کہ ہم نے اتنی گندم خرید لی ہے۔ میرا سوال اس میں یہ ہے کہ سال بھر کے بعد losses اور damages جو ہیں وہ ریکارڈ پر ہوتا ہے، وہ ایوان میں پیش کیا جائے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ کا target جو تھا، ویسے آگے یہ سوال تھا اس میں مکمل جواب تھا لیکن اگر انہوں نے پوچھا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں بتاؤں کہ اس دفعہ ہمارا 30لاکھ میٹرک ٹن کا target تھا اور اس میں سے تقریباً ساڑھے 25لاکھ ٹن گندم گورنمنٹ نے procurement پر لی ہے اور یہ تقریباً ساڑھے 85فیصد جو ہمارا target تھا اس کو ہم نے achieve کیا ہے۔ ہم اس کو sale نہیں کرتے، یہ ہمارے پاس سٹور میں رہتی ہے اور جیسے ہی crushing season شروع ہوتا ہے اس میں ہم crushing کروا کر ملوں کو دیتے ہیں اور سستے ریٹ پر عوام کو آٹا supply کیا جاتا ہے۔ Thank you.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ گندم گوداموں میں پڑی رہے یا باہر کھلیانوں میں پڑی رہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کہہ رہے ہیں کہ خراب کتنی ہوتی ہے اس کا بتائیں؟

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سوال پھر دہراتا ہوں کہ محکمہ خوراک جو خریداری کرتا ہے وہ گوداموں میں پڑی رہے یا باہر کھلیانوں میں پڑی رہے، سال بھر کے بعد اس کے جو losses اور damages ہیں ان کا آج تک پتا نہیں چلتا کہ محکمہ خوراک اپنا خریداری کا target جتنا بھی پورا کرتا ہے، فروخت کرنے کے بعد ملوں کو اس میں جو losses ہوتے ہیں وہ محکمہ خوراک اپنے ریکارڈ پر کتنا show کرتا ہے؟ وہ ایوان میں لایا جائے کہ محکمہ خوراک losses کتنا show کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ آپ کوئی fresh Question دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر یہ exact figure چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ fresh question کریں، انشاء اللہ ان کو مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ہم محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ کی بھی سن لیتے ہیں۔ اگر یہ کارروائی آگے بڑھنے دیں تو آپ کا فائدہ ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب! اس میں بھی بڑا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کوٹ مومن جو کہ میرا حلقہ انتخاب ہے وہاں جونہی بجلی بند ہوئی تو رائل ٹی وی کے نمائندے پر کچھ لوگوں نے فائرنگ کی لیکن اب تک وہ ملزم trace نہیں ہوئے اور نہ ہی پکڑے جا رہے ہیں۔ اس سے پریس اور ٹیلی ویژن والوں میں خوف وہراس کی کیفیت پائی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! مجھے آپ سے التماس کرنا ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے-اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا وقوعہ ہوا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ procedure موجود ہے آپ وہ adopt کریں-اس پر بحث ہوگی اور جناب وزیر اعلیٰ یا لاء منسٹر اس کا جواب دیں گے-لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اپنا اور اس ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں-شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! تقریر نہیں پوائنٹ آف آرڈر کریں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل کی قرارداد کے بعد اپوزیشن اپنی اکثریت کھو بیٹھی ہے---

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب میری گزارش تو سن لیں-

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں-جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 94 ہے-

اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ کا سبب مڈل مین کا معاملہ

*94: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے کا سبب مڈل مین ہے جو زمینداروں سے حکومت کی نافذ کردہ قیمت خرید سے بھی کم قیمت پر اجناس خرید کر مارکیٹ میں نہ صرف مہنگے داموں فروخت کرتا ہے بلکہ قیمتوں میں مزید اضافہ کر کے کئی گنا زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں ان اجناس کی ذخیرہ اندوزی کر کے عوام کے لئے بے پناہ مصائب پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے؟

(ب) کیا پنجاب حکومت مڈل مین کو ختم کر کے محکمہ خوراک کے مختلف اداروں کے ذریعے زمیندار سے اجناس خرید کر براہ راست مارکیٹ میں فراہمی کے نظام کو فوقیت دینے کے لئے تیار ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ میں زرعی اجناس کی قیمتوں کا تعین طلب و رسد کی بنیاد پر ہوتا ہے- طلب و رسد میں کمی بیشی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کا باعث بنتی ہے- جنس کی کٹائی کے وقت منڈی میں اس کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے نتیجتاً اس کی قیمتیں گر جاتی ہیں- پیداوار بہتر ہونے کی صورت میں قیمتوں میں مزید کمی واقع ہوتی ہے جس سے بعض اوقات کاشتکار کی لاگت بھی پوری نہیں ہو پاتی جبکہ اس کے برعکس اگر کاشتکار کی فصل کسی وجہ سے اچھی نہ ہو تو منڈی میں جنس کی رسد کم ہو جانے کی وجہ سے قیمتیں زیادہ ہو جاتی ہیں جو دوسری طرف صارف کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہیں- زیادہ تر کاشتکار اپنے وقت اور پیسے کی بچت کی وجہ سے اپنی جنس براہ راست صارف کو فروخت نہیں کرتے اسی لئے اسے اپنی جنس فروخت کرنے کے لئے کمیشن ایجنٹ کی خدمات حاصل کرنا پڑتی ہیں-

(ب) زرعی اجناس میں سے خاص کر گندم کو محکمہ خوراک زمینداروں سے براہ راست خریدتا ہے اور فلور ملوں کو کنٹرول قیمت پر فراہم کرتا ہے تاکہ صارفین کو مناسب قیمت پر آٹا کی سپلائی یقینی بنائی جا سکے جبکہ دوسری اجناس کاشتکاروں سے براہ راست خریدنے کے بارے میں مزید تفصیل محکمہ خوراک بہتر طور پر مہیا کر سکتا ہے-

جناب سپیکر: آپ نے صفحہ نمبر 28 پر اس کا جواب دیکھ لیا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، میں نے دیکھا ہے لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے مڈل مین کا کردار ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ مڈل مین کسانوں سے سستے داموں چیز خریدتا ہے اور مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کرتا ہے- جب فلور ملوں کو کنٹرول قیمت پر گندم دیتے ہیں تو پھر آٹا اتنا مہنگا کیوں فروخت کیا جاتا ہے؟ لہذا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے مڈل مین کا کردار ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اگر آپ نے سنا ہے تو اس کا جواب بتائیں- محترمہ! آپ کا ضمنی سوال بنتا نظر نہیں آ رہا-

محترمہ ساجدہ میر: میرا سوال تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے کا سبب مڈل مین ہے جو زمینداروں سے حکومت کی نافذ کردہ قیمت خرید سے بھی کم قیمت پر اجناس خرید

کر مارکیٹ میں نہ صرف مہنگے داموں فروخت کرتا ہے بلکہ قیمتوں میں مزید اضافہ کر کے کئی گنا زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں ان اجناس کی ذخیرہ اندوزی کر کے عوام کے لئے بے پناہ مصائب پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

(ب) کیا پنجاب حکومت مڈل مین کو ختم کر کے محکمہ خوراک کے مختلف اداروں کے ذریعے زمیندار سے اجناس خرید کر براہ راست مارکیٹ میں فراہمی کے نظام کو فوقیت دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ طلب اور رسد کے حساب سے ہوتا ہے۔اگر سپلائی زیادہ آ جائے اور ڈیمانڈ کم ہو تو قیمتیں نیچے آ جاتی ہیں اگر ڈیمانڈز زیادہ ہو اور سپلائی کم ہو تو پھر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب کوئی مقرر اپنی بات کر رہا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔آئندہ اس کا خیال رکھا جائے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ قیمتوں میں جو اتار چڑھاؤ ہوتا ہے وہ رسد اور طلب کے حساب سے ہوتا ہے۔اگر مارکیٹ میں رسد زیادہ ہو اور طلب کم ہو تو قیمتیں نیچے گر جاتی ہیں۔اگر طلب زیادہ ہو اور رسد کم ہو تو پھر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔اس طرح زرعی اجناس میں مڈل مین کا کردار نہیں ہے۔ویسے ہر شعبے میں مڈل مین کا کردار رہا ہے لیکن ہمارے ہاں مارکیٹنگ کا سسٹم ہے جیسے غلہ منڈیاں ہیں ان میں کمیشن ایجنٹ ہوتا ہے وہ فی سو کلو گرام ایک روپیہ کمیشن لیتا ہے۔ابھی سیزن میں تمام تر گندم محکمہ خوراک نے 625 روپے فی من کے حساب سے خریدی ہے لہذا اس میں مڈل مین کا کوئی کردار نہیں تھا تاہم مڈل مین کا کردار ہر سطح پر ختم ہونا چاہیے۔شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر حکومت براہ راست خود خریدے چونکہ مارکیٹ بھی ہے اور مارکیٹ کمیٹیاں بھی ہیں۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں- محترمہ ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں-ان کے بعد آپ کی باری آ جائے گی-پلیز تشریف رکھیں-

محترمہ ساجدہ میر: اگر حکومت زرعی جناس براہ راست خرید کر بہتر طور پر عوام تک پہنچائے تو میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ گھر سے منافع کمانے کے لئے نکلتے ہیں اور لوگوں کو پریشان کرتے ہیں ان سے جان چھوٹ سکتی ہے-

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میری بہن گندم کے بارے میں فرما رہی ہیں-اس سلسلے میں عرض ہے کہ گندم کی تمام procurement محکمہ خوراک کے ذریعے ہوئی ہے اور حکومت نے 625روپے فی من ریٹ مقرر کیا تھا-پورے پنجاب میں محکمہ خوراک کے جتنے سنٹرز موجود تھے انھوں نے خریدی ہے لیکن کچھ لوگ جو کمزور ہوتے ہیں یا چھوٹے کاشتکار ہیں وہ وہاں نہیں پہنچ سکتے تو پھر وہ اپنی مرضی سے لاتے ہیں-سبزی منڈیاں اور گندم کے لئے غلہ منڈیاں موجود ہیں اور وہ ایک قانون کے پابند ہیں اس میں صرف ایک روپیہ کمیشن ایجنٹ کی کمیشن ہے-اگر کہیں مڈل مین ہے تو وہ غیر قانونی طور پر ہے زمیندار اس کے پاس نہ جائے-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب ضمنی سوال پر ہیں-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری بہن نے بہت اہم سوال کیا ہے-اصل میں یہ سوال فرسودہ مارکیٹنگ سسٹم کا ہے-اس میں مڈل مین کا کردار صرف گندم کے بارے میں نہیں ہے بلکہ تمام اجناس کے بارے میں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اس مارکیٹنگ سسٹم میں بہتری لانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟ یہاں تو سوال گندم اور جواب جو آ رہا ہے، مڈل مین کا جو سسٹم چل رہا ہے وہاں تو لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اس وجہ سے عوام اور کسانوں کو بھی مسائل درپیش ہیں-اگر کسان کوئی چیز دو روپے کلو بیچتا ہے تو وہ عوام کو 25روپے کلو پہنچتی ہے-ہمارا مارکیٹنگ سسٹم اتنا فرسودہ ہو چکا ہے کہ اس میں بہتری لانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے-مارکیٹ کمیٹیاں تو صرف پیسا کمانے کے لئے بنی ہوئی ہیں۔ ان کے اہلکار، ان کے انسپکٹر اور ان کے

ایڈمنسٹریٹر قیمتیں مقرر کرنے کے لئے دکانداروں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں اور عوام کا استحصال کرتے ہیں-اس حوالے سے حکومت اسے regularize کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کاشت کار کی جو چیز بھی غلہ منڈی یا سبزی منڈی میں آتی ہے اس کے کمیشن کی شرح مقرر ہے وہ سو کلو گرام کے پیچھے ایک روپیہ ہے-اس میں باقاعدہ لائسنس یافتہ آڑھتی ہیں- میں نے خود اچانک جھنگ میں معائنہ کیا تو وہاں منڈی میں زمیندار نہیں آئے ہوئے تھے بلکہ زمینداروں کے نمائندے وہاں آ کر اپنی جنس بیچتے ہیں- یہ تو awareness کی بات ہے- اگر زمینداروں میں یہ awareness پیدا ہو جائے تو وہ زبردستی ان سے ٹھگی یا دھوکا نہیں کر سکتے لیکن زمیندار اپنے نمائندے منڈی میں بھیجتا ہے اور وہ آ کر آڑھتی سے مل جاتے ہیں- ہم نے تو مارکیٹ میں بڑی سختی کی ہوئی ہے اور کہیں بھی monopoly نہیں ہو گی - اگر میرے بھائی کوئی نشاندہی کریں گے تو میں وہاں خود جانے کو تیار ہوں اور over charges ہوئے تو محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرے گا-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہمارے نہایت ہی قابل احترام بھائی ہیں، یہ خود بھی زمیندار ہیں اور یہ ان معاملات کو سمجھتے ہیں کہ مڈل مین غریب عوام اور کسان کا کیسے استحصال کر رہا ہے- ہمیں اس سسٹم کو دوبارہ سے جانچنا چاہیے کہ اس میں کس طرح سے بہتری لانی ہے، جو کمیشن مقرر ہے ہم وہ دینے کے لئے تیار ہیں اور ہر آدمی دیتا ہے لیکن وہ جو ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں ان کو روکنے کے لئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ کسی particular case کی بات کریں پھر منسٹر صاحب اس کا نوٹس لیتے ہیں-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کسی بھی غلہ منڈی میں چلے جائیں، کسی بھی سبزی منڈی میں چلے جائیں اس میں مڈل مین کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم نے جو مارکیٹ کمیٹیاں بنائی ہیں وہ اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہیں-

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ میں ایک کسان ہوں جو کچھ پہلے ہوتا رہا ہے اس کو بھول جائیں۔ میں آپ کو ensure کراتا ہوں کہ ہم تمام منڈیوں میں جائیں گے۔ فاضل دوست نشاندہی کریں میں خود وہاں پر جاؤں گا اور جو over charging کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ ہم نے پہلے بھی بندے معطل کئے ہیں۔ جھنگ میں مارکیٹ کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر اور متعلقہ سیکرٹری کو معطل کیا ہے۔ بادامی باغ لاہور میں بھی بندے معطل کئے ہیں اور ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مڈل مین کا کردار ہے۔ میرے بھائی یہاں پر تجاویز دیں تو ہم قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں ہمارا consensus ہے کہ واقعی مڈل مین ایک لعنت ہے اگر کہیں سادہ لوح کاشتکار لوٹا جاتا ہے تو ہم مل بیٹھ کر اس بارے میں قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد رفیق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ایک سوال پر تین، چار سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے۔ اب کسی اور کا بھی ضمنی سوال آنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اسے میں اس طرح سے لیتا ہوں کہ demand and supply کے بنیادی فلسفہ کو سامنے رکھ کر جواب مرتب کیا گیا ہے۔ یہ جواب ایسے ہی ہے جیسے ایجاب و قبول کے وقت دُلہا تو زور سے ہاں کہتا ہے جبکہ دُلہن نیم خاموشی اختیار کرتی ہے۔ demand and supply سے ہٹ کر اب منڈی کی معیشت اور قیمتوں کو منڈی کی سیاست کنٹرول کرتی ہے۔ اب قیمتوں کو یہ ذخیرہ اندوز، یہ منافع خور اور black market کرنے والے کنٹرول کرتے ہیں اور زمیندار کا استحصال کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی مرضی سے خریداری کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے ہی فروخت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب نے جواب دیا ہے، اس سے آپ کو مطمئن ہونا چاہیے۔ اگر آپ کسی بات پر مطمئن نہیں ہیں تو وہ ان کے notice میں لائیں۔ اس پر وزیر صاحب action لیں گے۔ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اصل میں آمدن اور اخراجات کے توازن میں differ ہے۔ میں وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ کاشت کار کی آمدن اور اخراجات میں توازن پیدا کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ زمیندار کو middle man کے پاس اس لئے جانا پڑتا ہے کہ اس کے پاس زرعی ادویات، کھاد اور بیج خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے۔ زرعی بنک آج کل بھی قرضہ نہیں دے رہا، کوآپریٹو بنک بھی کاشت کار کو قرضہ نہیں دے رہا۔ لہذا کاشت کار middle man سے قرضہ لے کر اپنی فصل کاشت کرتا ہے۔ اسی مجبوری کی بنا پر کاشت کار کو middle man کے پاس جانا پڑتا ہے۔ میں وزیر زراعت سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں کہ کھاد، بیج، زرعی ادویات، بجلی اور ڈیزل کی قیمتوں کا زمیندار کی پیداوار سے توازن پیدا ہو جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ پاکستان کی زراعت سخت دباؤ کا شکار ہے تاہم اس میں بہت سے بین الاقوامی عوامل کارفرما ہیں، کچھ قومی سطح کے معاملات ہیں جو کہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں اور تھوڑے سے معاملات صوبائی حکومت سے متعلقہ بھی ہیں۔ عالمی سطح پر ڈیزل کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور یہ پنجاب حکومت کے کنٹرول سے باہر ہے۔ ڈی اے پی کھاد کی بوری کی قیمت پہلے -/900 روپے تھی اب عالمی سطح پر اس کی قیمت -/3100 روپے ہو گئی ہے۔ پاکستان میں صرف 15 فیصد ڈی اے پی کھاد بنتی ہے۔ یہ ہمیں import کرنی پڑتی ہے۔ اسی لئے حکومت پاکستان fertilizers پر بوری کے حساب سے ایک ہزار روپے subsidy دے رہی ہے۔ باقی جہاں تک پنجاب حکومت سے متعلقہ معاملات ہیں تو میں ان کے بارے میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم زمیندار کے لئے اچھی اور بہتر پالیسیاں بنائیں گے تاکہ کسان کو تحفظ حاصل ہو سکے۔ بلڈوزر کا کرایہ فی گھنٹہ -/1800 روپے ہے لیکن ڈیزل مہنگا ہونے کے باوجود agriculture purpose کے لئے حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر صرف -/560 روپے کرایہ مقررہ کیا ہوا ہے تاکہ کاشت کار ارزاں نرخوں پر اپنی زمین ہموار کر کے آباد کر سکے۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے تین، چار بڑے بڑے projects دیئے ہیں جن میں زرعی ٹریکٹر سکیم بھی شامل ہے۔ قرضہ جات وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے پاس جو figures ہیں ان کے مطابق ایک ارب 76 کروڑ روپے کے قرضہ جات کاشت کاروں کو دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ اس بارے میں کافی وضاحت کر چکے ہیں۔ میں صرف آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت اس ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، خدا کے لئے اسے بچالیں۔ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ساری باتیں ہی اہم ہیں۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے disposed of کیا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں میاں نصیر احمد کا سوال ان کے behalf پر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں نے اس کو disposed of کر دیا ہے تو پھر آپ بولے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو کھڑا ہوا تھا لیکن آپ نے میری طرف توجہ ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں اس پر نہیں آؤں گا۔ آپ کو پہلے بولنا چاہیے تھا۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ میں جب آگے پہنچ گیا ہوں تو آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ شاید سن نہیں سکے، آپ نے ادھر دیکھا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میں اندھا تو نہیں ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): نہیں، جناب! آپ ادھر مصروف تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے پہلے میاں نصیر صاحب کا نام پکارا ہے، انھیں دیکھا ہے، پھر آگے چلا ہوں۔ اب آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اگر آپ اجازت دے دیں تو شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ مناسب نہیں لگتا۔ I am sorry for that. یہ آپ کو اسی وقت اُٹھ کر بولنا چاہیے تھا کہ میں on his behalf یہ سوال کرتا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 116۔جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

2007-08 میں گندم کی پیداوار کا ہدف و دیگر تفصیل

*116: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007-08 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا تھا؟

(ب) کیا ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار ہوئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) حکومت پنجاب کے سامنے گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا تجاویز زیر غور ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 2007-08 میں پنجاب میں گندم کا پیداواری ہدف ایک کروڑ پچاسی لاکھ ٹن تھا۔

(ب) ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار نہیں ہو سکی اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) گندم کی بجائی کے وقت بارانی علاقہ جات میں وتر کی شدید کمی

(2) جنوری فروری کے مہینہ میں کورے کے مضر اثرات

(3) ڈی۔اے۔پی کھاد مہنگی ہونے پر اس کے استعمال میں چالیس فیصد کمی

(4) نہری پانی کی کم دستیابی

(5) مارچ کے مہینہ میں گرمی پڑنے سے دانے کا سکڑنا

(ج) گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب کے مجوزہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ گندم کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر بیج کی فراہمی

2۔ سیڈ گریڈرز کی کم قیمت پر فراہمی

3۔ کم دستیاب پانی کا مناسب استعمال

4۔ گندم کی بجائی اور کھادوں کے استعمال کے لئے ڈرل کا استعمال اور ان کی کم قیمت پر فراہمی

5۔ اچھی پیداوار کے لئے کاشتکاروں کے درمیان زیادہ پیداوار کے مقابلوں کا انعقاد

6۔ گاؤں گاؤں جاکر کاشتکاروں کی تربیت کا انتظام

7- ہر گاؤں میں اچھی پیداوار کی حامل ٹیکنالوجی کی نمائش

8- فیلڈ اسسٹنٹس کو گاؤں کی سطح پر نمائشی سنٹر پر روزانہ کی بنیاد پر پابند کرنا

9- زرعی توسیع سروس کو مزید فعال کرنا اور ان کے لئے موٹر سائیکلوں کی فراہمی

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ سال 08-2007 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا تھا؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "ایک کروڑ پچاس لاکھ ٹن" میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ کیا ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار ہوئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟ محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ "ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار نہیں ہو سکی" اور اس کی وجوہات انہوں نے یہ بیان کی ہیں۔

(1) گندم کی بجائی کے وقت بارانی علاقہ جات میں وتر کی شدید کمی

(2) جنوری فروری کے مہینہ میں کورے کے مضر اثرات

(3) ڈی۔اے۔پی کھاد مہنگی ہونے پر اس کے استعمال میں چالیس فیصد کمی

(4) نہری پانی کی کم دستیابی

(5) مارچ کے مہینہ میں گرمی پڑنے سے دانے کا سکڑنا

جناب والا! باقی تو قدرتی آفات تھیں لیکن ڈی۔اے۔پی کھاد کا مہنگا ہونا حکومت کی نااہلی ہے۔ میں وزیر زراعت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج کل بھی ڈی۔اے۔پی کھاد غائب ہے، under ground کر دی گئی ہے اور ہمارا زمیندار اس حوالے سے بہت پریشان ہے کیونکہ اسی کھاد کو زیادہ نرخوں پر black market میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ یہ معاملہ فوری توجہ کا طالب ہے۔ وزیر موصوف اس بارے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ جواب میں نہری پانی کی کم دستیابی کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ہمارے ہاں پانی کا ذخیرہ دن بدن کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا کالا باغ ڈیم یا دوسرے dams بنانے اشد ضروری نہیں ہیں اور اس حوالے سے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ڈی۔اے۔پی کھاد surplus ہے۔ اس کی بالکل shortage نہیں ہے۔ گندم کی کاشت کے موقع پر زمیندار کو انشاء اللہ تعالیٰ ڈی۔اے۔پی کھاد بروقت ملے گی۔

جناب سپیکر! cotton کی کاشت کے وقت نہری پانی کی کمی تھی کیونکہ پنجاب کے share میں 30 سے 40 فیصد shortage تھی۔ پانی کے حوالے سے ارسا والے بیٹھ کر میٹنگ کرتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ کس صوبے کو کتنا پانی دینا ہے۔ dams مزید نہ بننے کی وجہ سے پانی میں جو shortage آتی ہے اسے صوبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پنجاب کے share میں 30 سے 40 فیصد پانی کم کر دیا گیا تھا۔ اب یہ معاملہ پنجاب حکومت کے preview سے باہر ہے۔ پنجاب حکومت نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے 350 چھوٹے dams بنانے کا پروگرام بنایا ہے۔ بھاشا ڈیم کا معاملہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ہم نے آئندہ کے لئے پنجاب میں 350 mini dams بنانے کا پروگرام بنایا ہے لیکن اس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا۔ یہ short term measures نہیں ہیں بلکہ long term measures ہیں۔ پانی کے ذخائر انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر: پانی اور ڈی اے پی کھاد کی وہ بات کر رہی ہیں کہ وہ دستیاب نہیں ہے، اس کے لئے solid قسم کے اقدامات کریں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پانی کی کمی دور کرنے کے لئے ایک sprinkle اور۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں! یہاں House میں ایک important بات ہو رہی ہے۔ گپ شپ کم کی جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی پہلے ان کی بات سن لیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! حکومت ابھی sprinkle and lift irrigation کا ایک بڑا project شروع کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ bed planting کا منصوبہ بھی زیر غور ہے جس سے پانی کی بڑی بچت ہوگی۔ Mini dams بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ 350 چھوٹے ڈیم صرف پنجاب میں بنائے جا رہے ہیں۔ اگر ہمیں proper وقت ملا تو یہ long terms measures ہیں فوری طور پر اس کا کوئی حل نہیں ہے کیونکہ پچھلے آٹھ سال میں ایک میگا واٹ بجلی بھی پیدا نہیں کی گئی، اس کے علاوہ پچھلے آٹھ سال میں ایک ڈیم بھی نہیں بنایا گیا۔ یہ سابقہ دور کا معاملہ ہے، اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! گندم کے بارے میں بار بار سوال ہو رہے ہیں۔ گندم کی پیداوار اس لئے زیادہ نہیں ہو رہی، اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ہماری حکومت کو بنے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں، گندم اس سال زیادہ پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال کریں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ضمنی سوال آپ نے کیا نہیں، میں کیا جواب پوچھوں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ گندم کا سائز اتنا کم ہو گیا ہے کہ سونف کے دانے کے برابر ہو گیا ہے اور اس کے لئے جو ادویات بنائی گئی تھیں وہ جعلی بھی تھیں۔ اس کا سدباب کرنے کے لئے کوئی نئی ادویات تیار کی گئی ہیں یا نہیں؟ اس کے علاوہ پچھلے آٹھ سالوں میں جو دو نمبر کھاد استعمال کی گئی آیا کھاد کی طرف بھی کوئی توجہ دی گئی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بھی مجھے دے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس پر آپ کی رولنگ چاہیے کہ کیا question hour میں پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر تو ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، پابندی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات نہ کریں۔ اگر کوئی relevant بات ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اگر relevant ہے تو اس کی اجازت مل سکتی ہے اس کو according to rule کہا جا سکتا ہے اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر irrelevant بات کرتا ہے تو اس کو سنا نہیں جا سکتا اور اس کو over rule کر دیا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں سیکرٹری صاحب سے کم پوچھتا ہوں، آپ جیسے بزرگوں سے میرے خیال میں زیادہ guidance لیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے اگر کوئی irregularity ہو رہی ہو۔

جناب سپیکر: میں کیا کہہ رہا ہوں؟ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی پابندی نہیں ہے تاوقتیکہ کوئی irregularity ہو رہی ہو۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس وقت irregularity ہو رہی تھی اس لئے میں نے point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بات clarify کرنے دیں۔ شاہ صاحب میری گزارش یہ ہے کہ سپیکر کو تو کوئی پتا نہیں ہوتا کہ وہ relevant بات کرنا چاہتے ہیں یا irrelevant بات کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے سپیکر کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانی ہوتی ہے اس لئے سپیکر کو allow کرنا پڑتا ہے لیکن اگر وہ irrelevant ہو تو سپیکر کہتا ہے کہ یہ بات valid نہیں ہے، irrelevant ہے۔ لہذا بات سننے کی قوت زیادہ ہونی چاہیے۔

جناب خالد محمود سرگانہ: جناب والا! میرا بھی ایک انتہائی ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضروری سوال اس وقت کیوں نہیں کرتے جب ٹائم ہوتا ہے۔ اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو میں نے floor دے دیا ہے۔

جناب خالد محمود سرگانہ: جناب والا! میرا انتہائی ضروری سوال ہے مجھے آپ موقع عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد میں اس کو دیکھوں گا۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ان کا جو answer نمبر 4 ہے کہ نہری پانی کی کم دستیابی، پانی کی ویسے بھی بین الاقوامی طور پر کم دستیابی ہے۔ ان سے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو حال ہی میں non- governmental organization کے اندر Rome میں ایک بین الاقوامی meeting ہوئی ہے جس میں use of wastage water and use of dirty water پر کام ہو رہا ہے اور خاص طور پر اس کو purification کے بعد زراعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کیا ان کے علم میں یہ بات ہے؟ کیا ان کے محکمے نے اس پر کوئی کام شروع کیا ہے اور اگر نہیں کیا تو کیا وہ اس کی معلومات حاصل کر کے یہ جو ہمارا پانی ہے جس کو ہم گندے نالوں کا پانی کہتے ہیں جو لاہور شہر سے تمام شہروں سے گزرتا ہے اس کو بھی agricultural کے استعمال میں لایا جائے گا؟ کیا یہ بات ان کے علم میں ہے اور اگر ان کے محکمے کے علم میں نہیں تو ان کے علم میں لا کر اس پانی کو استعمال کرنے کی کوشش کریں گے یا اس پر کام کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ پہلے اس محترمہ کے سوال کا جواب دیں، اس کے بعد محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کے سوال کا جواب دیں، باقی تمام باتیں بعد میں ہوں گی۔

ایک آواز: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جب ٹائم ختم ہو جائے گا میں بند کر دوں گا، مجھے پتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری التماس ہے کہ یہ serious issue ہے ہمیں اسے سنجیدگی سے complete کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر کسی نے اپنی کوئی بات کرنی ہے تو وہ اپنا سوال الگ سے put up کر سکتا ہے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 350 ڈیم ہم بنانا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کا جواب بالکل غلط ہے کیونکہ 350 ڈیم جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے لئے بجٹ میں کوئی پیسہ رکھا گیا ہے اور نہ ہی کہیں اور ذکر کیا گیا ہے۔ براہ مہربانی وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ یہ غلط جواب انہوں نے کس بنیاد پر دیا ہے؟ دوسرا ڈی اے پی کھاد جو موجودہ حالات میں مارکیٹ سے غائب ہے، under ground ہے ذخیرہ اندوز ہو چکی ہے اس کا جواب بھی وزیر موصوف کی طرف سے clearly نہیں آیا کہ اس کے لئے وہ سختی سے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ serious issue ہے، زراعت کا issue ہے، لوگوں کے لئے اشیائے خورد و نوش کا معاملہ ہے۔

ایک آواز: یہ وزیر آبپاشی کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے جو 350 ڈیموں کی بات کی تھی اس کا وہ جواب چاہ رہے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ڈیم بنانے کے لئے 350 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ سوال کو پڑھیں۔ سوال یہ ہے کہ سال 08-2007 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا ہے؟ اب اس کی دو تین بڑی اہم وجوہات ہیں۔ پیداوار کا قیمت سے بڑا تعلق ہوتا ہے۔ گنے کی قیمت بڑھی، سو روپے من ہوئی تو کاشت کاروں نے گنا کاشت کرنا شروع کر دیا۔ جب گندم کاشت ہو رہی تھی تو اس وقت اس کی support price کا اعلان نہ کیا گیا۔ اس وقت گندم کی support price -/425 روپے فی من تھی، بعد میں نگران حکومت کے دور میں -/510 روپے فی من رکھی گئی لیکن اس وقت گندم کاشت ہو چکی تھی۔ کاشت کار کی اپنی economics ہے وہ دیکھتا ہے کہ مجھے کس فصل میں بچت ہوئی تھی یا بچت نہیں ہوئی۔ جب اس کو گندم میں بچت نظر نہ آئی تو کاشت کار سورج مکھی کی طرف چلا گیا، کاشت کار مکئی کی طرف چلا گیا اس لئے گندم کی پیداوار 08-2007 میں کم ہوئی ہے۔ اگر یہ support price گندم کاشت کرنے سے پہلے -/625 روپے رکھی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ گندم کی پیداوار بڑھ جاتی۔ ابھی موجودہ حکومت نے گندم کی support price -/635 روپے فی من مقرر کی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ سال گندم کی پیداوار بڑھ جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا جواب بھی ساتھ ہی دے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): محترمہ فوزیہ بہرام نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف پوچھ رہے ہیں کہ سوال repeat کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت : جناب والا! پہلے یہ میرے سوال کا جواب دے دیں کیونکہ میرا سوال کچھ اور ہے اور وزیر موصوف نے جواب کچھ اور دیا ہے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس میں relevant بات کیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس سوال سے relevant کیا چیز ہے؟ سوال نمبر 116 ہے۔ معزز ممبر مجھے بتائیں کہ اس سوال سے کون سی relevant بات ہے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سوال نمبر 116 میں وزیر موصوف نے نمبر(4) میں question کا answer دیا ہے۔"نہری پانی کی کم دستیابی۔" میں نے ان سے پوچھا ہے کہ حال ہی میں روم میں International Non-Governmental Organization Committee کی میٹنگ ہوئی ہے کیا انہیں پتا ہے کہ اس میں use of wasted water and use of dirty water کو collect کر کے بہت کم خرچ پر purify کر کے زراعت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات آپ کے محکمے کے علم میں ہے؟ اگر نہیں ہے کیونکہ میں نے جب وہ میٹنگ attend کی تو پاکستان کی طرف سے کوئی نہیں تھا تو میں نے آپ سے یہ request کی ہے کہ آپ اس بات کو اپنے محکمے کی consideration میں لیں اور اس پانی کو usage کے بعد سبزیوں وغیرہ کے لئے استعمال کرنے کے حوالے سے آپ کے علم میں یہ بات ہے یا نہیں ہے؟

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہماری فاضل رکن پہلے بھی ہمارے ساتھ ممبر رہی ہیں۔ پہلے میری ان سے discussion بھی ہوئی ہے، جو اچھی تجاویز آئیں گی محکمہ زراعت ان پر عمل کرنے کو تیار ہو گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر خوراک و صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فلور ملز کا مختص کوٹا و دیگر تفصیل

*102: میاں نصیر احمد : کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر فلور مل کے لئے گندم کی فراہمی کا کوٹا مختص ہوتا ہے ؟

(ب) کیا فلور ملز گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں یا گندم بھی فروخت کر سکتی ہیں ؟

(ج) اگر فلور ملز گندم فروخت نہیں کر سکتیں تو کیا گندم فروخت کرنے والی ملوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی جاتی ہے ؟

(د) 2007 میں کن ملوں کے خلاف محکمہ نے کارروائی کی ہے ؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ خوراک گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق منظور شدہ فلور ملز کو گندم فراہم کرتا ہے۔ فلور ملوں کا گندم کا کوٹا مستقل نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعین ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔

(ب) فلور ملز محکمہ خوراک سے اجرا شدہ گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں اور وہ محکمہ سے حاصل شدہ گندم فروخت نہیں کر سکتیں۔

(ج) جی ہاں ایسی فلور ملوں کے خلاف محکمانہ قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) 2007 میں مندرجہ ذیل فلور ملوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی:۔

لاہور

فائیو سٹار فلور ملز، ساجد فلور ملز، فردوس فلور ملز، الرمضان فلور ملز، افضل فلور ملز، راوی فلور ملز، لاہور فلور ملز، رحمت فلور ملز، پریمیئر فلور ملز، داتا فلور ملز، بادامی باغ فلور ملز، طارق فلور ملز، شیخ برادرز فلور ملز، فیروز فلور ملز، برکت فلور ملز، النور فلور ملز، ماڈرن فلور ملز، الراعی فلور ملز، گلستان فلور ملز۔

وہاڑی

بسم اللہ فلور ملز

سرگودھا

سرگودھا فوڈ پروڈکٹس، مخدوم فلور ملز، رحمان فلور ملز، کسان فلور ملز، سردار فلور ملز۔

صوبہ پنجاب سے آٹا اور گندم کی دوسرے صوبے میں سمگلنگ کا مسئلہ

*119: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب سے آٹا اور گندم سمگل ہو کر کسی دوسرے صوبہ میں جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن کن مقامات سے سمگلنگ ہو رہی ہے؟

(ج) سمگلنگ میں ملوث افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے نیز 2006 اور 2007 میں جن افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب اور حکومت سرحد و بلوچستان کے مابین معاہدہ جات ہوئے ہیں جن کے مطابق دوسرے صوبہ جات کو گندم و آٹے کی ترسیل بذریعہ پرمٹ کی جاتی ہے۔ لہذا پرمٹ کے بغیر نقل و حمل کو غیر قانونی تصور کیا جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب سے غیر قانونی طور پر آٹا اور گندم دوسرے صوبوں کو جانے کے واقعات رپورٹ ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل مقامات سے غیر قانونی نقل و حمل کے امکانات ہوتے ہیں۔

ضلع	چیک پوسٹ
ڈیرہ غازی خان	ترمن، بواٹہ
راجن پور	شاہ والی
میانوالی	چشمہ بیراج، درہ تنگ، درہ قبول خیل
بھکر	داجل
رحیم یار خان	کوٹ سبزل، دعووالا
راولپنڈی	فاروقیہ، گنگو بہادر، بہاتر موڑ، باڑیاں
اٹک	اٹک خورد، جھاری کس، حاروایم 1، خوشحال گڑھ

ان کے علاوہ دریائی علاقوں سے بذریعہ کشتی بھی گندم اور آٹا کی غیر قانونی نقل و حمل کے امکانات ہیں۔

(ج) غیر قانونی نقل و حمل میں ملوث افراد کے خلاف حکومتی ادارے فوڈ سٹف کنٹرول ایکٹ مجریہ 1958 اور فوڈ گرین لائسنسنگ کنٹرول آرڈر 1957 کے تحت کارروائی کرتے ہیں۔ تاہم سال 2006 اور 2007 میں صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبہ جات کو آٹا و گندم کی نقل و حمل کے سلسلہ میں کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

کراپ میکسیمائزیشن پروگرام کے اغراض ومقاصد و دیگر تفصیلات

*147: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کراپ میکسیمائزیشن کا پروگرام جس کی پوسٹیں بھی ایڈورٹائز کی گئی ہیں، کن کن اضلاع میں شروع ہو رہا ہے؟

(ب) اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں تفصیلاً بیان کریں؟

(ج) کیا یہ پروگرام حکومت continue کرے گی؟

(د) کیا یہ پروگرام جن اضلاع میں شروع ہوگا وہ ان اضلاع کی تمام تحصیلوں کے لئے ہے یا پھر مخصوص علاقہ جات کے لئے ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کراپ میکسیمائزیشن کا پروگرام وفاقی حکومت کی مالی وتکنیکی معاونت اور نگرانی میں صوبہ پنجاب کے چھ اضلاع ساہیوال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، سرگودھا، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان میں چل رہا ہے۔ جس میں صوبہ پنجاب کے 430 گاؤں شامل ہیں۔

(ب) اس پروگرام کے اغراض ومقاصد ذیل ہیں:۔

1- چھوٹے زمینداروں کی پیداوار بڑھانا۔

2- زمیندار طبقہ کو ترغیب دے کر منظم کرنا اور گاؤں کی سطح پر تنظیم بنانا

3- دیہی تنظیم کو رجسٹر کروانا اور اپنے فیصلے کرنے میں بااختیار بنانا۔

4- گاؤں کی سطح پر زرعی مشینری پول قائم کرنا۔

5- گاؤں کی سطح پر کھاد، کیڑے مار زہروں اور بیجوں کے سٹور قائم کرنا۔

6- ایک ریوالونگ فنڈ قائم کرنا اور دیہی تنظیم کے ذریعے فنڈ کو استعمال کرنا۔

7- ایسے طریقے اختیار کرنا کہ پروگرام کے ختم ہونے کے بعد دیہی تنظیم پیداوار بڑھانے کے لئے خود اقدامات کر سکے۔

8- گاؤں کی سطح پر کاشتکاروں کو تمام زرعی عوامل مہیا کرنا۔

9- پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو جدید طریقوں کی تربیت دینا اور عملدرآمد کروانا۔

10- بیروزگار نوجوانوں کو مرغبانی، ماہی پروری، بے موسمی سبزیاں پیدا کرنے، شہد کی مکھیاں پالنے، زرعی آلات کا مرکز قائم کرنے، بھیڑ بکریاں پالنے، چھوٹے پیمانے پر ڈیری فارم قائم کرنے، فیڈمل و دودھ اکٹھا کرنے کے مرکز قائم کرنے، پھل دار پودوں اور جنگلی پودوں کی نرسریاں قائم کرنے اور زرعی مداخل کی دکان قائم کرنے کے لئے شراکت کی بنیاد پر بلاسود قرضے فراہم کرنا۔

(ج) یہ پروگرام مخصوص علاقہ جات میں جاری ہے اور آئندہ مرحلہ وار یہ پنجاب کے تمام تحصیل واضلاع پر محیط ہو جائے گا۔

(د) یہ پروگرام ضلع ساہیوال کے 72 دیہات میں (تحصیل ساہیوال کے 40 گاؤں اور تحصیلوں چیچہ وطنی کے 32 دیہات)، ضلع گوجرانوالہ 71 دیہات (تحصیل گوجرانوالہ میں 27 گاؤں اور تحصیل وزیرآباد کے 44 گاؤں)، تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کے 71 گاؤں، تحصیل و ضلع سرگودھا 72 گاؤں، تحصیل و ضلع رحیم یار خان 72 گاؤں، ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ کے 65 گاؤں اور تحصیل پسرور کے 7 گاؤں شامل ہیں۔

یہ پروگرام مخصوص علاقہ جات میں جاری ہے اور آئندہ مرحلہ وار یہ پنجاب کی تمام تحصیلوں واضلاع پر محیط ہو جائے گا۔

مخصوص علاقہ جات کے چناؤ میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا گیا ہے

اس پروگرام کے سابقہ گاؤں / یونین کونسل کے اردگرد کے علاقہ کو بڑھانا ہے تاکہ پہلے سے اس پروگرام پر مشتمل علاقہ جات کی ترقی کو دیکھ کر قرب و جوار کی آبادی اس پروگرام کو اپنا سکے۔

اس پروگرام میں چھوٹے کاشتکار جن کا کاشتہ رقبہ 20 ایکڑ سے کم ہو وہ اس کے ممبر بن سکتے ہیں۔

حکومت پنجاب کی صوبہ بھر سے گندم کی خریداری وہدف اور دیگر تفصیلات

*170: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبے بھر سے گندم کی خریداری شروع کر دی ہے، کیا پنجاب کیلئے گندم کی خریداری کا ہدف 30 لاکھ ٹن مقرر ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب مقرر کردہ ہدف پورا کر سکے گی کیونکہ حکومت نے ریٹ 625 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کیا ہے جبکہ کسان اس ریٹ پر گندم حکومت کو بیچنے پر تیار نہ ہیں اس مسئلہ پر قابو پانے کے لئے حکومت کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے گندم خریداری ہدف 30 لاکھ میٹرک ٹن کے ہدف خریداری کے محاذ پر 2557389 میٹرک ٹن گندم خرید کی جو کہ ہدف کا 85.25 فیصد بنتا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے تھے:۔

i- ڈیلیوری چارجز جو کہ علاوہ قیمت گندم کے ادا کئے جاتے ہیں۔ 5 روپے سے بڑھا کر 7 روپے فی 100 کلو گرام کئے گئے۔

ii- علاوہ ازیں 25 روپے فی 100 کلو گرام بار برداری اخراجات کے لئے ادا کئے گئے۔

iii- کسانوں کو باردانہ 50 بوری تک شخصی ضمانت پر ادا کیا گیا۔

iv- گندم فروخت کنندگان کو کیش ادائیگی قیمت گندم بذریعہ بنک کی حد 50 بوری سے بڑھا کر 1000 بوری کی گئی۔

v- گندم کی خریداری کے لئے صوبہ میں 345 مراکز (198 پی آر اور 147 فلیگ سنٹرز) قائم کئے گئے تھے۔

زرعی اجناس کی یک دم قیمتیں بڑھنے کی وجوہات

*491: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) زرعی اجناس کی قیمتوں میں ٹھہراؤ کیوں نہ ہے، مثلاً چاول، گندم، دالیں، چینی وغیرہ کی قیمتیں یک دم بڑھیں، کیا وجوہات ہیں، پیداوار کیوں کم ہوئی، ٹارگٹ کے مطابق رقبہ

کاشت کیوں نہ ہوا، آبادی کے مطابق ٹارگٹ کیوں مقرر نہ کیا گیا، آئندہ کیلئے کیا لائحہ عمل ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں زراعت کی مد میں کتنا قرضہ کسانوں کو فراہم کیا گیا، تفصیل سے آگاہ کریں نیز آئندہ آسان شرائط پر قرضوں کی ادائیگی کیلئے کیا پروگرام ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب میں زرعی ترقی کیلئے جدید ٹیکنالوجی، ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات، کھاد، بیج اور پھلدار پودہ جات، منی ڈیمز، کنوؤں کی کھدائی غریب کسانوں کیلئے آئندہ کیا منصوبے ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(د) پچھلے سال کسانوں کو دیا گیا قرضہ کتنا معاف کیا گیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی اجناس (چاول، گندم، دالیں اور چینی) کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

- زرعی مداخل (کھاد، بیج ادویات وغیرہ) کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ۔
- تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ۔
- بجلی کی قیمتوں میں اضافہ اور طویل لوڈ شیڈنگ۔
- گیس کی قیمت میں اضافہ۔
- زرعی اجناس کی ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ۔
- امدادی قیمت کا اعلان بروقت نہ ہونا۔
- نہری پانی کی کمی۔
- گزشتہ سال کے ناموافق موسمی حالات اور شدید (کہر) کے دورانیہ میں اضافہ۔

فصلات کا رقبہ اور پیداوار

خریف کے فضلات کماد، مونگ اور چاول کی پیداوار کے اہداف حاصل کر لئے گئے۔

ربیع کے اہداف میں کمی کی وجوہات:۔

- بوقت بجائی بارشوں کا مناسب وقت پر نہ ہونا اور فصل تیار ہونے کے بعد بے وقت بارشوں کی وجہ سے نقصان ہوا۔

- کاشت کے وقت گندم کی امدادی قیمت کا کم ہونا۔
- بعض مقامات پر گندم کی جگہ کاشت کاروں نے سورج مکھی کی کاشت کو ترجیح دی۔
- موسم ربیع کی فصلات گندم، چنا، مسور سردی کی شدت اور کورے کی وجہ سے متاثر ہوئیں اور ان کی پیداوار میں کمی ہوئی۔
- مارچ میں بارش کا نہ ہونا اور درجہ حرارت میں غیر معمولی اضافہ۔
- فاسفورس کھاد کا مہنگائی کی وجہ سے 42 فیصد کم استعمال۔
- گندم کی فصل پر تیلے کا شدید حملہ اور اس کے زیر کاشت رقبہ میں 2.6 فیصد کی کمی واقع ہونا۔
- اس سال بارانی علاقے میں بارشیں بروقت نہ ہونے اور موسم سرما میں شدید کورے کی وجہ سے چنا اور مسور کی پیداوار میں نمایاں کمی ہوئی۔

(ب) کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی محکمہ زراعت کی ذمہ داری میں نہیں آتا۔ تاہم سٹیٹ بنک کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے 5 سرکاری اور نجی بنکوں نے صرف پنجاب میں جولائی 2007 سے جون 2008 تک مجموعی طور پر 176,375.217 ملین روپے قرضے کی مد میں فراہم کئے۔ مشینی کاشت کے فروغ کو یقینی بنانے کے لئے گرین ٹریکٹر کے تحت دس ہزار ٹریکٹر مبلغ 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر دینے کا اعلان کیا ہے اور اس کے لئے مبلغ 2۔ارب روپے مختص کئے جا چکے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے 1000 ملین روپے کی لاگت سے گندم کی پیداوار بڑھانے اور تحفظ خوراک کے اہداف کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے بیج و کھاد کو بیک وقت بکھیرنے والی 11948 ڈرلیں اور 75000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر کاشتکاروں میں تقسیم کا اعلان کیا ہے۔

- فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے وفاقی حکومت کی مدد سے 8۔ارب روپے لاگت سے ایک منصوبہ خصوصی پروگرام برائے تحفظ خوراک، کراپ میکسیمائزیشن پروگرام 11 شروع کیا گی ہے جس میں سے پنجاب میں 3.2۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جس کے تحت کسانوں کو گاؤں میں

اپنی تنظیم بنانے کی صورت میں ان کے دروازے پر تمام زرعی مداخل بروقت مہیا کر کے ان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے پر پوری توجہ مرکوز کی جائے گی۔

- صوبہ بھر میں سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 550.87 ملین روپے کی لاگت سے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر پہلے سال ایک ہزار ایکڑ پر درمیانی اور پست جبکہ دوسرے سال 1300 ایکڑ پر ٹنل فراہم کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ شارٹ ٹریننگ اور سیمینار منعقد کر کے ٹنل ٹیکنالوجی کی افادیت کو اجاگر کیا جائے گا تاکہ سبزیوں کی پیداوار بہتر ہو اور کاشتکاروں کا معیار بلند ہو۔
- اسی طرح ضلع شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، گوجرانوالہ اور قصور میں 800 ملین روپے لاگت سے رعائتی نرخوں پر 67902 ہیکٹر بیمار اراضی کو کاشت بنایا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت بیمار زمینوں کے لئے جپسم اور معیاری پانی کا استعمال کر کے ان کو قابل کاشت بنانے کے علاوہ وہاں مچھلی فارم اور منظور شدہ ٹیکنالوجی کی نمائش کی جائے گی۔ اس سے علاقہ کے کسانوں کو معاشی فائدہ حاصل ہوگا اور غربت مکاؤ مہم کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔
- پنجاب سیڈ کارپوریشن کی طرف سے درآمد مکئی ہائیبرڈ مقابلہ میں مقامی طور پر تیار کردہ ہائیبرڈ بیج کی نصف قیمت پر کسانوں کو فراہمی۔
- حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ایک نیا ترقیاتی منصوبہ ''فروٹ اینڈ ویجٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ'' 6 اضلاع (لاہور، راولپنڈی، سرگودھا، ملتان، رحیم یار خان اور ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں شروع کیا ہے، اس پراجیکٹ میں آم اور ترشادہ پھلدار پودوں کے مدر بلاک اور ملٹی پلیکیشن بلاک لگائیں گے جن کی مدد سے زمیندار کو اعلیٰ اقسام کے پودے فراہم کئے جائیں گے جو کہ کیڑوں اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتے ہوں گے۔
- حکومت پنجاب کے ترقیاتی منصوبے ''مشینی کاشت برائے کاشت برائے ضمانت خوراک'' کے تحت 35 اضلاع میں زمینداروں کو زرعی آلات 50 فیصد سبسڈی پر دیئے جائیں گے۔

- مختلف ترقیاتی منصوبہ جات "پانی کے ذخیرہ کی بحالی بذریعہ تعمیر منی ڈیم فیز-II" اور "Development of left over Barani areas of Punjab" کے تحت راولپنڈی، خوشاب، اٹک، چکوال اور جہلم کے اضلاع میں منی ڈیمز اور چالیس کنوؤں کی تعمیر۔
- پنجاب کے آبپاش علاقوں میں تقریباً 9۔ارب روپے کی لاگت سے 14470 کھالہ جات کی اصلاح کی گئی ہے جبکہ بارانی علاقہ جات میں 3202 نئی آبپاش سکیمیں لگائی ہیں جس پر کل لاگت تقریباً 45 کروڑ روپے آئی ہے۔اسی منصوبہ کے تحت آئندہ دو سالوں میں مزید 7000 نہری کھالہ جات کی اصلاح اور بارانی علاقوں میں 3000 ہزار آبپاش سکیمیں تعمیر کی جائیں گی جن پر کل لاگت کا تخمینہ 7.5۔ارب روپے ہے۔
- آئندہ سالوں میں ڈراپ اور سپر نکلر کی ترویج کے منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب 7۔ارب روپے کی لاگت سے تقریباً 130,000 ایکڑ رقبہ پر یہ جدید نظام آبپاشی متعارف کروایا جائے گا۔
- پٹڑیوں پر فصلوں کی کاشت کی ترویج کے قومی منصوبہ کے تحت پانچ سالوں میں صوبہ پنجاب میں 400 زرعی مشینری یونٹ کاشتکاروں کو نصف قیمت پر فراہم کئے جائیں گے۔

(د) کسانوں کو قرضہ جات کی معافی کا تعلق زراعت سے نہ ہے۔

جھنگ، کسانوں کو گنے کی رقم کی بروقت ادائیگی کا مسئلہ

*414: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کشمیر شوگر ملز شور کوٹ جھنگ نے نومبر 2007 سے مارچ 2008 تک کسانوں سے کتنا گنا خریدا، ہر کسان کے لحاظ سے تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(ب) کس کس کسان کی کتنی کتنی رقم بنتی تھی اور اس کو کتنی کتنی رقم کس قدر تاخیر سے ادا کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی سی او جھنگ نے کسانوں کو ادائیگی کے لئے ایک ٹائم شیڈول دیا تھا، اس کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے، کیا ادائیگی اس شیڈول کے مطابق کی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مل متذکرہ کی طرف سے کئی کسانوں کو بوگس چیک جاری کئے گئے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسان زرعی بنک کے مقروض ہوتے ہیں اور بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے وہ قید ہو جاتے ہیں؟

(و) حکومت کسانوں کی ان مشکلات کے ازالے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز کیا قصوروار شوگر ملز کے خلاف کوئی کارروائی حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) کشمیر شوگر ملز شورکوٹ جھنگ نے نومبر 2007 سے مارچ 2008 تک کسانوں سے 685013 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔قانون کے مطابق شوگر ملز کین کمشنر آفس کو پندرہ روزہ رپورٹ بابت خریداری گنا بھیجنے کی پابند ہیں اس میں کسانوں کی تفصیل شامل نہیں ہوتی۔ پندرہ روزہ خریداری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کین کمشنر آفس ریکارڈ کے مطابق کشمیر شوگر ملز نے کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران کل 685013 میٹرک ٹن گنا خرید کیا جسکی کل مالیت 1049952998 روپے بنتی ہے۔جس میں سے 1049383440 روپے قیمت گنا کسانوں کو ادا کر دیئے گئے ہیں اور صرف مبلغ 569558 روپے کشمیر شوگر ملز کے ذمہ واجب الادا ہیں۔

ج) سوال کا یہ حصہ DCO جھنگ سے متعلقہ ہے۔

(د) کین کمشنر آفس کے علم میں ایسی کوئی رپورٹ نہ ہے۔

(ہ) کین کمشنر آفس کو قرضوں کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوتی۔

(و) حکومت پنجاب نے کسانوں کو گنے کی بروقت ادائیگی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔

1۔ صوبہ پنجاب میں ڈیفالٹر ملز والے اضلاع کے DCO's کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسانوں کو گنے کی قیمت کی ادائیگی کو بروقت اور یقینی بنائیں اور بروقت ادائیگی نہ کرنے والی ملز کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں۔(منسلکہ ب)

2۔ سیکرٹری فوڈ پنجاب اور کین کمشنر پنجاب نے پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (پنجاب زون) کے ساتھ اجلاس منعقد کرکے کسانوں کو گنے کی قیمت کی ادائیگی کو بروقت اور یقینی بنائیں۔ (منسلکہ ج)

3۔ کسانوں کو گنے کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں تین شوگر ملز (عبداللہ، بابا فرید اور کوہ نور شوگر ملز) کے خلاف DCO اوکاڑہ اور خوشاب نے قانونی کارروائی عمل میں لائی ہے۔(منسلکہ د)

پنجاب میں فصلوں اور پھلوں کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اقدامات کی تفصیل

*494: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 06-2005 میں گندم، چاول، گنا، کنیولہ، کپاس و دیگر پھلوں کی پیداوار کی شرح کیا تھی اور 07-2006 میں مذکورہ فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا یا کمی، اگر کمی ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) موجودہ حکومت مذکورہ بالا فصلوں اور پھلوں کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے کون کونسے ٹھوس اقدامات اٹھا رہی ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) موجودہ حکومت زراعت کی مجموعی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پنجاب کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کیا مثبت اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) محکمہ اپنے خالی اور بنجر رقبے پر گندم کی کاشت کیلئے استعمال کرکے گندم کی پیداوار بڑھانے کو تیار ہے تاکہ مستقبل میں گندم کے بحران سے بچا جاسکے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

نمبر شمار	نام فصل	پیداوار(ہزار ٹن / گانٹھ) 2005-06	2006-07
1۔	گندم	16776	17853
2۔	چاول	3179	3075
3۔	گنا	28970	37500
4۔	کنولہ (سرسوں)	108.60	120.20
5۔	کپاس	10268	10350
6۔	آم	1391.8	1356.6
7۔	ترشادہ پھل	2385	1401.0
8۔	سبزیاں	634.63	634.45

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ بڑی فصلات مثلاً گندم، کپاس، گنا اور کنولہ (سرسوں) کی پیداوار میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہی ہوا ہے۔ صرف چاول کی فصل 3 فیصد کم ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ 07-2006 کے موسم خریف میں بارش کم ہوئی۔ اس کے علاوہ پتوں کے جراثیمی جھلساؤ کا زیادہ حملہ ہوا۔ نہروں میں پانی کی دستیابی بھی گزشتہ سال سے 4.2 فیصد کم رہی۔ ان وجوہات سے چاول کی پیداوار شدید متاثر ہوئی۔ پھلوں کی پیداوار میں کمی ان وجوہات کے علاوہ موسم سرما میں کورا اور کم درجہ حرارت ہیں سبزیوں کی پیداوار دونوں سالوں میں تقریباً برابر رہی۔

(ب) فصلات اور پھلوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومتی اقدامات:۔

1. حکومت نے تمام زرعی مداخل پر جنرل سیلز ٹیکس کی چھوٹ دے رہی ہے۔

2. ڈی اے پی کھاد کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کو سستے داموں اس کھاد کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے اس پر پہلے سے دی گئی 470روپے فی بوری سبسڈی کو بڑھاکر 1000روپے فی بوری کر دیا گیا۔

3. حکومت نے مشینی کاشت کے فروغ کو یقینی بنانے کے لئے کسانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت 10000 ٹریکٹر مبلغ 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر دینے کا اعلان کیا ہے اوراس کے لئے مبلغ 2۔ارب روپے مختص کئے جا چکے ہیں۔

4. حکومت پنجاب محکمہ زراعت (توسیع) نے 1000 ملین روپے کی لاگت سے گندم کی پیداوار بڑھانے اور تحفظ خوراک کے اہداف کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے بیج و کھاد کو بیک وقت بکھیرنے والی 11948 ربیع ڈرلیں اور 75000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

5. فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے وفاقی حکومت کی مدد سے 8۔ارب روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ خصوصی پروگرام برائے تحفظ کراپ میکسیمائزیشن پروگرام-II شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت کسانوں کو ان کے دروازے پر تمام زرعی مداخل بروقت مہیا کر کے ان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے پر پوری توجہ مرکوز کی جائے گی۔

6. صوبہ بھر میں سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 550.87 ملین روپے کی لاگت سے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔اس منصوبہ کے تحت کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر پہلے سال ایک ایک ہزار ایکڑ پر درمیانی اور پست جبکہ دوسرے سال ہر ایک 1300 ایکڑ پر ٹنل فراہم کی جائیں گی۔اس کے علاوہ شارٹ ٹریننگ اور سیمینار منعقد کر کے ٹنل ٹیکنالوجی کی افادیت کو اجاگر کیا جائے گا تاکہ سبزیوں کی پیداوار بہتر ہو اور کاشتکاروں کا معیار بلند ہے۔

7. اسی طرح ضلع شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، گوجرانوالہ اور قصور میں 800 ملین روپے کی لاگت سے رعائیتی نرخوں پر 67902 ہیکٹر بیمار اراضی کو قابل کاشت بنایا جائے گا اس منصوبہ کے تحت بیمار زمینوں کے لئے جپسم اور معیاری پانی

استعمال کر کے ان کو قابل کاشت بنانے کے علاوہ وہاں مچھلی فارم، زرعی آلات کے سنٹر کا قیام اور منظور شدہ ٹیکنالوجی کی نمائش کی جائے گی اس سے علاقہ کے کسانوں کو معاشی فائدہ حاصل ہو گا اور غربت مکاؤ مہم کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔

8. زرعی کارکنان کو بہتر تربیتی سہولتوں کی فراہمی کے لئے زرعی تربیتی اداروں سرگودھا، راولپنڈی اور رحیم یار خان میں 305.931 ملین روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ان اداروں کو جدید تربیتی سہولتوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر سال 170 میٹرک سائنس پاس طلباء کو 3 سالہ ڈپلومہ ان ایگریکلچر سائنسز میں داخلہ دیا جائے گا۔ تاکہ فلیڈ کے لئے اچھے کارکن پیدا ہوں۔

(ج) پنجاب کی آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کے پیش نظر ہمیں خوراک کے معاملہ میں ایک بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ اس چیلنج کا ہم سب نے مل کر مقابلہ کرنا ہے۔

1. غیر آباد قابل کاشت رقبوں کو زیر کاشت لانا۔
2. زیر کاشت رقبوں کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانا۔

ان دو مقاصد کے حصول کے لئے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

1. گندم کی امدادی قیمت 625 روپے فی من مقرر کر کے کسانوں کے اخراجات کا مداوا۔
2. بیج، کھاد، زرعی ادویات و دیگر تمام زرعی عوامل پر جی ایس ٹی ختم کر دیا گیا ہے۔
3. ڈی اے پی کھاد پر 1000 روپے فی بوری سبسڈی کا اعلان۔
4. سبزیوں کی بے موسمی کاشت اور قبل از وقت برداشت کے لئے ٹیکنالوجی پراجیکٹ کے تحت 50 فیصد رعایت پر ایک ایک ایکڑ سائز کی ٹنلز کی فراہمی۔ پہلے سال 09-2008 میں درمیانی اور پست ٹنلز ہر ایک 1000 ہزار ایکڑ پر جبکہ اگلے سال ہر ایک 1300 ایکڑ رقبے کے لئے فراہم کی جائیں گی۔
5. وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کاشتکاروں میں مشینی کاشت کو رواج دینے کے لئے مبلغ 2۔ارب روپے کی لاگت سے 10000 ہزار گرین ٹریکٹروں پر 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی کا اعلان۔

6. کاشتکاروں کی ان کے دروازے پر زرعی تربیت کا انتظام۔
7. کھادوں اور زرعی زہروں کی خالص حالت میں فراہمی کو یقینی بنانے کی زور دار مہم۔

ان سب امور کو بروئے کار لا کر پنجاب کی زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور آبادی کی ضروریات پوری ہوں گی۔

(د) محکمہ زراعت کی کوشش ہے کہ جلد از جلد بنجر زمینوں کو آباد کیا جائے اور وہاں گندم اور دیگر فصلات کاشت کر کے ملک کو خوراک کے مسئلہ میں خود کفالت کی منزل تک پہنچایا جا سکے۔ چنانچہ حکومت نے بلڈوزروں کی فی گھنٹہ کرایہ میں کمی کر دی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں اور اپنی بنجر اور بے آباد زمینوں کو مناسب خرچے پر آباد کر سکیں اور ان کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر کے ملک کو غذائی خود کفالت کی طرف بڑھائیں۔

صوبہ کے کسانوں کو بیج فراہم کرنے کے اقدامات و دیگر تفصیلات

*530: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک نیم سرکاری ادارہ ہے اور یہ صوبے میں کسانوں کو بیج کی ترقی دادہ اقسام مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن چند غیر ملکی ایجنٹوں کی ملی بھگت سے گندم کا ایک ایسا بیج امپورٹ / متعارف کرنے کی کوشش میں ہے جس سے بظاہر گندم کی پیداوار تو بڑھ جاتی ہے مگر اس قسم سے مزید بیج حاصل نہیں کیا جا سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کثیر زرمبادلہ اس بیج کی درآمد پر خرچ ہو گا اور ہم گندم کے بیج کیلئے غیر ملکی کمپنیوں کے محتاج ہو جائیں گے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت گندم کی ذخیرہ اندوزی روکنے کے نام پر زمیندار حضرات کے گوداموں میں موجود آئندہ کیلئے رکھا ہوا بیج بھی قبضے میں لے رہی ہے، جس سے آئندہ فصل کی بیجائی کا قحط پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؟

(ہ) آئندہ فصل کیلئے حکومت کے مختلف سنٹرز پر اس وقت کتنا بیج موجود ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بات بالکل درست نہ ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن چند غیر ملکی ایجنٹوں کی ملی بھگت سے گندم کا ایک ایسا بیج درآمد کر کے متعارف کرنے کی کوشش میں ہے جس سے بظاہر گندم کی پیداوار تو بڑھ جاتی ہے مگر اس قسم سے مزید بیج حاصل نہیں کیا جا سکتا۔اس سلسلہ میں وضاحتاً عرض ہے کہ باہر سے بیج گندم امپورٹ کرنا نہ تو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے چارٹر میں ہے، نہ ہی ایسا کوئی منصوبہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے زیر غور ہے۔

(ج) یہ سوال پنجاب سیڈ کارپوریشن سے متعلقہ نہ ہے کیونکہ ایسا کوئی بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن درآمد ہی نہیں کر رہی۔

(د) زمیندار حضرات کے گوداموں میں رکھے ہوئے بیجوں کو نہ تو پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنے قبضے میں لے رہی ہے، نہ ہی ایسا کوئی منصوبہ ہے کیونکہ عام کسانوں کے رکھے ہوئے بیجوں کو اپنے قبضہ میں لینا PSC کے چارٹر اور اختیار میں نہ ہے۔پنجاب سیڈ کارپوریشن صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے تصدیق شدہ بیج خرید کرتی ہے۔

(ہ) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے سٹوروں میں بیج گندم جو پنجاب سیڈ کارپوریشن نے صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے فیڈرل سیڈ لیبارٹری سے معیاری قرار دیئے جانے کے بعد تقریباً 520000 بوری بیج گندم (100 کلو وزنی) پریمیئم پر خرید کیا ہے جو مختلف منظور شدہ اقسام پر مشتمل ہے پی ایس سی نے یہ بیج اپنے مختلف سٹوروں میں آئندہ فصل کی کاشت کے لئے رکھا ہوا ہے جس کی مرکز وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پیپلاں ضلع میانوالی کسانوں کا مالیہ، آبیانہ / قرضہ معاف کرنے کا مسئلہ

*548:۔جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیپلاں (ضلع میانوالی) کے علاقہ میں گنے کی منظور شدہ ورائٹی ہونے کے باوجود شوگر ملز نے گنا کسانوں سے خرید نہ کیا مجبوراً کسانوں نے گنا سستے داموں مختلف بھٹوں کو بطور ایندھن فراہم کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسانوں کو گنے کی فصل پر خرچ کردہ رقم بھی وصول نہ ہوئی؟

(ج) کیا حکومت اس علاقہ کے گنے کے کسانوں کا مالیہ، آبیانہ، معاف کرنے اور کوآپریٹو بنک کے قرضہ کی ادائیگی موخر کرانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) عرض ہے کہ کین کمشنریٹ پنجاب شوگر ملز، گنے اور چینی کے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ تحصیل پیپلاں ضلع میانوالی سے کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران فیکٹو شوگر ملز اور یوسف ملز شاہ پور کے خرید کردہ گنا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ملز	تاریخ شروع کرشنگ	مقدار خرید گنا	تاریخ بند کرشنگ
1	فیکٹو	30-11-07	36.657.750 میٹرک ٹن	15-4-08
2	یوسف (شاہ پور)	26-11-07	7.252.470 میٹرک ٹن	13-3-08
		میزان	43.910.220 میٹرک ٹن	(منسلکہ الف)

(ب) مزید برآں دوران کرشنگ سیزن 08-2007 تحصیل پیپلاں ضلع میانوالی کے کاشتکاروں کی جانب سے دونوں شوگر ملز (فیکٹو، یوسف) کے گنا خرید نہ کرنے یا گنا ضائع ہونے کے بارے میں کین کمشنریٹ میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) جہاں تک علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر کسانوں کا مالیہ، آبیانہ معاف کرنے اور بنکوں کے قرضہ جات کی ادائیگی میں مہلت کا تعلق ہے، یہ محکمہ مال سے متعلقہ ہے۔

راولپنڈی کے شہریوں کے لئے سبزی کی کاشت کے لئے ترغیب کا معاملہ

*645: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست کہ موجودہ سال کو ایگریکلچر کے سال کے طور پر منایا جا رہا ہے، حکومت شہری اور دیہی علاقوں بالخصوص ضلع راولپنڈی کے شہریوں کو سبزیوں کی کاشت کے لئے کس طرح ترغیب دے رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

موجودہ سال کو ایگریکلچر کے سال کے طور پر منائے جانے کا حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان نے ابھی تک کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا البتہ موجودہ حکومت بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے کافی اہمیت دی جا رہی ہے۔

محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے شہری اور دیہی علاقوں بالخصوص ضلع راولپنڈی کے شہریوں کو سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے ایک منصوبہ بعنوان "فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" شروع کیا ہوا ہے جس میں لاہور، قصور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، ننکانہ صاحب، اوکاڑہ اور بالخصوص راولپنڈی کے اضلاع شامل ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں حکومت پنجاب محکمہ زراعت توسیع نے ان اضلاع میں 78 فارمر فیلڈ سکولز کے ذریعے 1950 سبزیات کے کاشتکاروں کو ایک سالہ پریکٹیکل تربیت دی ہے۔ یہ سکول گاؤں کی سطح پر ہفتہ میں ایک مخصوص دن کو چلایا جاتا ہے۔ جس میں 25 مستقل ممبر شامل ہوتے ہیں۔ ان ممبران کے علاوہ دیگر کسان بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔ فارمر فیلڈ سکول میں ٹریننگ "خود کر کے سیکھنے کے عمل سے" دی جاتی ہے جو نہ بھولنے والا طریقہ ہے۔ ان سکولوں میں بے موسمی سبزیوں کی کاشت کے متعلق کسانوں کو ترغیب دینے کے لئے پراجیکٹ کے تحت بلا معاوضہ ہائی ٹنل لگا کر دی جاتی ہے۔ موجودہ سال میں ان سات اضلاع میں 60 فارمر فیلڈ سکولز شروع کئے گئے ہیں جہاں پر کاشتکار جوش و جذبے سے حصہ لیتے ہیں اور خود کر کے سیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ان اضلاع میں 50 فیصد رعایتی نرخوں پر 61 ہائی ٹنلز لگا کر دی ہیں جو قرعہ اندازی کے ذریعے دی جاتی ہیں۔ موجودہ سال کے لئے بھی 40 ہائی ٹنلز رعایتی نرخوں پر لگا کر دی جائیں گی، یہ ٹنل ٹیکنالوجی پنجاب کے کاشتکاران میں بہت زیادہ مقبول ہو رہی ہے اور اب تک سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر کاشتکاروں نے خود ٹنلز لگالی ہیں۔ صرف ضلع راولپنڈی میں اب تک 20 سکولوں کے ذریعے 500 کاشتکاروں کی یک سالہ ٹریننگ مکمل ہو چکی ہے اور 15 نئے فارمر فیلڈ سکولز یکم اپریل 2008 سے مختلف گاؤں میں 375 کاشتکاروں کو عملی تربیت دینے میں مصروف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پچھلے سال میں قائم کردہ فارمر فیلڈ سکولز کے 375 کاشتکاروں کو 15 دن کے وقفہ سے بھی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں رعایتی نرخوں پر 8 ہائی ٹنلز لگا کر دی ہیں اور 7 ٹنلز موجودہ سال میں دی جائیں گی ان فارمر فیلڈ سکولوں میں تجربہ کار زرعی توسیعی افسران / کارکنان مرد و خواتین دونوں اپنے اپنے سکولوں میں کاشتکاروں کو سبزیوں کی کاشت کے متعلق بالخصوص ٹنل فارمنگ کے ذریعے بے موسمی سبزیوں کی کاشت کی ٹیکنالوجی و تربیت فراہم کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے علاوہ

کاشتکاروں کو سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور اب تک طبع شدہ 30000 کتابچے، سبزیات کے ٹریننگ مینوئل برائے ٹنل فارمنگ اور کیلنڈر تقسیم کئے گئے اور مزید دیئے جارہے ہیں۔

ضلع بھکر اور سرگودھا کے کسانوں کو گنے کی رقم کی ادائیگی کا مسئلہ

*549: جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر اور شاہ پور شوگر ملز سرگودھا نے رواں گنے کے موسم میں کتنا گنا کس کس علاقہ سے خرید کیا ہے؟

(ب) آج تک کسانوں کو گنے کی کتنی رقم ادا کی گئی اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان شوگر ملز کے مالکان سے کسانوں کو جلد از جلد گنے کی رقم ادا کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر اور یوسف شوگر ملز شاہ پور ضلع سرگودھا (شاہ پور شوگر ملز کے نام سے پنجاب میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔ یوسف شوگر ملز کو علاقے کی نسبت شاہ پور شوگر ملز کہتے ہیں) نے درج ذیل مقدار میں بھکر، میانوالی، سرگودھا، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سے گنا خرید کیا ہے۔ چونکہ گنا خریدنے کے لئے علاقہ کی کوئی پابندی نہ ہے۔ اس کے لئے کسان اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق کسی بھی شوگر ملز کو گنا فروخت کر سکتا ہے اور اسی طرح شوگر ملز کسی بھی علاقہ کے کسان سے گنا خرید سکتی ہیں:-

نمبر شمار	نام ملز	مقدار
-1	فیکٹو شوگر ملز	686،288 میٹرک ٹن
-2	یوسف شوگر ملز	358،237 میٹرک ٹن

(ب) قیمت ادائیگی گنا کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ملز	کل مالیت	ادائیگی	بقایا
-1	فیکٹو	1008140807	891091228	117049579
-2	یوسف	349186314	321251418	27934896

(ج) حکومت پنجاب نے گنے کی قیمت کی بروقت ادائیگی نہ کرنے والی ملز کے خلاف متعلقہ اضلاع کے ڈی سی اوز کو قانونی کارروائی کرنے کی ہدایت کی ہے۔اس سلسلہ میں کوہ نور، بابا فرید، عبداللہ اور فیکٹو شوگر ملز کے خلاف قانونی کارروائی کر دی گئی ہے۔(منسلکہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر کرایہ فی گھنٹہ 410روپے کرنے کا معاملہ

*649: کرنل(ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلڈوزر غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کے لئے حکومت رینٹ پر فراہم کرتی ہے جس کا کرایہ فی گھنٹہ 410روپے الیکشن 2008 سے قبل تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عبوری حکومت نے یہ کرایہ بڑھا کر 1200روپے فی گھنٹہ کر دیا ہے جس کی کوئی justification نہیں دی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ کرایہ 410روپے فی گھنٹہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت فیلڈ ونگ حکومت پنجاب عرصہ دراز سے غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کیلئے بلڈوزر سبسڈی پر فراہم کرتا چلا آرہا ہے جس کا کرایہ الیکشن 2008 سے قبل 358روپے فی گھنٹہ تھا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ عبوری حکومت نے بلڈوزر کا کرایہ بڑھا کر 420روپے فی گھنٹہ علاوہ خرچہ ڈیزل زمیندار کے ذمہ ہے جو کہ تقریباً 1200روپے فی گھنٹہ بنتا ہے اس کی وجہ سبسڈی کا مرحلہ وار خاتمہ اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر فی الحال یہ کرایہ 410روپے فی گھنٹہ نہیں کیا جا سکتا بہر حال محکمہ زراعت نے اس سلسلہ میں ایک سمری جناب وزیر اعلیٰ کو بھجوائی ہے جس میں مجوزہ کرایہ 560روپے سے 600روپے فی گھنٹہ بشمول ڈیزل کی تجویز دی گئی ہے۔

پنجاب میں 2002 سے اب تک بھرتی کئے گئے
فوڈانسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*557: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2002 سے اب تک محکمہ خوراک پنجاب میں کتنے فوڈانسپکٹر بھرتی کئے گئے ہیں ضلع وار بیان کریں؟

(ب) فوڈانسپکٹر کی بھرتی کا طریق کار کیا وضع کیا گیا تھا، بھرتی کمیٹی کے نام اور عہدے بتائے جائیں؟

(ج) ان اسامیوں کے لئے کل کتنے امیدواروں نے درخواستیں دیں اور کتنے بغیر میرٹ اور سفارشی بھرتی کئے گئے؟

(د) ضلع شیخوپورہ میں اس وقت کتنے مرکز خریداری گندم کام کر رہے ہیں اور ان سنٹروں پر فوڈانسپکٹرز کے نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) سال 2007 میں ضلع بھر کے سنٹروں پر کل کتنی گندم خریدی گئی، تفصیل سے بتایا جائے اور ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر شیخوپورہ کب سے ضلع میں تعینات ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) 2002 تا 2005 کے دوران کوئی فوڈ انسپکٹر بھرتی نہ کیا گیا ہے جبکہ سال 2006'2007 کی ضلع وار بھرتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام بھرتی گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے جاری کی گئی بھرتی پالیسی 2004 کے تحت کی گئی تھی، اس بھرتی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی ان افسروں کے نام اور عہدے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں کے لئے 14650 درخواستیں وصول ہوئیں اور تمام کامیاب امیدواران بغیر سفارش اور میرٹ پر بھرتی کئے گئے۔

(د) ضلع شیخوپورہ میں اس سال خریداری کے دوران 12 پی آر اور 4 فلیگ (عارضی) مرکز خریداری بنائے گئے۔ ان 4 عارضی سنٹروں سے گندم خرید ہو کر سٹوریج سنٹروں پر پہنچ چکی ہے تاہم ان پی آر / فلیگ سنٹروں پر تعینات فوڈ گرین انسپکٹرز کے نام اور تعیناتی عرصہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سال 2007 میں ضلع شیخوپورہ میں 13 مراکز خریداری گندم پر 42343.400 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی تھی۔سنٹر وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں موجودہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر مورخہ 10-11-2007 سے تعینات ہے۔

ضلع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور بہاؤالدین
میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں نہ ہونے کا مسئلہ

*851: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے اضلاع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں نہ ہیں جس کی وجہ سے ان اضلاع کے کاشتکاروں کو دوسرے اضلاع سے رابطہ کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں دینے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں موجود نہ ہیں اور ان اضلاع میں سے ضلع لودھراں، ضلع حافظ آباد اور ضلع پاکپتن میں یونٹ آفس موجود ہیں۔ جن سے ان اضلاع کے کاشتکاروں کی ضروریات مقامی طور پر پوری کی جارہی ہیں۔ جبکہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے کاشتکاروں کو کام کے سلسلہ میں ضلع گجرات سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔

(ب) موجودہ سیٹ اپ میں ضلع لودھراں میں شعبہ زرعی انجینئرنگ کا یونٹ آفس موجود ہے جہاں پر یونٹ سپروائزر لودھراں اور نائب زرعی انجینئر ملتان کی زیر نگرانی کاشتکاروں کو بلڈوزر و دیگر مشینری کرایہ پر مہیا کر رہا ہے فی الوقت اس یونٹ میں صرف چار عدد بلڈوزر ہیں اسی طرح ضلع پاکپتن میں بھی یونٹ آفس موجود ہے اور یہاں پر تین عدد بلڈوزر ہیں جو کہ یونٹ سپروائزر پاکپتن اور نائب زرعی انجینئر ساہیوال کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ ضلع حافظ آباد میں بھی یونٹ آفس موجود ہے اور یہاں 3 عدد بلڈوزر ہیں جو کہ یونٹ سپروائزر

حافظ آباد اور نائب زرعی انجینئر گوجرانوالہ کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں جبکہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں کاشتکاروں کی ضروریات ضلع گجرات سے پوری کی جا رہی ہیں۔
محکمہ زراعت کے شعبہ فیلڈ ونگ نے مذکورہ بالا اضلاع میں نائب زرعی انجینئر فیلڈ کی اسامیاں پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہ کی ہے کیونکہ ایک تو ان اضلاع میں بلڈوزروں کی ڈیمانڈ زیادہ نہ ہے اور عرصہ دراز سے نئے بلڈوزر کی خریداری بھی نہیں ہوئی ہے۔دوسرا گورنمنٹ کے اخراجات کو کم سے کم سطح پر رکھنا ضروری تھا تاہم ان اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی نئی اسامیاں صرف اس صورت میں پیدا کی جا سکتی ہیں اگر وہاں بلڈوزر کی ڈیمانڈ زیادہ ہوتا کہ ان پر اٹھنے والے انتظامی اخراجات کو جسٹیفائی کیا جا سکے لہذا محکمہ نے بلا ضرورت یہ اسامیاں پیدا نہ کر کے گورنمنٹ کے اخراجات کی بچت کی ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل روکنے کے لئے چیک پوسٹ کا معاملہ ودیگر تفصیلات

*807: جناب محمد محسن خاں لغاری: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سخی سرور تحصیل ضلع ڈی جی خان میں بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل کو روکنے کے لئے چیک پوسٹ بنائی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کونسے ضابطہ، معیار اور وجوہات کے تحت محکمہ نے تمن لغاری، یونین کونسل کو صوبہ پنجاب کی حدود سے نکال دیا ہے، کیا صوبہ پنجاب کی حد سخی سرور ہے یا بواٹہ، اگر بواٹہ ہے تو تمن لغاری کے رہائشیوں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں روا رکھا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکہ خوراک کی اس ناقص اور غیر انسانی پالیسی کے باعث 29 مئی 2008 کو تھانہ سخی سرور کی حدود میں لواحقین کی طرف سے کی گئی اس پالیسی کی مبینہ خلاف ورزی کی پاداش میں ایک چار ماہ کی بچی جو مذکورہ پالیسی کے تحت تھانہ میں بند کی گئی تھی جاں بحق ہو گئی؟

(د) کیا محکمہ اس ناقص اور غیر انسانی پالیسی کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا محکمہ مذکورہ جاں بحق ہونے والی معصوم بچی کے لواحقین کو معقول مالی امداد فراہم کرنے کے لئے تیار ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل روکنے کے لئے چیک پوسٹ بنائی گئی ہے۔ چیک پوسٹ کا مقصد گندم کی نقل و حمل کو monitor کرنا ہے تاکہ گندم کے غیر قانونی کاروبار کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ گندم کی نقل و حمل کی صرف نگرانی کی جا رہی ہے۔

(ج) چونکہ سخی سرور سے آگے ضلع ڈیرہ غازی خان کا قبائلی علاقہ ہے لہذا اس علاقہ کے مکینوں کی سہولت کے لئے مقامی حکام کی ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں گندم کی گھریلو ضروریات کے لئے لیجائی جانے والی مقدار کے لئے بذریعہ پرمٹ یہ سہولت مہیا کی جائے گی جو ضلعی افسر خوراک اور پولیٹیکل اسسٹنٹ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان کے مشترکہ دستخطوں سے جاری ہوا کرے گا مورخہ 29-05-2008 کو ایک پک اپ جس پر تین مرد اور دو خواتین بمع ایک چھوٹی بچی سوار تھے اور اس پر گھریلو سامان کے علاوہ تقریباً 50 من گندم لوڈ تھی صبح کے وقت a.m. 7.45 کو سخی سرور چیک پوسٹ پر برائے پڑتال روکا گیا تو ڈرائیور (محمد شریف نامی) پک اپ چھوڑ کر فرار ہو گیا چونکہ ان کے پاس پرمٹ نہ تھا لہذا پنجاب ہائی وے پٹرول پولیس نے وہ پک اپ سخی سرور تھانے لیجا کر پولیس عملہ کے حوالہ کر دی اور محکمہ خوراک کے عملہ نے ڈرائیور کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا۔ پک اپ پر سوار خاندان کے متعلق بتایا گیا کہ وہ بھی از خود تھانے چلے گئے جہاں مذکورہ بچی نامعلوم وجوہات کی بنا پر انتقال کر گئی، یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ محکمہ کے عملہ نے ان افراد کے خلاف نہ تو مقدمہ درج کروایا تھا اور نہ ہی ان کو کسی طرح سے ہراساں کیا گیا ان کے ساتھ بدسلوکی کی گئی اور نہ ہی ان کو زبردستی وہاں روکا گیا بلکہ وہ لوگ از خود

وہاں رکے رہے اور یہ افسوس ناک واقعہ رونما ہو گیا۔مزید تفصیلات ضلعی حکومت اور متعلقہ ڈی پی او سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے محکمہ نے کسی قسم کی ناقص اور غیر انسانی پالیسی نہ بنائی ہے۔

ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*852: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2006 تا دسمبر 2007 منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(د) ان منڈیوں میں دکانات حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی کل تعداد چھ ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	تفصیل/ علاقہ
1	سبزی و پھل منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ لاہور
2	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت لاہور
3	سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ لاہور
4	سبزی و پھل سنگھ پورہ	سنگھ پورہ نزد جی ٹی روڈ لاہور
5	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	جلو موڑ لاہور
6	سبزی و پھل منڈی رائے ونڈ	رائیونڈ ضلع لاہور

(ب) ضلع لاہور میں واقع سبزی منڈیوں کے رقبہ اور دکانات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
1	سبزی و پھل منڈی راوی روڈ	205 کنال	211
2	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	100 کنال	227
3	سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ	294 کنال، 10 مرلہ	239
4	سبزی و پھل سنگھ پورہ	44 کنال، 7 مرلہ	86
5	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	17 کنال، 13 مرلہ	43
6	سبزی و پھل رائے ونڈ	54 کنال	15

(ج) منڈیوں میں پلاٹ زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والوں کو مالکانہ حقوق پر دیئے گئے ہیں صرف کوٹ لکھپت اور سنگھ پورہ کی منڈیوں میں چند دکانات کرایہ پر دی گئی ہیں جن کی یکم جنوری 2006 سے دسمبر 2007 تک آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	تفصیل آمدن	تفصیل اخراجات
1	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	319200روپے	—
2	سبزی و پھل سنگھ پورہ	9000روپے	1586855
3	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	9860012روپے	—

(د) سبزی و پھل منڈیوں میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی جاتی ہیں جس کے تحت ہر منڈی میں 2/3 دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی جاتی ہیں جبکہ باقی ماندہ دکانات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کیا جاتا ہے لیکن ان منڈیوں میں کوئی دکان یا پلاٹ ایسا نہ ہے جسے نیلام عام کیا جا سکے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے 2 سوالات 526 اور 528 وقفہ سوالات میں discuss نہیں ہو سکے۔ میری گزارش ہے کہ انہیں pending کر دیا جائے تاکہ اگلے وقفہ سوالات میں discuss ہو سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ بار بار interrupt کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کو ایک بات کہہ دی ہے اس کو ختم کریں، بس۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کے سوال نمبر 526 اور 528 کو pending کرتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ابھی سوال discuss نہیں ہوا۔ غریب عوام کو آٹے کی فراہمی کے حوالے سے بڑا اہم سوال ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اسے بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا نمبر ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! 425۔

جناب سپیکر: جی، pending ہو گیا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک اہم issue پر بات کرنی ہے۔ ہمارے اسمبلی کے 24 ملازمین گڑھی شاہو کوارٹرز اور 7 ملازمین پیپلز ہاؤس کوارٹروں میں مقیم ہیں۔ انہیں نوٹس ملے ہیں کہ وہ کوارٹروں کو 3 دن کے اندر اندر خالی کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نگہت صاحبہ! اس پر علیحدگی میں بات کر لیں۔ اس کو چھوڑیں۔ اس طرح آپ relevant نہیں ہیں۔ اب تحاریک استحقاقات کا وقت شروع ہوتا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ relevant ہو گی تو سنوں گا، نہیں تو مائیک بند کرا دوں گا۔ ٹھیک ہے؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اس مسئلے پر بات کرنے کے لئے میں کل سے ٹائم لے رہی ہوں۔ اگر سمجھا جائے تو بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں اس ایوان کی توجہ اس مسئلے کی طرف دلانا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر ہم خواتین کی ماشاء اللہ کافی بڑی تعداد موجود ہے۔ گزشتہ پانچ سالہ tenure میں ہمارے لئے نماز کا ایک الگ کمرہ مختص کیا گیا تھا لیکن اس دور حکومت میں جب ہم لوگ نماز پڑھنے کے لئے گئے ہیں تو وہ کمرہ شاید کسی منسٹر کو allot کر دیا گیا ہے اور ہمیں نماز پڑھنے میں بہت دقت ہوتی ہے۔ ہم لوگ اِدھر اُدھر جا رہے تھے کہ ہمیں نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ ملے تو کسی محترمہ نے ہمیں بتایا کہ آپ کمیٹی روم میں جا کر نماز پڑھیں۔ ہم نے chairs کے اوپر بیٹھ کر نماز ادا کی ہے۔ کوئی جائے نماز یا کوئی arrange نہیں تھا اور وہاں پر مرد حضرات بھی موجود تھے۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ ہمارے پاس کمرے کم ہیں تو جتنے دن اجلاس چلے گا میں کمیٹی روم (بی) اپنے استعمال میں نہیں رکھوں گا۔ اجلاس کے دوران خواتین کے بیٹھنے اور نماز کے لئے کمیٹی روم (بی) استعمال ہو گا۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! ہمارے دور میں تو وزراء کی تعداد بہت زیادہ تھی، ابھی تو اتنے وزراء ہیں ہی نہیں تو کمرے کس کو allot کر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے دور میں کچھ اور بات تھی۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یہاں ensure کروائیں کہ جب ladies وہاں نماز پڑھ رہی ہوں تو کوئی مرد وہاں موجود نہ ہو۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ accommodation ہو گی تو ہم دیں گے ناں، بھئی۔ اگر نہیں ہو گی تو ہم کیسے دیں گے؟ شکریہ۔ میں نے جو کہہ دیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)
اب میں نے ایک بات کہہ دی، آپ کو اس پر مطمئن ہونا چاہیے۔ آپ بار بار پھر اسی بات کو دہرا رہی ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! باتھ روم میں پانی تک موجود نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی یہ شکایت دور ہو گی۔ (قطع کلامیاں)
آپ کی شکایت دور کریں گے۔ اب اس مائیک کی جان چھوڑ دیں۔ مہربانی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات ہے۔ محکمہ فشریز کے مطابق برما سے ہمارے ملک میں مچھلی import کی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاقات کا وقت شروع ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جمعرات کے دن میں نے ایک privilege motion move کی تھی اس پر جناب لاء منسٹر نے فرمایا تھا کہ 3 دن کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ وہ issue 20۔ جولائی کا تھا کہ جس دن چیف منسٹر پنجاب میاں شہباز شریف کے حکم پر وہ کھلی کچہری لگائی گئی تھی تو اس کھلی کچہری کا میں نے جو منظر نامہ پیش کیا تھا اس کی سی ڈی اور فوٹوز بھی میرے پاس موجود ہیں کہ جس فحاشی اور عریانی کے حلئے میں آ کر اس نے چیف منسٹر صاحب کے احکامات کی تعمیل کی۔ مجھے بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ تو چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا حکم تھا اور اس کے باوجود 10 تاریخ کو جس وقت یہ مسئلہ اسمبلی میں put ہوا اور لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House ensure کروایا کہ ہم اس کی رپورٹ 3 دن میں دیں گے۔ اگر اس شخص نے ایسا کام کیا ہے تو ہم اس کے خلاف ضرور ایکشن لیں گے۔ مجھے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ تصویریں میرے پاس موجود ہیں، میں یہ میڈیا اور پورے ہاؤس کو بھی دینا چاہ رہا ہوں۔ دیکھیں! ایک طرف ڈی پی او یونیفارم کے اندر بیٹھا ہے اور دوسری طرف ڈی سی او صاحب بیٹھے ہیں جن کی نیکر گھٹنوں سے اوپر ہے اور اس ہاؤس

کی توہین اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ 11 تاریخ کے روز نامہ "ایکسپریس" نے تصویر چھاپ کر نیچے لکھا ہے۔ ڈی سی او رحیم یار خان ڈاکٹر راحیل احمد صدیقی چاچڑاں شریف میں نیکر پہنے کھلی کچہری میں شریک ہیں۔ واضح رہے کہ خان پور میں کھلی کچہری میں نیکر پہن کر شرکت کرنے پر پنجاب اسمبلی میں جواب طلبی کی ہے۔

جناب سپیکر! نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج پنجاب اسمبلی کے آرڈر کو بھی وہ کیا مقام دے رہے ہیں جبکہ چیف منسٹر کے آرڈر کو انہوں نے یہ مقام دیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ میں نے move کی ہے تو اس لئے لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کریں یا آپ اس کو ہاؤس کے اندر put ہونے کی اجازت نہ دیں، میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ آج ہماری اسمبلی کی ہدایات کے اوپر اگر بیوروکریسی ہمیں یہ message دینا چاہتی ہے جس کی یہ تصاویر ہیں اور اخبار میں ہماری اسمبلی کے متعلق توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں۔ اگر یہی اسمبلی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو، کسی شخص کو اس مقدس ایوان میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بیوروکریسی ہمیں آج کیا message دینا چاہتی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کو اور اس کے بعد اس ہاؤس کو نظر انداز کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور جس علاقے کا رہنے والا ہوں وہ انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ جنوبی پنجاب کے لوگ پہلے ہی محرومیوں کے ستائے ہوئے لوگ ہیں لیکن یہ D.C.O اور بیوروکریسی وہاں پر دوبارہ نفرت کی آگ پھیلا کر کیا message دینا چاہتے ہیں، یہ وہاں عریانی اور فحاشی کی نئی روایت ڈال کر کیا message دینا چاہتے ہیں، یہ وہاں کس culture کو فروغ دینا چاہتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ حکومت کی یہ ترجیحات نہ ہوں لیکن خدارا! جو حیاء اور شرم کا تھوڑا بہت رکھ رکھاؤ ہے اس کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔ اگر ترجیحات نہیں ہیں، تو رکھ رکھاؤ یا شرم و حیاء، فحاشی و عریانی کے اوپر جو عملدرآمد ہو رہا ہے اس کی دھجیاں نہ اڑائی جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ جو 20- جولائی کو واقعہ ہوا تھا اس واقعے میں ہمارے اس ہاؤس کے دو معزز ممبر بھی وہاں موجود تھے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے اندر بھی بیوروکریسی کے سامنے بات کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں تھی، ان کا سر بھی شرم سے جھک رہا تھا لیکن ان میں اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ وہ اس DCO کو کہتے کہ Mr. DCO آپ کھلی کچہری میں آکر عوام کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ میں آپ سے یہی گزارش کروں گا

کہ اس مسئلے پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ میرے پاس تصاویر اور ویڈیو کیسٹ موجود ہیں۔اس کو کمیٹی میں بلایا جائے اور پوچھا جائے کہ آپ پنجاب میں کیاculture فروغ دینا چاہتے ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تصاویر لا کر بڑا لہرا لہرا کر دکھا رہے ہیں تو میں ان سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ یہ جو marathon race کرواتے رہے ہیں اور اس کے اشتہارات پورے ملک میں لگاتے رہے ہیں، جن میں خواتین بھی بے پردگی کا مظاہرہ کرتی رہی ہیں انھوں نے خواتین کو جس حال میں دکھایا ہے تو یہ اس کی تصاویر بھی لے کر آئیں تو پتا چل جائے گا کہ روشن خیال پاکستان کس نے بنایا تھا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ ایک انٹرنیشنل level کا کھیل ہے جو پوری دنیا میں کھیلا جارہا ہے۔ ہم اس ملک کے اندر تفریحات کو فروغ دینا چاہتے تھے تاکہ ہماری نئی نسل بے راہ روی پر نہ آئے۔اس event میں کوئی ایسی بات نہیں تھی لیکن آج یہ بیوروکریسی کیا message دینا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ تصاویر وزیر قانون صاحب کو دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے اور انھوں نے شرم وحیاء کی بات کی ہے---

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آپ کے notice کے لئے یہ عرض کروں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اعجاز شفیع صاحب نے جو D.C.O رحیم یار خان کا معاملہ دو دن پہلے اٹھایا تھا اس میں انھوں نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے اور ہر بات میں انھوں نے شرم اور حیاء، شرم آتی نہیں ہے، جاتی نہیں ہے کا ذکر کیا ہے حالانکہ پچھلے پانچ سال ہم دیکھتے رہے ہیں کہ ان کا ان چیزوں سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں رہا، اگر اس قسم کی کوئی چیز ان میں ہوتی تو 18 فروری کے بعد ان کو چاہیے تھا کہ اپنے معاملات کو درست کر لیتے۔ انھوں نے یہ تصاویر جو بار بار ہاؤس میں لہرائی ہیں آپ ہاؤس میں سے کسی ممبر کو نامزد کر دیں کہ وہ یہ تصویر دیکھ کر بتا دیں کہ اس میں کون سی شرم والی اور کون سی حیاء والی بات ہے۔ یہ صرف ان تصاویر کو لہرا کر بات کر رہے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ انھوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور انھوں نے یہ معاملہ ہاؤس میں اٹھایا تھا پھر یہ کہا تھا کہ ہاؤس میں اس کا جواب دیا جائے۔ میں اس بات پر تیار تھا کہ ہاؤس میں اس کی رپورٹ منگوا کر پیش کی جائے لیکن جناب نے

ان کی اس تحریک استحقاق کو rule out کر دیا۔اب جو معاملہ ایجنڈا پر نہیں ہے اس کے متعلق میں ایوان میں رپورٹ پیش نہیں کر سکتا۔اس سے متعلق انکوائری رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ محترم اعجاز شفیع صاحب ابھی اجلاس سے فارغ ہوں تو یہ میرے office تشریف لائیں ان کو ہر چیز بہم پہنچا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ پرویز مشرف نے ایک statement دی تھی کہ عورتیں نیکر پہن کر marathon race میں شرکت کریں گی، جس نے ٹیلیویژن دیکھنا ہے وہ دیکھے اور جس نے نہیں دیکھنا وہ نہ دیکھے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Let him talk جب آپ لوگ بات کرتے ہیں تو میں make sure کرتا ہوں کہ وہاں سے کوئی بات نہ کرے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! لیکن اس کے باوجود میں اعجاز شفیع صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انھوں نے ایک ایسا مسئلہ اٹھایا ہے۔D.C.O ضلع کا ایک role model ہوتا ہے۔اگر وہ نیکر پہن کر اس طرح کھلی کچہریوں میں بیٹھے گا یا اس قسم کی حرکتیں کرے گا تو عوام کے لئے یہ کوئی اچھا message نہیں ہو گا اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وزیر قانون اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور دیکھیں کہ یہ ہمارا culture نہیں ہے، یہ پرویز مشرف کا culture تو تھا لیکن ہم ایک جمہوری حکومت ہیں۔ ہمارا یہ culture نہیں ہے۔ وزیر قانون اس پر سنجیدگی سے notice لیں۔ اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس کو واقعی warning دی جائے یا سزا دی جائے کہ آپ ضلع کے role model ہیں اور آپ نیکر پہن کر کھلی کچہری میں کیوں آتے ہیں؟ آپ کوئی picnic پر نہیں آئے بلکہ duty پر آئے ہیں اس لئے میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش اس میں یہ ہے کہ یہ کسی حکومت پر الزام نہیں ہے بلکہ یہ کسی ایک فرد کا معاملہ ہے۔ جس طرح کی یہ تصویر ہے تو اس سے کوئی بھی آدمی یہ اخذ کر سکتا ہے کہ یہ افسر کس ذہنیت کا ہے اور وہ عوام کی meetings کو یا کھلی کچہری کو کتنا سنجیدگی سے لیتا

ہے۔ وہ تو ایسے آیا ہے جیسے شکار کرنے آیا ہے۔ اس کے چہرے اور لباس سے یہ لگتا ہے کہ وہ جس جگہ پر بیٹھا ہے اس نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ وہ enjoy کرنے کے لئے آیا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہم نے جہاں بیوروکریسی کے اچھے کاموں کو protect کرنا ہے وہاں اس طرح کے حالات کا notice بھی لینا ہے اور ان کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ جب آپ عوام کے سامنے جائیں تو ان کو اہمیت اور عزت دیں اور عوام میں proper dress میں جائیں کہ وہاں اگر کوئی عورت آئے، کوئی بچی آئے، کوئی لڑکی آئے تو وہ وہاں یہ محسوس نہ کرے کہ ہم کسی انگریز کے سامنے پیش ہو رہے ہیں یا پاکستان کے کسی افسر کے سامنے پیش ہو رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ابھی جب میں اسمبلی کی طرف آ رہا تھا تو میں نے فیصل چوک میں ہمسایہ ملک کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھا اور ایک بورڈ تھا جس پر لکھا تھا کہ " آؤ رل کے روٹی کھائیے" اور غالباً 14۔اگست کو بارڈر پر کوئی mutual programme ہونے جا رہا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم نے شیخ عزیز کا لاشہ اٹھا کر دفنایا ہے، آج پاکستانی جیلوں سے Indians کو ہار پہنا کر بھیجا جاتا ہے اور ہندوستان سے لاشیں وصول کی جاتی ہیں تو کیا آج ہمیں یہ وارہ کھاتا ہے کہ ہم رل کے روٹی کھائیں اور ان حالات میں ان تمام معاملات کو لے کر چلیں؟ ہماری صحافی تنظیم "S.E.S.M.A" ہے۔ انھوں نے بڑے اچھے اچھے کام کئے ہیں لیکن میری آپ کے توسط سے ان دوستوں سے گزارش ہے کہ جب تک لاشیں وصول کرنے کا سلسلہ بند نہیں ہوتا ہم کسی صورت رَل کے روٹی نہیں کھا سکتے۔ اگر ہم نے رَل کے روٹی کھانی ہے تو ہمیں لاشیں وصول کرنے کا سلسلہ بھی بند کرنا پڑے گا اور برابری کی سطح پر تمام معاملات کو لے کر چلنا پڑے گا۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام جناب اعجاز شفیع بڑی دیر سے D.C.O کے بارے میں تصاویر اور دوسری چیزیں دکھا رہے تھے اور انہوں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ ہمارا استحقاق مجروح ہو گیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ ہمارے قائد میاں شہباز شریف خان پور میں گئے تھے اور خان پور کی حالت زار دیکھ کر کہ جہاں پانچ سال تک کروڑوں روپے کے ترقیاتی کام ہوتے رہے ہیں اور اس کی تشہیر اخبار میں اس انداز میں کی جاتی تھی کہ شاید پورے پنجاب کا پیسا خان پور میں ہی لگ رہا ہے لیکن وہاں حالت یہ تھی کہ وہاں گٹروں کا پانی ابل کر سیلاب بنا ہوا تھا، اس میں سے گزرنا مشکل ہو چکا تھا۔

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Point of explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! آپ کا حق ہوتا ہے کہ جب آپ کی turn آئے تو آپ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ بیٹھیں ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ چودھری صاحب! پلیز آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ D.C.O نے اس طریقے سے عریانی پھیلائی ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ D.C.O کے یہ ذمے لگایا گیا تھا کہ آپ پورے محکمے کو ساتھ لے کر جائیں، چاہے وہ پبلک ہیلتھ کا محکمہ ہو، چاہے ہائی وے کا محکمہ ہو، جہاں جہاں پانی کھڑا ہے آپ اس پانی میں خود بھی جائیں اور ان کو بھی ساتھ لے کر جائیں جس کی بناء پر ان کو یہ لباس پہننا پڑا۔ وہ انتہائی ایماندار آدمی ہیں اور وہ ضلع رحیم یار خان کے لئے بے پناہ کام کر رہے ہیں۔ ان کا اگر ان کے ساتھ کوئی ذاتی یا سیاسی اختلاف ہے تو اس کو issue بنائیں۔ اصل وجہ یہ تھی کہ جب میاں شہباز شریف نے خان پور کی حالت دیکھی تھی تو وہاں پر وہ مجبور ہو گئے تھے اور D.C.O کو کہا کہ میں آپ کو یہاں پانی میں ڈالوں گا، میں اس محکمے کو پانی میں ڈالوں گا لہذا آپ پورے محکمے کو ساتھ لے کر اس پانی میں جائیں اور گٹر میں سے گزاریں جس وجہ سے وہ یہ لباس پہن کر گئے تھے۔ ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ وہاں سیلاب آیا ہوا ہے، انہوں نے دریائی علاقوں میں جانا تھا، کشتی میں بیٹھ کر جانا تھا جس کی وجہ سے یہ لباس پہنا۔ میں اس کی ساری تفصیل جانتا ہوں۔ یہ فوٹو کھینچنا اور اس کو بطور اپوزیشن ممبر ہونے کی حیثیت سے صرف گورنمنٹ پر تنقید کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے اصل مقاصد کیا تھے، کس لئے وہ لباس پہنایا گیا تھا؟ اس میں کسی کی توہین کرنے کا یا عوام

کے سامنے بیٹھنے کا یہ مقصد نہیں تھا بلکہ وہ صرف ان مسائل کو دیکھنے کے لئے، ان کو حل کرنے کے لئے اور ان کے جو ترقیاتی کام ہوئے تھے اس کے علاوہ گٹر اور دوسرے پانی سے جو سارا شہر ابل رہا تھا جس کی وجہ سے وزیر اعلیٰ جا نہیں سکتے تھے اور پھر وہ اپنا دورہ ملتوی کر کے وہاں سے لیاقت پور چلے گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات repeat ہو گئی ہے لیکن سمجھ آ گئی ہے۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں یہ بات مان لیتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب خان پور گئے تھے اور D.C.O ان حالات میں چلا گیا لیکن یہ 10 تاریخ کو گیا ہے جس کی اخبار کی فوٹو میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ اس کے ساتھ D.P.O رحیم یار خان وردی میں بیٹھا ہے، A.S.P خان پور وردی میں بیٹھا ہے لیکن D.C.O کیا پیغام دینا چاہ رہا ہے کہ وہ اکیلا اس طرح بیٹھا ہوا تھا؟ 20۔ جولائی والا واقعہ تو چلو ہو گیا، میں نے مان لیا اور یہ ان کی تعریفوں کے بڑے پُل باندھ رہے ہیں۔ 20 جولائی کو تو وہاں کوئی بارش نہیں تھی اور وہاں پر D.P.O اور A.S.P وردی میں تھے اور کینال ریسٹ ہاؤس میں کھلی کچہری لگائی گئی ہے۔ اگر یہی بات ان کی مان لی جائے تو میاں شہباز شریف تو روزانہ پانی میں جاتے ہیں اور میں نے تو انہیں کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس طرح کی "نیکر" پہنی ہو۔ پورا اخبار کہہ رہا ہے اور یہ ایوان بھی بیٹھا کہہ رہا ہے کہ میاں صاحب دو تین بار لاہور کے اندر پانی میں گئے ہیں جو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اس طرح "نیکر" پہن کر پانی میں گئے ہوں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرا D.C.O سے کوئی سیاسی اختلاف نہیں ہے۔ ہم یہاں اداروں کی مضبوطی، اپنے ہاؤس کی مضبوطی اور اخلاقیات کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں، فحاشی اور عریانی کو نہیں دیکھنا چاہتے۔ مجھے دکھ اس بات پر ہے کہ 10۔ اگست کو اس نے آپ کے اس ہاؤس کی عظمت کو دوبارہ پھر "نیکر" پہن کر یہ سلام کیا ہے۔ ایک تو 20۔ جولائی کو یہ واقعہ ہوا اور 10۔ اگست کو پھر ہوا جو میں آپ کو نیشنل پیپر "ایکسپریس" دکھا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔ میں آپ کو بعد میں دوبارہ ٹائم دیتا ہوں۔ اعجاز شفیع صاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ معزز ممبر اعجاز شفیع صاحب کو اس بات سے روکیں کہ یہ بار بار ہاؤس کا حوالہ دے رہے ہیں کہ ہاؤس کی عزت کیا کی؟ ہاؤس نے اس بارے میں کوئی آرڈر یا کوئی direction نہیں دی بلکہ جو motion انہوں نے پیش کی تھی ہاؤس اور جناب سپیکر نے اس کو reject اور rule out کر دیا لیکن اس میں ہاؤس کا کیا معاملہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا ریکارڈ ہے۔ اس پر کمیٹی بنائیں کیونکہ میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کے خلاف تحریک استحقاق بھی لاؤں گا کیونکہ اسمبلی کا یہ ریکارڈ ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جناب! اس کرسی پر بیٹھے تھے اور لاء منسٹر صاحب نے یہ ensure کرایا تھا کہ تین دن کے اندر اس واقعہ کی انکوائری کروائی جائے گی، اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام معزز ممبران اس بات پر یہی کہہ رہے ہیں کہ اس D.C.O نے اس طرح کا لباس کیوں پہنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ ذرا جلدی سے اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی جو یقین دہانی تھی وہ پورے ہاؤس کی طرف سے تھی کہ ہاؤس کے اندر ایک معاملہ put ہو گیا ہے اور اب ہاؤس اس کی انکوائری کروائے گا۔ اس کی انکوائری اور اس کے احکامات آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے دیئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں۔ اس میں میری ایک گزارش ہے کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk in the House.

جناب محمد اعجاز شفیع: میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس میں عریانی نہیں ہے۔ آپ یہ معاملہ کسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں ویڈیو، سی ڈیز اور اخبارات لے آؤں گا لہذا آپ کمیٹی بنا دیں۔

محترمہ زیب جعفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح ہمارے معزز رکن چودھری شفیق صاحب نے بھی بات کی ہے تو میرے خیال میں محترمہ زیب جعفر صاحبہ کا تعلق بھی چونکہ رحیم یار خان سے ہی ہے۔ جی، محترمہ زیب جعفر صاحبہ!

محترمہ زیب جعفر: شکریہ۔جناب سپیکر! جس طرح چودھری شفیق صاحب کا خان پور سے تعلق ہے میں نے بھی وہاں سے پارٹی کی بنیاد پر دو دفعہ ایم این اے کا الیکشن لڑا ہے۔ جس کھلی کچہری کا یہ ذکر کر رہے ہیں میں بھی اس میں خود موجود تھی کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا آرڈر تھا۔اعجاز شفیع صاحب اس علاقے کو بخوبی جانتے ہیں کہ رحیم یار خان کے ساتھ چولستان بھی لگتا ہے اور جہاں جیکب آباد میں اتنی گرمی ہے تو اسی معیار کی گرمی رحیم یار خان میں بھی پڑتی ہے۔اگر یہ بات کرتے ہیں کہ D.C.O صاحب نے نیکر پہنی ہوئی تھی تو اسلام میں آدمی کا جو ستر ہے وہ اس کی ایڑیوں سے لے کر اس کی قمیض تک ہے۔Within the principles of religion انہوں نے وہ لباس پہنا ہوا تھا۔آٹھ گھنٹے وہ اس خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے and I as an individual as a female, we did not feel any kind of threat in his presence. اگر یہ لباس پہن کر وہ اپنے دفتر میں بیٹھتے تو then you could have raised the issue کیونکہ وہاں پر females بھی آ رہی تھیں اور میں خود بھی وہاں پر موجود تھی۔ قانون اور discipline کے تحت انہوں نے کوئی ایسی violation نہیں کی بلکہ اگر آپ یہ نوٹ کریں کہ آپ لباس کو کیوں دیکھ رہے ہیں؟آپ ان کی نیت کو دیکھیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے point of view کو دیکھیں کہ ہم عوام کو approach کر رہے ہیں اور کھلی کچہریاں لگا رہے ہیں۔آٹھ سال ان کی جب حکومت رہی ہے تو ان کے D.C.O نے کھلی کچہری کیوں نہیں لگائی؟ان کے دور میں عوام کی دادرسی اتنے open طریقے سے کیوں نہیں ہوئی؟ لہذا یہ message کو clear vision کریں کہ وہ عوام کے لئے بیٹھے ہوئے تھے اور لباس کو importance مت دیں۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ issue کوئی اور رخ اختیار کر گیا ہے۔اب یہ ہو گیا ہے کہ شاید اپوزیشن والے ممبر اپوزیشن کی favour کریں گے اور حکومتی ممبر ادھر والوں کی favour کریں گے۔ اس میں نہایت ادب کے ساتھ میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب اور اپنے دوسرے ممبران سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ڈپٹی کمشنر اور ایس پی صاحبان اور جو بھی officials ہیں جس وقت کسی بھی جگہ پر اپنی official capacity میں جاتے ہیں تو they must behave اور وہ جہاں بھی جاتے ہیں ان کو proper dress میں ہونا چاہئے۔اس

میں ایک اور چیز جو نوٹ کرنے والی ہے، جو اعجاز صاحب نے point out کی بھلے وہ 20۔ جولائی کو چلے گئے، چلیں اس کو ignore کر دینا چاہئے اور وہ ignore ہو گیا۔ جس طرح کہ وزیر قانون صاحب نے پچھلی دفعہ کر دیا تھا لیکن یہ message جب ان تک پہنچا تو یہ ایک psychy ہے۔ اس psychy کو پڑھنے کی ضرورت ہے کہ بیوروکریسی کا رویہ ممبران کے بارے میں کیا ہے؟ اگر ہم لوگ یہ psychy پڑھ لیں، مجھے موقع نہیں مل سکا، میں کل تقریر کرنا چاہتا تھا اور یہ بتانا چاہتا تھا کہ ساٹھ سال کے بعد آج اسٹیبلشمنٹ ایک طرف کھڑی ہے، اسٹیبلشمنٹ کے پٹھو ایک طرف کھڑے ہیں اور عوام اور جمہوری رویوں والے لوگ ایک طرف کھڑے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور وہاں پر یہ دیکھ لیا جائے، وہاں پر یہ ascertain کر لیا جائے کہ کیا ڈپٹی کمشنر جو ہیں میں ان کو ڈی سی او نہیں کہتا کیونکہ ان میں ڈپٹی کمشنر والی psychy ہے۔ وہ ایک public place پر یہ لباس پہن کر کیوں آئے؟ اس psychy کو ہم نے دیکھنا ہے اور جب تک یہ ممبران اپنا اپنا دفاع کرنا شروع نہیں کریں گے اس وقت تک یہ بیوروکریسی فٹ بال کی طرح، جس طرح ہمیں ساٹھ سال سے نچا رہی ہے اسی طرح سے یہ hit کرتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بات کو wind up کرتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ ڈی سی او خواہ جتنا مرضی اچھا کام کرتے ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ یا اپنی رائے کا اظہار فرمائیں میری گزارش ہے کہ جب انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی تو میں نے اس وقت on the floor of the House یہ کہا کہ آپ اس کو pending فرمالیں اور اس بارے میں انکوائری کر کے پتا کر لیتے ہیں اور جو بھی معاملہ ہوا اسے ہاؤس کے سامنے رکھیں گے لیکن سپیکر نے ان کی تحریک کو rule out کر دیا۔ اب کوئی معاملہ ہاؤس کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ رپورٹ میرے پاس ہے۔ اعجاز شفیع صاحب کا تعلق رحیم یار خان سے ہے، باقی جتنے ممبران کا تعلق رحیم یار خان سے ہے، ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے جیسا کہ محترمہ زیب جعفر صاحبہ نے کہا ہے، ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے لیکن اگر یہ دوست اس سے اتفاق نہیں کریں گے تو

ان کی جو feelings ہوں گی وہ accordingly انہیں پہنچائی جائیں گی اور اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے گا لیکن بات یہ ہے کہ کوئی آئیٹم ہاؤس کے ایجنڈے پر نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بحث کرنا اور اس کے بارے میں یہ کہنا کہ کمیٹی قائم کر کے اس کو اس کے حوالے کر دیں مناسب نہیں ہے۔ یہ تمام ممبر آج اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور اگر اس نقطہ نظر سے متفق نہیں ہوں گے جو accordingly اکثریت سے ان کا point of view ہو گا تو نہ صرف اس کو convey کر دیا جائے گا بلکہ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس میں پہلے بھی بات کی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو rules and regulations کے مطابق چلانا ہے۔ جہاں پر رولز کے مطابق تحریک استحقاق جس کو سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ یہ نہیں بنتی ہے تو اس وقت بات تو ختم ہو گئی لیکن جو حکومت کی طرف سے assurance آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ وزیر قانون کو ان کے چیمبر میں ملیں۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ This is not proper dress to sit in a Khulli Kachehri۔ آپ وزیر صاحب سے مل لیں اور آپ کی جو feelings ہیں ان کو convey کر دیں گے اور آئندہ کے لئے یہ کام بالکل بند ہونا چاہئے۔ ویسے تو میں نے جو سنا ہے کہ یہ افسر ایک اچھا افسر ہے جیسا کہ وہاں کے جتنے نمائندے موجود ہیں وہ سارے یہی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ understand نہیں کر سکے۔ وہ 20۔ جولائی کا واقعہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے 10-اگست کی بات کی ہے اور یہ بات آپ on the floor of the House کر بیٹھے ہیں۔ آپ کی اس بات کے بعد ہی وزیر قانون نے کہا ہے کہ آپ چیمبر میں آجائیں اور بیٹھ کر discuss کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مطمئن نہیں ہیں تو پھر اس پر تو ہاؤس کا فیصلہ آ چکا ہے اور سپیکر صاحب نے آپ کی تحریک کو لیا ہی نہیں تھا۔ اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب سپیکر صاحب نے اس پر اپنا فیصلہ کر دیا تو اب رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔آپ رولز کو پڑھ کر آئیں۔جب وزیر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کے چیمبر میں آئیں اور دیکھ لیں۔اب ہاؤس کو آگے چلنے دیں، ابھی بہت کام پڑا ہے۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ اس نیکر اور بنیان نے 35 منٹ لے لئے ہیں اور میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ انتہائی burning issues pending ہیں۔ جج کوٹا کے بارے میں آج حکومت نے جواب دینا ہے۔میں آپ سے ایک اور عرض کرتا ہوں کہ ہم دوسروں کی نیکروں کے بارے میں تو بات کرتے ہیں۔ میں خصوصی طور پر کسی ممبر کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ نے کئی دفعہ رولنگ دی ہے کہ یہاں کوئی چیونگم وغیرہ نہ کھائی جائے، کوئی ببل گم نہ کھائی جائے۔کیا ہم خود اس پر عمل کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ ابھی وقت ختم ہو جائے گا اور بہت سے اہم مسائل pending ہیں تو براہ مہربانی! آپ ہاؤس کو اب ایجنڈے کے تحت چلائیں۔

تحاریک استحقاق

طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹیں بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔اب تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیرالدین ، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے ہے۔ یہ pending کی گئی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹیں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروادی گئی ہیں۔ اب یہ اگلے کسی دن بھی ہاؤس میں پیش کر دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں جمع ہو چکی ہیں اور یہ کسی بھی دن ہاؤس میں پیش کر دی جائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ رپورٹیں ایوان میں جلدی رکھ دی جائیں گی۔ میرے خیال میں اگر رپورٹیں آ گئی ہیں تو آج دے دی جاتیں تو بہتر تھا کیونکہ آج کے دن کا وعدہ کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس لئے سرکاری بزنس آج lay نہیں ہو سکتا تھا۔ انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! اس حوالے سے رولز بڑے clear ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ ensure کر رہے ہیں کہ کل اس کو lay کر دیا جائے گا تو اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں تاکہ کل ہمیں پتا چل جائے کہ یہ lay کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب انہوں نے assurance دے دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز اراکین کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اور سرکاری ایجنڈا لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے متعلق ہے۔ اگلے کسی روز یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر کوئی بحث تو نہیں ہونی ہے۔ صرف رپورٹ ہی lay ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب رپورٹ آ چکی ہے تو lay کرنے میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اگر definite date چاہتے ہیں تو ہم یہ Monday کو lay کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! 15 تاریخ تک اجلاس ہے تو یہ Monday کو کیسے lay کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ہاؤس کا شیڈول تو 15 تک ہے، Monday کا تو شیڈول ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آئندہ ہفتے ہاؤس چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

When he says that on the floor of the House then it's all right

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کو Monday تک pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چیمہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کا پروگرام ہاؤس کو اگلے ہفتے تک چلانے کا ہے لیکن اگر کوئی otherwise فیصلہ ہوا تو اس سے پہلے 15 کو رپورٹیں اسی سیشن میں lay کر دی جائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو 15 تاریخ تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔اس کو 15 تاریخ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔
اب تحریک استحقاق نمبر 12 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے۔یہ 6/8/08 کو move ہوئی تھی اور آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ mover کی satisfaction حاصل کر لی گئی ہے اور وہ اس کو press نہیں کرنا چاہتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ بھی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لہذا اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔اب تحریک استحقاق نمبر 15 رائے محمد شاہجہاں خاں کی ہے۔یہ بھی pending کی گئی تھی۔ تحریک استحقاق نمبر 15 جی، رانا صاحب!

ایس۔پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے جس کے مطابق متعلقہ آفیسر کا جواب یہ ہے کہ وہ عرصہ 7/6 ماہ سے بطور ایس پی لائل پور ٹاؤن تعینات ہیں۔اس عرصہ کے دوران رائے محمد شاہجہاں خاں ایم۔پی۔اے ان کے دفتر آئے اور نہ ہی وہ انہیں ذاتی طور پر جانتے ہیں اور نہ ہی ان کے ماتحت عملے نے انہیں ان کے علم کے مطابق روکا ہے تاہم اس کے باوجود بھی اگر معزز رکن اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوئی ہے یا انہیں due protocol نہ دیا گیا ہے تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے کل متعلقہ پولیس آفیسر ایس پی لائلپور ٹاؤن علی یوسف زئی کو بلوایا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اگر یہ معاملہ غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو محرک کے ساتھ بیٹھ کر اس کو دور کر دیا جائے چونکہ کل دوسرا بزنس تھا اس لئے ان کی آپس میں بات نہیں ہو سکی۔ ویسے اس نے مجھے اس بات کی یقین دہانی categorically کروائی ہے اور وہ ان سے معذرت کرنے کو بھی تیار ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ اس سے پہلے مجھے ملے نہیں تھے اس لئے میرے آفس آئے ہیں تو مجھے بعد میں پتا چلا کہ یہ رائے شاہجہاں خاں ایم پی اے تھے۔اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اگر محرک مطمئن ہیں یا وہ یہ سمجھتے ہیں تو دوبارہ انہیں بلوا کر ان کی satisfaction حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے شاہجہاں خاں: محترم سپیکر صاحب! ہم جس رانا ثناء اللہ صاحب کو بچپن سے جانتے ہیں۔وہ بڑے اکھڑ مزاج تھے۔اپوزیشن میں بڑے انقلابی تھے اور ان کے جذبوں کو ہم سلام کیا کرتے تھے لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے وزیر قانون صاحب شاید کوئی اپنا پیر ہن ادھر بھول گئے ہیں۔اللہ جانے وہ

انقلاب کدھر چلا گیا ہے؟ وہ سارے انقلابی خیالات کدھر چلے گئے ہیں؟ وہ اسٹیبلشمنٹ سے لڑائیاں کدھر چلی گئی ہیں؟ اگر وہ مجھے نہیں جانتے تھے تو ایک عام آدمی کا پروٹوکول کیا ہے کہ کوئی عام آدمی open door policy ہے حکومت کی کہ وہ ادھر اس کے دفتر میں جا نہیں سکتا۔ وہ کسی کو دھتکار سکتا ہے۔ کس نے اس کو یہ حق دیا ہے؟ وہ بالکل یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے ہیں۔ میں پارلیمانی زبان میں رہتا ہوں۔ مجھے ان کے عملے نے روکا۔ میں نے ان کو بتایا۔ جب میں ان کے دفتر میں گیا تو میں نے بہت احتیاط سے، بڑے ادب سے اس بیوروکریٹ کو عرض کیا کہ یہ کوئی اچھا رویہ نہیں ہے تو انہوں نے مجھے بھی انتہائی سخت الفاظ کہے۔ پورے پارلیمان کی توہین ہے، پوری اسمبلی کی توہین ہے، اگر میں کہوں کہ اس نے مجھے کہا، اس میں سے ایک لفظ کہہ دیتا ہوں کہ جائیں، آپ میرے دفتر میں سے جا سکتے ہیں۔ اگر رانا صاحب! ان خیالات کے اوپر قائم ہیں، اگر اس پارلیمنٹ کی supremacy چاہتے ہیں، اگر بیوروکریسی کو نکیل ڈالنا چاہتے ہیں تو بلا امتیاز اپوزیشن اور حکومتی ارکان کی تمام تحاریک استحقاق، کوئی بھی صحیح مسئلہ ہو تو اس کو admit کیا جائے اور آج بھی میں اپنے stand پر قائم ہوں کہ یہ سارے ایوان کی توہین ہے، یہ ساری حکومت کی sense ہے اس لئے میری تحریک استحقاق کو admit کیا جائے اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

ستم سکھلائے گا رسم وفا ایسے نہیں ہوتا
صنم دکھلائیں گے راہ خدا ایسے نہیں ہوتا
رواں ہیں نبض دوراں گردشوں میں آسماں سارے
جو تم کہتے ہو سب ہو چکا ایسے نہیں ہوتا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ محترم رائے شاہجہاں صاحب کہاں کہاں چلے گئے۔ انقلاب کی طرف اور پھر اسٹیبلشمنٹ کی طرف۔ گزارش یہ ہے کہ میری یہاں پر یہ ڈیوٹی ہے کہ آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کا جو بھی جواب محکمہ کی طرف سے یا متعلقہ آفیسر کی طرف سے آئے میں اسے یہاں پر پڑھوں یہ میری ڈیوٹی ہے اور آپ کا استحقاق ہے کہ آپ کی اس تحریک کے جواب میں جو محکمانہ جواب آئے اسے پڑھا جائے۔ وہ جواب میں نے پڑھا ہے۔ اس پر میں نے اپنی طرف سے تو کوئی اظہار خیال نہیں کیا اور اس جواب میں اس نے آپ سے معذرت بھی کی ہے اور اپنا ایک ڈیفنس بھی پیش کیا ہے۔ اب اگر آپ اس جواب سے

مطمئن نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ مطمئن نہیں ہیں تو استحقاق کمیٹی ہے اور میں پانچ سال تک اس کمیٹی کا ممبر رہا ہوں۔ وہاں پر بھی معاملہ معذرت پر ہی آنا ہے۔ میں تو بھائی یہ معذرت آج کروانے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر آپ اس procedure کو دو، تین، چار ماہ لمبا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس میں قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کروانا چاہتے ہیں تو آپ فرمائیں، اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں اور اگر آپ چاہیں کہ اسے بلوائیں اور بلوا کر وہ اپنے اس رویے کے اوپر معذرت کرے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ میں نے تو دونوں options دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاءمنسٹر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو جواب آفیسر موصوف صاحب نے دیا ہے اس جواب کے اندر وہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ ایم پی اے ہیں، ان کا جواب ہی یہ ہے۔ اس وقت آپ کی جو پالیسی اخبارات میں بھی آ رہی ہے کہ عام آدمی کو ریلیف دینا تو جو ایک آفیسر لکھ کر اسمبلی میں بھیج رہا ہے کہ میں نے اس کو عام آدمی سمجھ کر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی کے اندر بات صرف معافیوں تک رہے گی تو بات نہیں ہو گی۔ یہاں پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے چونکہ استحقاق کمیٹی موجود نہیں ہے لہذا میں اس تحریک کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور وہاں پر ہی اس کا فیصلہ ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ایک interim action اس کے خلاف ہونا چاہئے اور اس کو فوری طور پر وہاں سے ٹرانسفر کرنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ ایک دفعہ ایک معزز ممبر کی بے عزتی کی اور simple معافی مانگ لی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں لاءمنسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس ہاؤس کے attitude اور جو اس کی خواہش ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ابھی اعلان فرمائیں کہ آئی۔ جی کو یہ direct کیا جائے کہ وہ اس کو ٹرانسفر کر دیں اور وہ اتنی دیر O.S.D رہے جتنی دیر استحقاق کمیٹی اس تحریک کو حتمی طور پر disposed of نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اس کے متعلق استحقاق کمیٹی کا ایک طریق کار ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اگر محرک اس بات پر متفق ہوتے ہیں چونکہ کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی ہے تو اگر ان کو کل بُلا کر میرے چیمبر یا میرے آفس میں اور غالباً آئی۔ جی صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں تو اگر یہاں پر بات ہوتی اور محرک کی بات جو کہ یہ فرما رہے ہیں وہ درست ثابت ہوتی تو جو سندھو صاحب نے کہا ہے یہی آرڈر ہوتے لیکن اب جبکہ معاملہ آپ نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے اب یہ کمیٹی ہی اس کی تحقیقات کرے گی۔ اس کے بعد اس کے اوپر جو رپورٹ مرتب ہو گی وہ اس ایوان میں پیش ہو گی۔ اس ایوان کی پھر جو رائے ہو گی اس پر عملدرآمد کروانے کی حکومت پابند ہو گی اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو بھی رپورٹ پیش ہونے کے بعد ایوان کی رائے ہو گی اور جو بھی حکم ہو گا اس پر حرف بحرف انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو گا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر: جس آفیسر کے خلاف یہ تحریک استحقاق ہے اس کا تعلق فیصل آباد سے ہے تو میرا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اسے تو ہم نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ آگے بھی بڑے بڑے اہم مسئلے ہیں یعنی کہ ٹائم تھوڑا ہے اور سب کو موقع مل جائے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس سے ہٹ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے وہ ایم۔ پی۔ اے کے متعلق ہے لیکن جو جواب آیا ہے اور انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز سے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ ایم پی اے ہیں، جیسے آپ نے فرمایا تو اس چیز کے اوپر کم از کم وہ ایکشن ہونا چاہئے جو سندھو صاحب نے فرمایا ہے کیونکہ وہ ایک علیٰحدہ چیز ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر بار بار بات کرتا ہوں کہ ہماری جو book ہے اس میں استحقاق کا بھی سیکشن ہے اگر اس کو تھوڑا سا پڑھ لیں کہ جب ایک معاملہ کمیٹی کے سپرد ہوا تو وہاں پر وہ سارا دیکھا جائے گا اور اب یہ ہاؤس اس پر فی الحال بحث نہیں کر سکتا۔ جب سپیشل کمیٹی کو ہم نے دے دیا ہے۔ اگر آپ کی بات بھی اسی بارے میں ہے تو میں اس بات کو نہیں سنوں گا۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد تو کیا ہے لیکن رپورٹ کے لئے تاریخ مقرر نہیں کی۔ اس کے لئے تاریخ مقرر ہونی چاہئے کہ ایک مہینے کے اندر رپورٹ یہاں پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! اگر آپ استحقاق کمیٹی کا سیکشن پڑھیں تو اس کے اندر in built ہے کہ:

> Within 30 days they have to submit the report in the House.

روایت یہ ہے کہ within 30 days یہ رپورٹ ہاؤس میں پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمارے لاء منسٹر اتنے efficient ہیں کہ وہ اس میعاد سے پہلے ہی کر کے اس کو ہاؤس میں پہنچا دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ایک ایک منٹ کے لئے تینوں ساتھی بول لیں۔ پہلے جناب اللہ رکھا اس کے بعد رانا ارشد صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم اور حساس issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پلیز بیٹھیں۔ یہ ٹائم تحریک استحقاق کے لئے ہے اس طرح آپ کسی ممبر کا right مار رہے ہیں۔ آپ اس وقت بیٹھ جائیں۔ اس کے بعد پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، رانا ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی bureaucracy کو یہ message convey کیا جائے۔ میاں محمد شہباز شریف عوام کو

ریلیف دینا چاہتے ہیں اور یہ تمام D.C.O اور D.P.O یہ میاں شہباز شریف کی ٹیم کا حصہ ہیں۔ یہ نہ ہو کہ بار بار تمام M.P.As تحریک استحقاق جمع کروائیں، آپ ان کو instructions دیں کہ جو M.P.As کا status ہے اور جو M.P.As چاہتے ہیں اور ان کے جو جائز کام ہیں وہ ہونے چاہئیں اور M.P.As کی عزت و احترام ہونا چاہیے۔ یہ پیغام ہماری حکومت کا بھی ہے اور میاں محمد شہباز شریف بھی یہی چاہتے ہیں لیکن جو bureaucracy کے چند افسران ہیں، جو پرانی ٹیم کا حصہ ہیں ان کا way of talking اور ان کے attitude میں اب تبدیلی آنی چاہیے۔ یہ میری گزارش ہوگی کہ آپ یہ general order تمام محکموں کے Heads تک convey کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، تحریک استحقاق نمبر 16 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی ہے۔ یہ انہوں نے 8-6-2008 کو پڑھی تھی اور آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر!

ڈی۔ جی، ایف۔ ڈی۔ اے کا معزز رکن اسمبلی سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو D.G(F.D.A) ہیں ان کو آج بلایا گیا تھا انہوں نے اپنا موقف بھی پیش کیا اور محترمہ سے معذرت بھی کی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق محترمہ نے ان کی معذرت قبول کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! D.G صاحب آئے تھے اور میرے محترم ماہر قانون دان رانا ثناء اللہ خان کی موجودگی میں ان سے بات ہوئی، انہوں نے excuse کر لیا، میں نے عفو درگزر سے کام لیا اور ان کو معاف کر دیا لیکن جو ساڑھے تین ارب کی کرپشن اور لوٹ مار ہوئی ہے میں اس کو ہرگز معاف نہیں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! F.D.A کی جو بچی کھچی زمین ہے اس کی فوری طور پر انکوائری کروائی جائے اور قرعہ اندازی کے ذریعے اڑھائی اڑھائی مرلے اور تین تین مرلے کے پلاٹ غریبوں اور صحافیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں تاکہ ان کو جلدی جلدی چھت نصیب ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کی تحریک استحقاق disposed of as not pressed۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 17 سید ابرار حسین شاہ کی ہے۔ ان کی طرف سے application آئی ہے کہ وہ باہر جا رہے ہیں لہذا اس کو اگلے session تک pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار لینے سے پہلے میں اللہ رکھا صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک حساس issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹیکنالوجی کالج ریلوے روڈ میں سکریپ کے معاملے میں ایک میٹنگ ہوئی۔ ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ تیس روپے فی کلو کے حساب سے سکریپ فروخت کیا جائے گا۔ اس کے لئے ٹینڈر طلب کئے جائیں گے لیکن بدنیتی پر مبنی بعد میں ایک اور کمیٹی تشکیل دے دی گئی جس نے اسے 21 روپے 60 پیسے میں بغیر کسی ٹینڈر کے فروخت کر دیا جس سے محکمے کو 5 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس issue پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور جن لوگوں نے یہ بدعنوانی کی ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو یہ بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے اس کی ایک کاپی فراہم کر دیں اگر آپ نے ان کو پڑھنے یا پیش کرنے کی اجازت نہیں دی، میرا تو خیال ہے کہ آپ نے اجازت نہیں دی لیکن اگر آپ اجازت دے رہے ہیں تو اس کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ رکھا صاحب! آپ اس کی ایک کاپی دے دیں اور پھر لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب! بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں ایک اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کل گجرات میں ایس پی انوسٹی گیشن کے آفس میں ایک سابقہ M.N.A نواب زادہ غضنفر علی گل نے ایک مقدمہ میں ایس پی انوسٹی گیشن کے دفتر میں وہ ریکارڈ اور مسل طلب کی۔ تفتیش مکمل کر کے S.H.O اور سب انسپکٹر تفتیشی ادھر آئے۔ نواب زادہ صاحب وہاں موجود تھے، انہوں نے ان سے مسل چھین لی اور اس سارے کیس کی جو آخری ضمنیاں تھیں وہ پھاڑ دیں اور کہا کہ آج ہماری حکومت ہے، آج جو بھی کام ہو گا ہماری مرضی سے ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہاں موجود تھے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: یہ بات اخبار میں آچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو متعلقہ افسر ہے اس نے اس پر کوئی رپورٹ کی ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: اس مقدمے میں ہمارے ملزمان D.P.O صاحب کو بھی ملے ہیں اور ایس پی انوسٹی گیشن کو بھی ملے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرٹ پر ہی ہو گا لیکن یہ واقعہ اخبار پر بھی آ چکا ہے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعے پر Call Attention Notice بھی put کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ Call Attention Notice put کریں گے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس واقعے کی انکوائری کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ put کریں گے تو پھر ہی کریں گے ناں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: آپ کوئی بھی کمیٹی بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی اس طرح نہیں بنتی، اس کے rules ہوتے ہیں۔ آپ تحریک التوائے کار لائیں، میں اس کو out of turn لے لوں گا اور اس کو دیکھ لوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب طاہر نوید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مذہبی تفریق کی بنیاد پر سرکاری ملازمتوں پر بھرتی

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! میں جس مسئلے کی جانب اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ اساس پاکستان کے خلاف بات ہے، وہ آئین پاکستان کے خلاف بات ہے۔ آج کل اخبارات میں خالی اسامیوں کے اشتہارات آ رہے ہیں۔ میرے سامنے یہ Executive District Officer سرگودھا کا خالی اسامیوں کا اشتہار ہے۔ یہ آج کا "جنگ" اخبار ہے۔ اس میں سینٹری ورکر اور سویپر کا اشتہار ہے اور اس میں جو میرٹ اور معیار لکھا ہے وہ غیر مسلم ہونا لکھا ہے۔ یہ religious discrimination ہے۔ یہاں لاء منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کے بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ practice بن چکی ہے اور اسی practice کی وجہ سے جو بہت سے علاقے ہیں جن میں، میں چوک اعظم اور قصور کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ انہی افسر شاہی کی وجہ سے وہاں آج بھی حماموں اور ہوٹلوں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ "غیر مسلموں سے معذرت"۔

جناب والا! ہم پاکستان کے برابر کے شہری ہیں اور یہ آئین کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی بنتی ہے۔ میری یہ humble request ہے کہ اس واقعے کا خصوصی نوٹس لیا جائے بالخصوص EDO کو فوری طور پر suspend کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی ایسی discrimination کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ بہت شکریہ

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک منٹ ذرا، آپ کی بات complete ہو گئی ہے یا رہتی ہے؟
چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: اس سلسلے میں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرے خیال میں ضمنی سوال اس کا کون سا بنتا ہے؟
چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: محترم سپیکر! یہ جس E.D.O کی بات کر رہے ہیں اس E.D.O موصوف کے پاس پچھلے دنوں ہمارے ایک ایم پی اے صاحب نے کارڈ بھیجا تو اسی دوران ان کا وہاں سے تبادلہ ہو گیا تو موصوف نے وہی میرے بھائی رضوان گل کا کارڈ لگا کر High Court سے stay لے لیا اور اس نے وہاں پر، یہ بڑی clear بات کی ہوئی ہے کہ میں کسی حکومتی شخص کا یہاں پر کام نہیں کروں گا اور پھر جب وہ شخص جو پہلے بیٹھا ہوا تھا ڈاکٹر فردوس بطور E.D.O اس کو وہاں سے بھجوانے کے لئے اس نے پھر اپنی force استعمال کی اور وہاں پر بندوقوں والے لوگ گئے جنہوں نے جا کر اس کو وہاں پر اس کی جگہ بٹھایا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت اگر آپ کوئی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بالکل ایک different issue ہے جو آپ بات کر رہے ہیں، اس پر اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو اس پر کوئی motion لے کر آئیں، اس کو دیکھ لیا جائے گا۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جی، درست ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات ضرور لاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم تحریک التوائے کار کو آگے چلاتے ہیں۔

صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے موخذے کے بارے میں پنجاب اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد کو قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی کا غیر اہم قرار دینا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے پہلے تو آپ سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ مجھ سے ایسی کیا غلطی ہو گئی کہ میں کل سے آپ سے ٹائم مانگ رہی ہوں اور مجھے ٹائم نہیں مل رہا، میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس ہاؤس کے اندر rules and regulations کے مطابق sensible بات کی جائے اور میں اب بھی آپ کی توجہ بہت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی تھی، کل قومی اسمبلی میں ہمارے جو اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے یہ statement دی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو یہ بہت sensitive

issueہے۔ پنجاب اسمبلی کی ایک بہت بڑی majorityنے کل وہ قرار داد پاس کی ہے تو اس پر ایک ایسے صاحب کا یہ کہنا کہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد کی اہمیت نہیں ہے، یہ اس ہاؤس کی توہین کی ہے اور پھر میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ان کے صاحبزادے جو اس ہاؤس کے ممبر ہیں انہوں نے اس قرارداد میں اس کے خلاف ووٹ بھی نہیں دیا اور آج وہ کہتے ہیں کہ ہم صدر کا مؤاخذہ کرنے کی بھرپور مخالفت کریں گے جن کے خود صاحبزادے نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا اور C.C کی میٹنگ میں ان کے ممبران نے کہا کہ اگر آپ مشرف صاحب کا ساتھ چھوڑ دیں تو ہم آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اور معذرت کے ساتھ مجھے بڑا افسوس اور دلی ہمدردی ہے مشرف صاحب کے ساتھ کہ کل کسی بھی اپوزیشن کے ممبر نے ان کو defendکرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ بھی اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں، میں بھی اس ہاؤس کی ممبر رہی ہوں جس طرح ان کی شان میں قلابے ملائے جاتے تھے، جس طرح ان کو اس ہاؤس کے اندر ایک قومی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے، کل میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح کہا گیا کہ technicalities, draftingٹھیک نہیں ہے،اس کے الفاظ ٹھیک نہیں ہیں، اتنی جلدی کیا ہے ؟آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ اس کے علاوہ کسی نے جنرل مشرف کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس پر کل بات ہو چکی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let her talkپھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، Let her talkدیکھیں! یہاں پر اس ہاؤس میں، میں نے ان کو ٹائم دیا ہوا ہے پھر میں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں، چیمہ صاحب!.You can't dictate the House!اس میں آپ ان کو بات کر لینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ irrelevantبات کر رہی ہیں، جب کل بات ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ میری سنیں گے دو منٹ۔ جب میں بول رہا ہوں تو آپ میری بات سنیں گے۔ Let her talkپھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، آپ بات کر لیجئے گا ۔جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کل تک اس ہاؤس کے اندر قراردادوں کی بڑی اہمیت تھی، ایک جنرل کو وردی پہنا کر قراردادیں پاس کرانے کی بڑی اہمیت تھی اور آج جب ایک over whelmed majority نے ایک قرارداد کی حمایت کی ہے تو اس پر کسی ایسے صاحب کا یہ کہنا کہ قرارداد کی اہمیت نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان کو condemn کرنا چاہیے، پنجاب اسمبلی اور ان کے ممبران کی توہین کی گئی ہے اور عامر صاحب اس ہاؤس کے وزیر بھی رہے ہیں، انہوں نے بہت اُچھل اُچھل کر قراردادوں کی حمایت بھی کی ہوئی ہے جو کچھ ہم نے دیکھا، آپ نے بھی دیکھا تو میں سمجھتی ہوں کہ کل 25افراد جو ہیں جن میں majority خواتین کی تھی میں سمجھتی ہوں کہ خواتین ہی اب صرف شاید ان کے پاس رہ گئی ہیں، باقی تو سب لوگ اِدھر اُدھر تتر بتر ہو گئے ہیں اور technicalities پر بات کی گئی ہے، مشرف کو اس ہاؤس میں (ق) لیگ کے بھی کسی بندے نے defend نہیں کیا، یہ اس ہاؤس کا ریکارڈ بھی گواہ ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اب اس کے بعد اپوزیشن ممبر ان کی کوئی logic، کوئی justification نہیں رہتی کہ انہیں کل موقع ملا اور مشرف کو defend نہیں کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں، میں (ق) لیگ کے ممبران کو جنہوں نے technicalities پر نیم بے دلی کے ساتھ ان کی حمایت کرنے کی کوشش کی، میں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ کم از کم انہوں نے کسی نہ کسی طرح جمہوریت کا ساتھ دیا اور مشرف کو defend نہیں کیا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلی بات تو یہ ہے کہ عامر سلطان چیمہ صاحب زیادہ اچھل نہیں سکتے اپنے weight کی وجہ سے (قہقہہ)

جی، آمنہ الفت صاحبہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے floor دیا ہوا ہے، چودھری صاحب میں آپ کو بھی بلاتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے کچھ اور باتیں کرنا چاہ رہی ہوں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ اس وقت اپنی محترم بہن کے سوال کا جواب آپ کے توسط سے دینا پڑ رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہے جیسا کہ آپ لوگ اچھے طریقے سے پورا ہاؤس کیا پوری قوم جانتی ہے کہ

سب سے پہلے زرداری صاحب مشرف صاحب کی گود میں جا کر بیٹھے اور اپنی وفاداریوں کا یقین دلایا اور این آر او کے تحت۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں، میری بات سنیں حسن مرتضیٰ صاحب! دیکھیں۔۔۔

جناب کامران مائیکل: جناب سپیکر! آپ ہمیں ٹائم نہیں دیتے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بیٹھیں گے تاکہ میں ان سے بات کر لوں۔ پلیز! آپ بھی بیٹھیں، آپ بھی بیٹھیں، پلیز آپ تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ آمنہ صاحبہ! میری بات سنیں۔ وہاں سے جتنی بات ہوئی ہے، دیکھیں! آپ personal attack نہ کریں آپ بس بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! انہوں نے آپ لوگوں میں سے کسی کو issue نہیں بنایا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: انہوں نے مونس الہیٰ کو issue بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ تو ایک factual بات کر رہی ہیں کہ کل انہوں نے ووٹ نہیں ڈالا، یہ تو ہاؤس کا ریکارڈ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انہیں personal نام نہیں لینا چاہیے تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ نے اپنے ممبر کو بولنے دینا ہے یا نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نہ تو کسی کی شان میں گستاخی کر رہی ہوں، کچھ facts ہیں جو پوری قوم جانتی ہے وہ آپ کے ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں اور اپنی معزز بہن کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اپنا ریکارڈ درست کر لیں کہ این آر او کے تحت کس نے ان کو favour دیا تھا، وہ کون

تھا انسان، کیا وہ President Pervaiz Musharaf نہیں تھا تو پھر کون تھا؟ اس این آر او کے تحت انہوں نے اپنے تمام cases معاف کروائے، کیا زرداری صاحب نے این آر او کے تحت اپنے اوپر لگے ہوئے تمام کیس ختم نہیں کروائے؟ مجھے اس سوال کا جواب یہ محترمہ دے دیں۔ یہ کس طرح کہہ سکتی ہیں کہ ان کے ہاتھ صاف ہیں؟ آج یہ جس طرف پلڑا بھاری دیکھتے ہیں یہ ادھر کو roll کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگر پلڑا اِدھر ہوتا ہے تو اِدھر ہونے لگ پڑتے ہیں، اس وقت ان کو خطرہ تھا کہ ان کا coalition ٹوٹنے کے قریب ہے تو انہیں میاں محمد نواز شریف کے ساتھ کھڑا ہونا پڑا اور اب انہوں نے اپنے فیصلے اِدھر کی طرف موڑ دیئے ہیں کیونکہ پلڑا انہیں اِدھر بھاری نظر آیا ہے۔ یہ فصلی بٹیرے ہیں، یہ مفاد پرست لوگ ہیں، یہ جدھر پلڑا بھاری دیکھیں گے یہ اُدھر کی طرف لڑھک جائیں گے اور یہ صرف ان کو اپنی گدی، اپنی سیٹ پیاری ہے، یہ صرف اس حکومت پر rule کرنا چاہتے ہیں، President بننا چاہتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد یا مطلب نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ کھڑی ہیں، ایک منٹ میں بات کر لیں۔ میں صرف اپنے ممبران سے ایک بات کروں گا، دیکھیں! یہ ہاؤس جمہوری روایات کا امین ہے۔ یہاں پر بات کرنے کا بھی اور بات سننے کا بھی حوصلہ ہم سب کے اندر ہونا چاہیے اور یہ ہاؤس ہم نے مل کر چلانا ہے۔ ہر ایک کے اپنے یہاں پر سیاسی نظریات ہیں اور کسی کے نظریات ہم change نہیں کر سکتے۔ یہاں پر بولنے کا موقع ضرور دیں گے لیکن اس کے اندر سب نے مل کر سننا بھی ہے اور اپنی باری پر بولنا ہے۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری بات کی تائید ہو گئی ہے۔ جو بات میں نے کہی کہ جنرل صاحب کو کسی نے کل defend نہیں کیا وہ بات ثابت ہو گئی کہ محترمہ نے اپنی بات میں بھی یہ ثابت کر دیا کہ واقعی انہوں نے کل جنرل صاحب کو defend نہیں کیا اور ان میں سے کسی نے بھی defend نہیں کیا۔ جہاں تک N.R.O. کی بات ہے تو میری بہنیں وہاں سے بہت دنوں سے N.R.O, N.R.O چلا رہی ہیں، میں ان سے صرف یہ پوچھ لوں کہ N.R.O کس چیز کا abbreviation ہے اور اس کے spelling کیا ہیں تو شاید یہ بھی ان کو معلوم نہیں ہوں گے؟ جہاں تک N.R.O کی بات ہے تو پچھلے 10/9 سال تک جنرل صاحب یہ کہتے رہے کہ ڈنڈے کے زور پر نہیں آنے دوں گا، وہ کہتے رہے کہ ان کے اوپر میں تھوکتا ہوں تو

N.O.R تھوک کر جنرل صاحب کو چٹوایا گیا ہے، وہ تھوک N.R.O کے ذریعے چٹوائی گئی ہے جو ہمارے اوپر تھوکتے رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کیونکہ آج private members day ہے اور private members day پر private members کا یہ حق ہوتا ہے اور اس ایجنڈا پر آپ توجہ نہیں دے رہے کیونکہ اس منگل کو باری آئی ہے، اگلی دفعہ منگل کو معلوم نہیں سیشن ہو گا کہ نہیں ہوگا اور ایک ہی دن یہ private members day ہوتا ہے اور یہ private members سب ممبرز کا حق ہوت ہے۔ خدارا! کل گورنمنٹ بزنس ہو گا، اس میں law and order پر بات ہو گی، اس میں یہ باتیں کریں، کھل کر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ کا point بالکل valid ہے اور تحریک التوائے کار کو ہم نے شروع کیا تھا۔ واقعی بات بڑی valid ہے، اب تحریک التوائے کار نمبر 340/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ، یہ 08-08-06 کو move ہوئی تھی اور یہ pending تھی، اس میں Minister concerned کیا کہتے ہیں؟

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے ریٹائرڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ 340/08 کا جواب موصول ہو گیا ہے اور میں اسے پڑھ دیتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اپنے ملازمین کو سستے داموں گھر دینے کا جو وعدہ کیا تھا، جس کے لئے Punjab Government Servants Housing Foundation بنائی گئی اور سستا مکان حاصل کرنے کے خواہشمند ملازمین اس کے ممبرز ہیں، اس سلسلے میں زمین مفت فراہم کرنا اور ملازمین ممبران سے صرف ترقیاتی اخراجات اور مکان کے تعمیراتی اخراجات وصول کئے جانے کا جو وعدہ تھا اس وعدہ پر مکمل طور پر عمل ہو رہا ہے اور اب تک مطلوبہ

ایک لاکھ کنال زمین میں سے حکومت پنجاب تقریباً 20ہزار کنال زمین اپنے خرچ پر فراہم کر چکی ہے۔اس سکیم کا بنیادی نکتہ مفت زمین کی شکل میں ممبران کو subsidyفراہم کرنا ہے، جس پر حکومت پنجاب قائم ہے۔یہ درست ہے کہ foundationنے اپنے ممبران کو خط میں لکھا ہے کہ وہ پانچ مرلہ مکان کے لئے تقریباً 13لاکھ روپے اور سات مرلہ مکان کے لئے تقریباً 17لاکھ روپے کا انتظام رکھے۔اس سلسلے میں foundationنے ملازمین کی سہولت کے لئے بنکوں سے کم ریٹ پر قرض کی فراہمی کا بندوبست بھی کر رکھا ہے۔foundationترقیاتی اخراجات ممبران کی جمع شدہ رقوم سے ادا کرتی ہے جو کہ بعد میں مکانات کی فروخت پر وصول کر لئے جاتے ہیں،اس کے علاوہ foundationکے پاس اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے لہذا foundationکے پاس اپنے ترقیاتی اور تعمیراتی اخراجات کی وصولی کے لئے مکانات کی فروخت کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔جہاں تک بلاسود بنک سے قرضے لینے کا تعلق ہے تو بنک بلاسود قرضہ نہیں دیتے اور حکومت پنجاب بھی مفت زمین کی شکل میں ریٹائرڈ ملازمین کو subsidy فراہم کر رہی ہے جو مکان کی market value کا کم از کم پچاس فیصد ہے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب کسی مزید subsidyدینے کی متحمل نہیں ہے۔پنجاب کے دیگر اضلاع کے علاوہ foundationاپنے ممبران کو صرف لاہور میں پندرہ ہزار ایک سو (15,100)،5مرلہ گھر اور تیرہ ہزار چھ سو انیس(13,619)،سات مرلہ گھر بنا کر دے گی جن کی قیمت آج کے ریٹ کے حساب سے تقریباً 13لاکھ اور 17لاکھ روپے فی گھر ہو گی جس میں حکومت پنجاب بصورت مفت زمین تقریباً 21-ارب 24کروڑ 9لاکھ روپے کی subsidyدے گی۔اگر مکانات کی قیمت بالترتیب تین لاکھ اور پانچ لاکھ روپے وصول کی جائے تو حکومت کو تقریباً 25-ارب 16کروڑ 6لاکھ روپے مزید subsidyکا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا جو فی الحال ممکن نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جو لوگ ریٹائر ہو گئے ہیں اور ان کا وہ 17سے 18لاکھ روپے ادا کریں گے تو ان کو مکان الاٹ ہوں گے تو ان کے لئے کیا کیا گیا ہے؟ یہ وہ رقم کہاں سے دیں گے کیونکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سود کے بغیر بنک بھی قرضہ نہیں دے سکتے اور انہوں نے کہا ہے کہ شاید آنے والے ٹائم میں کم سود پر ان کو paymentsہو سکتی ہیں تو وہ ٹائم کب ہو گا اور ان لوگوں کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں کیونکہ میرا mainمقصد ان بزرگ لوگوں سے ہے جو کہ دو سال رہتے تھے اور

وہ ریٹائر ہو گئے، جو سابقہ حکومت تھی اس نے یہ foundation تو بنائی لیکن اس کا solution نہیں نکالا اور میں اب اس حکومت سے یہ رجوع کرتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی اس کا حل ضرور نکالیں تاکہ وہ بزرگ لوگ جن کو ہم نے چھت دی ہے، جس کے لئے ہر دنیا کا بندہ ترستا ہے تاکہ ان کی یہ خواہشات دب کے نہ رہ جائیں تو میری لاء منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ اس کے اوپر ذرا غور کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑی اہمیت کی بات ہے کہ نہ صرف بزرگ لوگوں کو یہ problem ہے۔ مجھے یہ عہد کرنا ہے کہ جو peons ہیں یا جو درجہ چہارم کے ملازمین ہیں ان کے گھر بھی 19،19 لاکھ اور 20،20 لاکھ کے ہیں جبکہ ان کی gratuity اور pensions ساری جا کر چار پانچ لاکھ کی ہو گی۔ یہ ایک unpractically یا unsolved سی چیز ہے۔ اس کے اوپر توجہ دیں کہ آخر جب بھی ان لوگوں کو یا grade four اور five کے ملازمین کو گھر دیئے گئے تو آخر وہ اتنا مہنگا گھر کہاں سے afford کریں گے اور گورنمنٹ کو یہ payments کیسے ہوں گی، یہ اتنا بڑا ایک flaw کس طرح ہے اور اس کی correction کے لئے کیا کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔ جی، محترم منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں mover سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ ایک foundation ہے اور اس کی ممبر شپ کا طریق کار ہے اور یہ foundation اپنے ممبرز کو ہی مکان دے سکتی ہے۔ اگر اس سے باہر کسی کو شامل کرنا ہے تو اس کے لئے پھر foundation کا جو basic law ہے اس میں ترمیم کرنا پڑے گی فی الحال foundation کے جو ممبرز ہیں انہیں انہی شرائط کے تحت جس کا جواب میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے مکان دیئے جا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی یہ ایک کام شروع ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہتری آئے گی۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب بھی کہہ رہے ہیں تو I hope کہ یہ بہتر ہو گا تو مطلب This is disposed of as not pressed.

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور میں نے ایک اہم point اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اذان کا وقفہ ہو گیا تھا تو ویسے بڑا valid point ہے، مطلب یہ کہ discrimination جو ہے، ایک تو discrimination ہوئی اور تھوڑی سی دل آزاری بھی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو انہوں نے بات کی ہے میں نے اسے سنا ہے، اس discrimination کو نہ ملک کا آئین اور نہ ہی قانون allow کرتا ہے۔ ہمارے مسیحی بھائی بھی ہمارے بھائی ہیں اور اگر کسی جگہ پر اس قسم کی discrimination ہو رہی ہے تو وہ بڑی غلط ہے۔ میں اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ اتنا غیر اہم نہیں ہے کہ وہ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں اور اس کے بعد وہ بات ختم ہو جائے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر وہ باقاعدہ motion لائیں، اس کا متعلقہ E.D.O سے بھی اور جو متعلقہ حکام ہیں ان سے بھی جواب لیا جائے گا اور گورنمنٹ اس سلسلے میں کوئی ایسا طریق کار اپنائے گی کہ اس قسم کی جو شکایت ہے وہ نہ رہے۔

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میرا بھی اپنا ذاتی خیال ہے کہ ۔۔۔ جی، آپ پہلے بات کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑا اچھا کہا ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس پر میں گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے ایک باقاعدہ بل لایا جائے کیونکہ یہ نہ صرف آج کے اس اخبار میں اشتہار آیا ہے اور E.D.O سرگودھا نے دیا ہے بلکہ مختلف اشتہارات جو آج کل چل رہے ہیں ان میں یہ discrimination ہے۔ جب ہم متعلقہ آفیسر سے جس کا نام لکھا ہوتا ہے اس سے بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ rules کا حصہ ہے لہذا اس لئے ہم لکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہو گا کہ گزشتہ اسمبلی میں بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر باقاعدہ اس point کو raise کیا تھا اور اس وقت کی گورنمنٹ نے کہا بہت کچھ تھا، کیا کچھ نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب جو ہماری گورنمنٹ ہے ہم part of Government ہیں اور یہ گورنمنٹ

ایسی ہے جس میں وزیر اعلیٰ صاحب بھی اور خود گورنمنٹ کے تمام لوگ بھی یہ چاہتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد پر کوئی discrimination نہ ہو اور ویسے بھی ہم جشن آزادی کے سلسلے میں ساری تقریبات کر رہے ہیں تو بڑا ایک matter of community and dignity ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ اتنا important issue ہے کہ اس کو آپ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر نہ کریں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس پر باقاعدہ motion لے کر آئیں اور بعد میں take up کر کے اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ میرے خیال میں یہ سب سے بہتر بات تھی۔ آپ اس کو فوری طور پر لے کر آئیں اور اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ out of turn لیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو گورنمنٹ خود لے کر آتی ہے، لاء منسٹر صاحب خود لے کر آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ خود لے کر آئیں، اس کو آپ initiate کریں۔

جناب پرویز رفیق: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ تحریک التوائے کار بڑا important issue ہے۔ میں آپ کو ابھی ٹائم دیتا ہوں۔ ابھی جس طرح چیمہ صاحب کو ٹائم دیا ہے اسی طرح آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اجلاس دس بجے شروع ہونا تھا اور آدھا گھنٹہ تحریک التوائے کار کا ہوتا ہے۔ مجھے بتائیں کہ ساڑھے چار گھنٹے گزرنے کے بعد بھی اگر اپوزیشن کے بزنس کے لئے آپ لوگ وقت نہیں دے رہے تو اس میں پھر آپ ہم سے کیا expect کرتے ہیں؟ ہم اگر احتجاجاً واک آؤٹ کریں تو بھی آپ کہیں گے کہ یہ interested نہیں ہیں، اگر ہم ٹوکن کریں تب بھی ہے لیکن خدارا! یہ ہاؤس in order نہیں ہے، اس طرح کام نہیں چل سکتا لیکن جب ہماری باری آتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز میری بات سنیں۔ ابھی اس کو ختم کر لینے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ میرا protest on record آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آگیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: مجھے معلوم ہے کہ آپ اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں لیکن ان ممبران کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ سے cooperate کریں۔اگر دس بجے سے لے کر اڑھائی بجے تک صرف سوالات اور تحاریک التوائے کار ہی چل رہی ہیں تو پھر آپ اس ہاؤس میں کتنا وقت دیں گے، اتنا heavy agenda ہے، اس میں ترمیمی بلز ہیں، قرار دادیں ہیں، پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو کیا آج رات گیارہ بجے تک اجلاس کریں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ابھی سیکرٹری صاحب بتا رہے تھے کہ آپ لوگ چالیس منٹ تو "نیکر" میں پھنسے رہے ہیں۔شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

دوران اجلاس وقفہ برائے نماز کرنے اور خواتین کے لئے نماز کی ادائیگی کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! اس ہاؤس کا آٹھواں اجلاس ہے لیکن مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اذان تو ہوتی ہے لیکن وقفہ نماز نہیں ہوتا۔میں یہاں پر ایک مرتبہ پھر افضل ساہی صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ انھوں نے ہمیشہ اذان کے فوراً بعد وقفہ نماز کیا لیکن موجودہ ہاؤس کے آٹھویں اجلاس میں اب تک ایک بار بھی نماز کا وقفہ نہیں ہوا اور اس بات پر بھی افسوس ہے کہ خواتین کے لئے نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔اکثر اوقات ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔پہلے خواتین کے لئے الگ کمرہ ہوتا تھا۔اب کمرہ نہیں ہے تو پھر جہاں آدمی نماز پڑھتے ہیں وہاں ایک طرف پردہ لگا دیا جائے تاکہ کم از کم ہم بھی نماز پڑھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب نے آپ کے نماز ادا کرنے کے لئے باقاعدہ کمیٹی روم (بی) allocate کر دیا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وہاں پر تو آدمی موجود ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کے لئے نماز کی جگہ نہیں ہے- میں خود وہاں پر گئی ہوں لیکن وہاں آدمی موجود تھے اور میں نے نماز نہیں پڑھی-

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس کو make sure کرتے ہیں کہ وہاں کمیٹی روم (بی) میں کوئی مرد نہ ہو- محترمہ پلیز میری بات تو سن لیں- آپ نے ایک point raise کیا ہے میں اس کا حل بتا رہا ہوں کہ جس طرح کمیٹی روم (بی) کی allocation کی گئی تھی لیکن آپ فرما رہی ہیں کہ ادھر مرد حضرات موجود ہوتے ہیں- ہم ابھی اسمبلی سٹاف کو کہہ دیتے ہیں کہ نماز کے وقفے کے دوران وہاں کوئی مرد حضرات نہیں ہوں گے-

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! اب نماز کا وقفہ کر دیں-

تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو دیکھتے ہیں- آج کوٹا پر شیخ علاؤالدین صاحب کی بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے- جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ- جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور جنھوں نے زیادہ وقت ضائع کیا ہے اب انھوں نے ہی یہ کہنا شروع کر دیا ہے-

ڈاکٹر سامیہ امجد: لوٹا---

شیخ علاؤالدین: یہ لوٹے ہی آپ کو یہاں تک لائے ہیں- ہمارے ووٹوں سے ہی آپ یہاں آئے ہیں- خدا کا خوف کریں-

MR. DEPUTY SPEAKER: Please no cross talk.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ اس طرح کی بات کریں گی تو پھر میں انہیں بتاؤں گا کہ یہاں پر جتنی خواتین بیٹھی ہیں یہ ہمارے ووٹوں سے بیٹھی ہوئی ہیں-

ڈاکٹر سامیہ امجد: ہم reserve سیٹوں پر آئی ہیں، ان کے ووٹوں سے نہیں آئیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair سے بات کریں، direct بات نہ کریں-

شیخ علاؤالدین: آپ ہمارے ووٹوں سے آئی ہیں۔اگر ہمارے ووٹ نہ ہوتے تو آپ یہاں نظر نہ آتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! پلیز بیٹھیں۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔شیخ صاحب! پلیز آپ بھی Chair کو مخاطب کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہاں پر کوئی بھی خاتون ممبران معزز ممبران بھائیوں کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں بیٹھیں ہوئیں بلکہ یہ ہمارے اور مرد بھائیوں کے ووٹ لے کر کامیاب ہوئے ہیں۔یہ خاتون ممبر کے لئے بے عزتی کا باعث ہے کہ بار بار یہ کہا جائے لہذا آئندہ کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ہماری پارٹی کے ووٹ جن سے یہ کامیاب ہوئے اس تناسب کی بنیاد پر ہم اپنی پارٹی کی وجہ سے یہاں بیٹھے ہیں ان کی وجہ سے یہاں نہیں بیٹھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔شیخ صاحب! پلیز اپنی تحریک پر رہیں۔

نئی جج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سنیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ دی تھی اور یہ pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ تحریک 2008-8-7 کو ایوان میں پیش ہوئی تھی اور اسے pending کیا گیا تھا۔جی، لاء منسٹر صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار حج کوٹا کے بارے میں تھی کہ ایم۔پی۔ایز کو حج کوٹا دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور اس دن پورے ہاؤس کی sense تھی کہ انھوں نے بڑے بنیادی اہمیت کے حامل معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ہاؤس میں discipline کا خیال رکھیں۔ چیمہ صاحب، ڈاکٹر صاحبہ، شاہ صاحب پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہاؤس کی رائے تھی کہ اس مطالبے کو تسلیم کیا جائے۔ اس سلسلے میں اس دن غالباً فنانس منسٹر کائرہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مرکز میں متعلقہ وزیر خورشید شاہ سے بات کر کے ایوان کو آگاہ کریں گے لیکن آج وہ کسی کام کی وجہ سے اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے کل تک pending کر دیا جائے میں کائرہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ موجود رہیں اور جب تحریک التوائے کار take up ہو تو وہ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل کا انتظار کئے بغیر آج ہی ان سے رابطہ کر لیجئے تاکہ کل اس کا جواب ایوان میں موجود ہو۔ شیخ صاحب! اسے صبح تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ حج درخواستیں دینے کے لئے صرف آٹھ دن دیئے گئے تھے۔ آپ کے علم میں ہے کہ میں نے پچھلے سال بھی یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ ایم پی ایز کو کوٹا دیا جانا چاہیے۔ اس میں میرا دوسرا issue یہ ہے کہ حج کے لئے اخراجات دو لاکھ روپے ہو گئے ہیں اس کو بھی consider کریں۔ اس میں چار یا پانچ دن تو پہلے ہی گزر گئے ہیں اور باقی ٹائم تو رہا نہیں ہے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ہندوستان جیسا ملک حج کے لئے تین سو کروڑ روپیہ سبسڈی دیتا ہے اور مسلمانوں سے حج کرایہ صرف بارہ ہزار روپے لیتا ہے۔ اگر ابھی اور کچھ نہیں ہو سکتا تو فوری طور پر وفاقی حکومت سے کوٹا لیا جائے اور اسے کچھ subsidies کیا جائے تاکہ جو لوگ حج کی تمنا میں ساری عمر پیسے جمع کرتے رہتے ہیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جب وہ لاکھ روپے جمع کرتے ہیں تو حج کا خرچہ سوا لاکھ ہو جاتا ہے، سوا لاکھ جمع کرتے ہیں تو ڈیڑھ لاکھ ہو جاتا ہے اور ڈیڑھ لاکھ جمع کیا تو اب دو لاکھ روپے خرچہ کر دیا گیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ صبح تک اس پر ضرور کچھ نہ کچھ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں صبح تک اسے pending کیا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پہلے تو شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً تمام مذاہب کے ہاں یہ معمول ہے کہ جب بھی ان کا کوئی مذہبی فنکشن ہوتا ہے تو وہاں کی ائیر کمپنیز کرایہ میں خصوصی رعایت دیتی ہیں لیکن ہمارے پاکستان کی پی آئی اے کا عجیب طریق کار ہے کہ جب عمرے کا وقت آتا ہے یا حج کا موسم ہوتا ہے تو کرائے میں بے تحاشا اضافہ کر دیا جاتا ہے بلکہ بیس بیس ہزار روپے اضافہ کر دیا جاتا ہے۔کراچی سے جدہ تک کی مسافت تقریباً ساڑھے تین ہزار کلو میٹر ہے جبکہ لندن کی مسافت دس ہزار کلو میٹر ہے لیکن جدہ اور لندن کا کرایہ برابر کر دیا گیا ہے اور یہ تقریباً 57000 روپے بنتا ہے حالانکہ جب پی آئی اے کی فلائٹ جدہ جاتی ہے تو وہاں سے اسے آدھی قیمت میں تیل ملتا ہے لیکن جب پی آئی اے کی فلائٹ لندن جاتی ہے تو اسے ڈالروں میں تیل خریدنا پڑتا ہے اور اسے سعودی عرب کے مقابلے میں چار گنا مہنگا تیل ملتا ہے لیکن اس کے باوجود دونوں کا کرایہ برابر کر دیا گیا ہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پی آئی اے ہماری عوام کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔ابھی میں نے پچھلے دنوں فیصل آباد سے کراچی کا ایئر بلیو سے ٹکٹ خریدا۔مجھے ایجنٹوں نے بتایا کہ اس کی اصل قیمت 370 روپے ہے جبکہ اس کے اضافے اور ٹیکس ایک ٹکٹ میں چار چار ہزار ڈالے گئے ہیں اور اس وقت مجھے وہ ٹکٹ 5210 روپے میں ملا ہے جبکہ اس کی اصل قیمت 370 روپے ہے۔کمپنیاں جو یہ ٹیکس حاصل کرتی ہیں یہ حکومت کو نہیں جاتے لہذا اس پر کوئی کمیٹی بنائی جائے اور ان کے کرائے مقرر کرنے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! کل جو قرارداد پیش ہوئی ہے میں اس ناتے سے آپ کی وساطت سے پوری پاکستانی قوم کو مبارک پیش کرنا چاہتا ہوں۔میں اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کو زبردست قسم کا خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے تقریباً 9 سال کا عرصہ بڑی استقامت کے ساتھ گزارا۔ ان کی محنت اور اپنے مشن کے ساتھ خلوص تھا کہ آج ساری جماعتوں نے ان کے مشن کے ساتھ اتفاق کیا۔ میں اس موقع پر جناب آصف علی زرداری، مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر جماعتیں جنھوں نے ہماری اس قرارداد کی تائید کرنے کا وعدہ کیا ہے اور تعاون کر رہے ہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس ضمن میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے انہی دنوں میں اخبارات میں خبریں پڑھیں کہ لندن میں بیٹھے ہوئے ہمارے کچھ سیاستدان کہتے ہیں کہ آج judges کی بحالی اور صدر کا مواخذہ کوئی اصل points نہیں ہیں۔ اصل مسائل روٹی، کپڑا اور مکان ہیں۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ اگر وہ اپنی قوم

کے مسائل کے ساتھ اتنے ہی مخلص ہیں تو لندن میں بیٹھنے کی بجائے یہاں پاکستان میں تشریف لے آئیں تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ یہاں کے مسائل کیا ہیں؟

جناب سپیکر! میں مواخذہ کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قوم کا چاہے کوئی بھی فرد ہو وہ مواخذے سے بری الذمہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ تاریخ میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اہلیہ محترمہ بھی تھیں تو کسی گزرنے والے نے شک کی نگاہ سے دیکھا۔ نبی پاک ﷺ نے اس آدمی کو روک کر کہا کہ تمھارے دل میں کوئی شبہ نہ آئے، یہ میری بیوی ہے اور اس کا یہ نام ہے۔ سیدنا عمرؓ سے اگر ایک چادر کے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ چادر آپ نے کہاں سے لی ہے؟ تو ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کو ہیروشیما اور ناگاساقی جیسا بنا کر رکھ دیا ہے اس سے پوچھیں کہ تمھیں یہ سب کچھ کرنے سے کیا حاصل ہوا ہے؟ مجھے اس موقع پر ہنسی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب پرویز مشرف یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ذرا ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آیا speech ہو رہی ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے، کل کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، future کی بات ہو رہی ہے یا کوئی عوامی جلسہ ہو رہا ہے، یہ ہم کس قانون اور rule کے مطابق چل رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں تحریک التوائے کار پر شیخ علاؤالدین صاحب نے بات شروع کی تھی۔ چنیوٹی صاحب! اگر آپ نے مزید بات کرنی ہے تو میں آپ کو بعد میں وقت دے دوں گا۔ تحاریک التوائے کار کے لئے آدھا گھنٹہ ہوتا ہے۔ ابھی کافی زیادہ تحاریک التوائے کار پڑی ہیں اور میں نے آدھے گھنٹے میں یہ ساری ختم کرنی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پچھلے پانچ دنوں سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔ اگر آج موقع دیا ہے تو بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! Ittehad Airlines, Emirates Airlines and Aero Asia Airlines والے ایک لاکھ 48ہزار، ایک لاکھ 42ہزار اور ایک لاکھ 38ہزار روپے میں حجاج کرام کو لے جانے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر اس کا ٹینڈر کروا دیا جائے تو پاکستان کی عوام کو بہت زیادہ فائدہ ہو جائے گا۔

پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹر انجن والے رکشاؤں سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم اگلی تحریک التوائے کار نمبر 345/08 کو لیتے ہیں۔ یہ شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے جو کہ 2008-8-8 کو move ہوئی اور آج کے دن کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، ایکسائز منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس پنجاب کی رپورٹ کے مطابق شہری حدود کے اندر دن کے اوقات میں heavy traffic، ٹرک اور ٹریکٹر ٹرالی کے داخلے پر پابندی ہے مگر اس کے باوجود کوئی ٹرک، ٹریکٹر ٹرالی یا heavy vehicles داخل ہوتی ہیں تو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کر کے چالان کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو ٹریکٹر، ٹرالیاں مٹی، اینٹیں یا دیگر سامان کی ترسیل کا کام کرتی ہیں ان کی بابت یہ امر یقینی بنایا جاتا ہے کہ وہ لوہے کی چادر یا ترپال کا استعمال ضرور کریں۔ اس پالیسی کی خلاف ورزی پر رواں سال کے دوران کل 14,044 چالان کئے گئے ہیں۔

اس طرح موصولہ تحریک التوائے کار کے جواب میں مزید عرض ہے کہ گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے دیہاتی علاقوں میں peter engine والے رکشے چلتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں نہیں چلتے۔ ان کے خلاف مہم کا آغاز کیا ہوا ہے جس میں ہارن اُتارنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اس بارے میں awareness بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پریشر ہارن کی خلاف ورزی پر 14386

گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں۔ سڑکوں کی ناقص تعمیر محکمہ ٹرانسپورٹ کے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ Highways سے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر صاحب نے "حسب ضابطہ" کا لفظ بولا ہے۔ اس ایوان کا ہر رکن جانتا ہے کہ حسب ضابطہ کا مطلب تو پیسے ہیں۔ پیسے دے دیں پھر جہاں مرضی آئے ٹرالی لے جائیں۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ عرض کیا تھا کہ maximum accidents کی وجہ یہ ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ چنانچہ میں حکومت سے یہ چاہتا ہوں کہ ان کو بتدریج کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جتنا خرچہ ایک ٹریکٹر ٹرالی پر ہوتا ہے اتنا ہی خرچہ ایک medium truck پر آتا ہے لیکن اس سے safety بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عوام کی بہتری کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ٹریکٹر ٹرالیوں سے transportation ختم کی جائے۔ آپ ریکارڈ لے لیں، زیادہ تر حادثات انہی کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ ان کی کوئی light نہیں ہوتی، ان کی tail light نہیں ہوتی، ان کی وجہ سے ہی accidents ہو رہے ہیں لہذا ان کو avoid کرنا چاہیے۔

دوسرا وزیر صاحب نے ابھی جو سڑکوں کے حوالے سے فرمایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ سڑکوں کی تباہی کی وجہ بھی یہی ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ اس کا جواب محکمہ ٹرانسپورٹ کے وزیر صاحب دیں یا میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن دیں لیکن ان ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے لوگوں کو تکالیف ہیں۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ شہر کی حدود میں ٹریکٹر ٹرالیاں نہیں آ سکتیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ rate fix ہیں۔ آپ جہاں چاہیں ٹریکٹر ٹرالی لے جائیں لیکن اس کا rate ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ اس کو medium truck کی شکل میں لایا جائے جس کو light duty truck کہتے ہیں۔ وہ اتنی ہی amount میں بنتا ہے اور اس سے بے شمار لوگوں کا فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! چونکہ اب ہر جگہ سڑکیں بن چکی ہیں، peter engine والی گاڑیاں بغیر کسی پوچھ گچھ کے چلائی جا رہی ہیں اور ان کی وجہ سے بھی حادثات ہو رہے ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو لانے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ٹریکٹر ٹرالیوں کو avoid کرنے کے لئے ایک system بنایا جائے اور medium light trucks لائے جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی amount میں یہ trucks مل جائیں گے۔ اس سے نہ صرف سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ سے چھٹکارا مل جائے گا بلکہ لوگوں کی زندگیاں بھی محفوظ ہو جائیں گی۔ جتنے بھی accidents ہو رہے ہیں وہ ان ٹریکٹر ٹرالیوں ہی کی وجہ

سے ہو رہے ہیں۔ وزیر صاحب کا جواب ان کی حد تک تو صحیح ہے لیکن جہاں تک roads کا تعلق ہے اس بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر آج ایک سڑک دس کروڑ روپے میں بنتی ہے اور محض ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے جو سڑک دس سال میں ٹوٹنا ہوتی ہے وہ دو سال میں ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ بھی ہمارا قومی نقصان ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا بھی کوئی ٹرالیوں کا مسئلہ ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ملک کی 75 فیصد آبادی سے متعلقہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔ اس مسئلے سے ان کی زندگی اور موت بندھی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ یہ کھادوں کے بارے میں نہایت اہم معاملہ ہے، 75 فیصد کاشت کار طبقہ، کھیت مزدور جو کہ دیہاتوں میں آباد ہے یہ اس سے متعلقہ معاملہ ہے لہذا اس کو out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس وقت ایک تحریک التوائے کار پر بات ہو رہی ہے۔ پہلے اس کو ختم ہو لینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! فاضل رکن کی تجاویز بہت اچھی ہیں۔ میں دوبارہ ان سے عرض کروں گا کہ شہری حدود کے اندر دن کے اوقات میں ٹریکٹر ٹرالیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔ انھوں نے شاید میرا جواب بغور نہیں سنا۔ ویسے ان کی تجاویز بہت اچھی ہیں۔ میں نے یہ عرض بھی کیا ہے کہ حکومت لوگوں میں awareness پیدا کر رہی ہے۔ ٹریکٹر کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ ہمارا صوبہ پنجاب agricultural based ہے۔ ہمارے کسانوں کے پاس ٹریکٹر ہوتے ہیں اور وہ انھیں multipurposes vehicles کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ کسان ٹریکٹروں کو کھیتی باڑی کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور اپنی فصلوں کو منڈی تک لے جانے کے لئے بھی ٹریکٹر ٹرالی کو استعمال کرتے ہیں مگر آپ کی تجویز پر بھی حکومت غور کرے گی۔

آپ کی تحریک کے ایک حصہ کا جواب عرض کرتے ہوئے میں نے بتایا ہے کہ ہم نے ان ٹریکٹر ٹرالیوں کے تقریباً 14,044 چالان کئے ہیں جو مٹی، ریت، اینٹیں یا دیگر سامان کی ترسیل کرتے ہوئے انہیں لوہے کی چادر یا ترپال سے ڈھانپتے نہیں ہیں۔ اسی طرح گاؤں میں جو peter

engine والے رکشے چلتے ہیں اس کے اوپر بھی پابندی لگانے کے لئے غور کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح آپ نے کہا ہے کہ ہارن میں music system لگے ہوتے ہیں اور پریشر ہارن کے بارے میں کہا ہے تو اس مد میں بھی میں نے بتایا ہے کہ 14386 گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں اور پھر سڑکوں کے حوالے سے یہ related نہیں تھا کیونکہ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اس لئے آپ نے بہت ساری چیزوں کو add up کر دیا تھا، جو کچھ آپ نے تحریک التوائے کار میں کہا تھا اس کا ہم نے آپ کو proper جواب دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! انتہائی ادب سے عرض کروں گا اور میں وزیر موصوف کا ویسے بھی بہت regard کرتا ہوں۔ صرف ایک بات کرتا ہوں ورنہ معاملہ بہت آگے چلا جائے گا۔ میں صرف ٹریکٹر کے بارے میں بات کروں گا اور یہ بات پہلے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹریکٹر کو transportation کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں کیا جاتا۔ وزیر موصوف میرے لئے بڑے محترم ہیں وہ صرف یہ جواب دے دیں کہ transportation کے لئے تو وہ رجسٹرڈ ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ تو agriculture purpose کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اس کو transportation کے لئے رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تو اس کا دس ہزار روپے سے کم کسی صورت بھی ٹوکن نہیں ہوگا۔ medium weight کا بھی اس سے کم ٹوکن ٹیکس نہیں ہوتا۔ یہ ساری کی ساری بات ان کی غلط ہے۔ میری صرف یہ تجویز ہے اور میں اس پر مزید بات بھی نہیں کرنا چاہتا کہ ان کو avoid کیا جائے۔ یہ ٹریکٹرز جس مقصد کے لئے ہیں انہیں وہاں لگایا جائے اور جب ایک چیز رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتی، حکومت پنجاب اس پر رجسٹریشن فیس بھی نہیں لیتی اور حکومت اسے transportation کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں کرتی تو اس کی بنیاد ہی غلط ہے۔ میں یہ بات ویسے کہنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن اب یہ ریکارڈ پر آ گئی ہے تو میں عرض کروں گا کہ ٹریکٹر اس کام کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتا۔ ٹریکٹر جس مقصد کے لئے رجسٹرڈ ہوتا ہے صرف اس مقصد کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ بہت شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ تجویز دی اور اس پر عمل درآمد کرنے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ ان کی تجویز بہت اچھی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں This is disposed of as not pressed

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! اب تو یہ تحریک التوائے کار disposed of ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میں ایک منٹ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے فاضل دوست شیخ علاؤالدین صاحب اور وزیر ایکسائز نے بھی پیٹر رکشوں کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ پیٹر رکشوں کو مستقل بنیادوں پر ختم کرنے کے لئے ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ ایک latest report جو ہمارے ضلع شیخوپورہ اور ننکانہ کی آئی تھی اس کے مطابق دس ہزار خاندانوں کا روزگار ان پیٹر رکشوں کے ساتھ منسلک ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ جو پیٹر رکشے ہیں ان پر کوئی check and balance بنایا جائے۔ ان کے کوئی ایسے parameter بنا دیئے جائیں ان کو standardize کر دیا جائے اور طے شدہ standard کے مطابق رکشہ رجسٹرڈ ہو اور پھر اس کا باقاعدہ ایک route مقرر کر دیا جائے۔ ان کو بڑے roads پر آنے سے منع کر دیا جائے لیکن گاؤں کے علاقوں میں لوگوں کو جو سستی سواری میسر ہے اس کو ختم نہ کیا جائے۔ مہنگائی نے پہلے ہی لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اگر انہوں نے locally ایک سہولت develop کی ہے تو وہ بھی ہم ان سے چھین رہے ہیں۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے اور اس کو مزید polish کرنے کے لئے ایسے steps لئے جائیں جس سے حادثات کم سے کم ہوں اور غریب لوگوں کا روزگار نہ چھینا جائے اور غریبوں کے منہ سے نوالہ نہ چھینا جائے۔ میری یہی آپ سے گزارش تھی۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔ متفرق تحاریک اور عام بحث۔ اب اس کے اندر

Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.1 of 2008). Mrs. Tayyaba Zameer may move the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008.

MRS. TAYYABA ZAMEER: Sir I move:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008)''

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. The motion moved is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008)"

The motion moved and the question is :

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس motion کو oppose نہیں کرنا چاہتا۔ آپ اس کو leave grant کر دیں اور یہ بل پیش کر دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008"

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Mrs. Tayyaba Zameer may introduce the Bill.

MRS. TAYYABA ZAMEER: Thank you very much Mr. Speaker!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! مجھے اس کی کاپی عنایت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن کو بل کی کاپی دی جائے۔

MRS. TAYYABA ZAMEER: I introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House under the Rule 90 sub clause 4 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 94 it is referred to the Special Committee already constituted for the consideration for Nazria-e-Pakistan Foundation Repeal Ordinance, 2008 with the direction to submit his report up to 30th of September 2008.

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the Forest (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 2 of 2008). Mr. Mohsin Khan Lagari may move the Forest (Amendment) Bill, 2008.

MR.MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGARI: Sir, I Move:

> "That Leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بل جس میں ہم amendment لا رہے ہیں یہ ایک بہت پرانا بل ہے جس کو آج کے وقت کے مطابق update کر رہے ہیں۔ اگر آپ پرانے بل میں دیکھیں تو ہاتھی کے لئے دس روپے کا جرمانہ، بھینس کے لئے دو روپے کا جرمانہ، بچھڑے، گدھے اور مینڈھے وغیرہ کے لئے آٹھ آنے کا جرمانہ ہے۔ ان کو آج کے وقت کے مطابق لانے کے لئے update کر رہے ہیں۔ ہم اس میں کوئی major change نہیں لا رہے۔ ہم نے اس کو آج کے زمانے کے ساتھ لانے کے لئے bill move کیا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس بل میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہم کوئی major changes لا رہے ہیں۔ ہم اس کو up to date کرنے کے لئے بل لا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلا جو بل پیش ہوا ہے۔ گورنمنٹ کی یہ بالکل واضح پالیسی ہے کہ اگر ممبران بل کے ذریعے legislation میں حصہ لینا چاہیں تو ان کی

حوصلہ افزائی کی جائے تو میں محسن لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو oppose میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ already ایک summary محکمہ قانون نے move کی ہوئی ہے اور اس کی vetting ہو رہی ہے تو ہم ان تجاویز کو بھی اس میں شامل کر لیں گے۔ جس concern کو آپ نے show کیا ہے یہ درست بات ہے کہ یہ جرمانے آج کے وقت کے مطابق ہونے چاہئیں لہذا حکومت بہت جلد اس پر بل لا رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وزیر موصوف کی اگر یہ assurance ہے کہ اس پر جلد بل آنے والا ہے تو پھر ہم لوگ اس کو press نہیں کرتے۔ اگر یہ cold storage میں چلی جائے گی تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! جو already vetting ہو رہی ہے اس کے اندر You may become a part of it. اس وقت جو House کے سامنے question ہے وہ یہ ہے کہ ایک بل آپ نے پیش کیا ہے۔ ادھر سے oppose ہوا ہے۔ اب ہم اگلی کارروائی کر لیتے ہیں اور باقی پھر اس کو دیکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ اپنے بل کو withdraw کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اپنے بل کو withdraw کرتے ہیں؟

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGARI: If there is an assurance from the Minister that this is going to be introduced.

MR. DEPUTY SPEAKER: Yes given that on the floor of the House.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کے لئے کوئی ٹائم بتا دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You may meet him in the Chamber.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! hopefully next session تک انشاء اللہ یہ بل ہم لے آئیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is withdrawn as not pressed.

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! بالکل مختصر وقت لوں گا۔ میں اس ایوان میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو اپنے آفس میں بالکل available نہیں ہیں۔ Kindly ذرا ensure کروایا جائے تاکہ ہم public health اور دوسرے کام ان سے کرواسکیں۔ جب بھی گئے ہیں سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو available نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر نے سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کے بارے میں نشاندہی کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی یہ گئے ہیں اور وہ انہیں available نہیں ہوئے تو میں انشاء اللہ کل اس کے بارے میں رپورٹ پیش کروں گا اور سیکرٹری صاحب سے request کروں گا کہ وہ اپنے آفس میں بیٹھیں تاکہ معزز ممبران جب جائیں تو

He should be available there. Thank you, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اس کے اوپر کل تک کا ٹائم لے رہے ہیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم ایک practice ensure کر لیں کہ ہمارے ممبران جب کسی افسر سے ملنے کے لئے جاتے ہیں تو ہر کوئی اپنا visiting card چھوڑ دیتا ہے تو میں آپ کے توسط سے وزراء کرام سے request کروں گا کہ وہ افسران سے کہیں کہ جب وہ واپس آئیں تو visiting card چھوڑنے والے معزز ممبر سے رابطہ ضرور کر لیا کریں۔ اتنی ہمیں عزت دے دیں کہ اگر کوئی کسی کے دفتر آیا تھا تو وہ اس سے رابطہ ضرور کر لے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کے پاس اپنا visiting card چھوڑ کر آیا تھا لیکن No body has contacted with me.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب منسٹر صاحب نے آپ کو کل تک کے لئے کہا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد نواز: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں عوام نے ووٹ دیئے ہیں۔ ہمیں کسی سیکرٹری نے نہیں جتوایا۔ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میں ان سے request کروں گا، یہ انہیں order کریں کہ وہاں بیٹھا کریں۔ بہت شکریہ

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، انہوں نے میری اصلاح کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے، انشاءاللہ order ہی ہو گا۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سرگودھا مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کا order obey کیا جائے گا۔

The University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.9 of 2008). Aamar Sultan Cheema may move the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008.

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: I move:

> "That Leave be granted to introduce the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم چونکہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں شاید اس وجہ سے یہ oppose کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں کہ اس میں، میں نے صرف syndicate میں judiciary کی نمائندگی مانگی ہے کیونکہ صوبہ کی 12 یونیورسٹیوں میں سے 9 یونیورسٹیوں کے syndicate میں عدالتی نمائندگی موجود ہے جبکہ 3 یونیورسٹیوں میں یہ نمائندگی نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ جب یہ بل introduce کیا گیا تھا تو شاید غلطی سے یہ چیز نہیں آ سکی ہو گی۔ میں تو گورنمنٹ کی مدد کر رہا ہوں تاکہ ان 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں بھی عدالتی نمائندگی کر دی جائے۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا اس لئے oppose کیا جا رہا ہے چونکہ ہم اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم نے انہیں نشاندہی کی ہے اس میں لاء منسٹر صاحب سے میری یہی گزارش ہو گی کہ ان 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں بھی عدالتی نمائندگی کے لئے اس ترمیم کو ہاؤس میں منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب کی خدمت میں ایک تو یہ گزارش ہے کہ یہ سارے بل انہی کے دور میں پاس ہوئے ہیں۔ اگر یہ نمائندگی اتنی ضروری تھی تو پھر انہیں چاہیے تھا کہ اس وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا لیکن ویسے بھی عدلیہ کا کام بالکل مختلف کام ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججز بھی اس بات کو کوئی اتنا زیادہ پسند نہیں کرتے کہ وہ ان معاملات میں الجھیں، جن معاملات کا ان کی judicial line سے تعلق نہ ہو، تو ویسے بھی ججز کی shortage ہے اور ان کی اپنی اتنی مصروفیات ہوتی ہیں کہ جس کی بناء پر وہ اتنا ٹائم نہیں نکال پاتے کہ وہ دور دراز یونیورسٹیوں میں جا کر syndicates کی میٹنگز میں حصہ لیں کیونکہ اس سے کافی time consume ہوتا ہے۔ پہلے سے جو نمائندگی ہے وہ بھی زیادہ تر ان جگہوں پر ہے جہاں پر judiciary کے benches ہیں اور جہاں پر benches نہیں ہیں، یا تو یہ کہتے کہ اگر سرگودھا میں ان کا خیال تھا تو وہاں پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی نمائندگی کے لئے کہہ دیتے لیکن انہوں نے تو کہا ہے کہ The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee یعنی اب چیف جسٹس کو اگر syndicate کا ممبر بنانا چاہتے ہیں تو آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کے پاس اپنے معاملات جو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں تو ان کے لئے ان کے پاس کون سا ٹائم بچے گا تو اس مقصد کے لئے کہ judicial side پر یا law سے متعلق input ان یونیورسٹیوں یا ان اداروں میں ہے اس کے لئے سینئر وکلاء اور ریٹائرڈ ججز کو ان یونیورسٹیوں کے مروجہ acts کے مطابق ممبرز نامزد کیا جا سکتا ہے اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے اس کو allow نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چیمہ صاحب! آپ نے اپنا point of view دے دیا اور objector نے اپنا point of view دے دیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بات کی ہے کہ یہاں پر اس لئے نمائندگی نہیں دی جا رہی کہ چیف جسٹس کی نمائندگی کے لئے کہا جا رہا ہے۔ ہم نے تو کہا ہے کہ Chief Justice or his nominee اس کا nominee سیشن جج بھی ہو سکتا ہے تو syndicate میں ان کی نمائندگی کرنے کی اس لئے استدعا ہے کہ ان یونیورسٹیوں میں جو ریسرچ اور ترقی ہوتی ہے، جو تعلیمی سرگرمیاں ہوتی ہیں انہیں بہتر انداز سے پرکھا جا سکے اور قانونی پیچیدگیوں

سے بچا جاسکے۔ اگر یہ نہیں چاہ رہے کہ ان 3 یونیورسٹیوں میں ہو تو پھر باقی 9 یونیورسٹیوں سے بھی ان کی نمائندگی نکال دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، وہ تو اس وقت اس کا حصہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ محترم چیمہ صاحب نے یہ amendment کسی سے draft کرائی ہے، انہوں نے خود draft نہیں کی۔ یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے کہا ہے کہ چیف جسٹس یا اس کا nominee، وہ سیشن جج بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ذرا اپنی amendment تو پڑھیں۔

> The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee from among the judges of the Lahore High Court.

یہاں پر کیسے سیشن جج ہو سکتا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سیشن جج nominee بھی ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): سیشن جج کیسے nominee ہو سکتا ہے؟ یا تو آپ یہاں پر یہ کرتے کہ ایسا فرد جو ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو وہ نامزد ہو، تب بھی کوئی بات بنتی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس کو آپ اردو میں پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اردو میں اور ہے، انگلش میں اور ہے تو اس کا پھر میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چیف جسٹس یا اس کے نامزد کردہ کسی بھی جج کو شامل کرنا۔ کسی بھی جج کی بات کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں بڑا clear ہے، آپ نے اس کے اندر جو amendment کی ہے وہ یہ ہے کہ:

The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee from among the judges of the Lahore High Court. It is very much clear.

The motion moved and the question is:

"That Leave be granted to introduce University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was lost)

(Interruptions)

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Please no cross talk. The Government College University, Faisalabad (Amendmend) Bill, 2008 (Bill No. 10 of 2008). Mrs. Amna Ulfat may move the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008.

MRS. AMNA ULFAT:

"That leave be granted to introduce the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Leave be granted to introduce the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008."

Mrs. Amna Ulfat, please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی وزیر قانون صاحب نے oppose کیا تو ظاہر ہے انہوں نے اس کا بھی یہی کچھ جواب دینا ہے۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے، just بات کو تھوڑا سا سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب 9 یونیورسٹیوں کے syndicate میں ہائی کورٹ کے ججز ممبران کے طور پر موجود ہیں تو آپ سمجھ لیں کہ 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں غلطی کی بنیاد پر رہ گئے ہیں یا ہم فروگزاشت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں تو اس کو balance کرنے کے لئے یا تو پھر ہر طرف ایک ہی policy ہو، ساری یونیورسٹیوں کے لئے ایک ہی policy ہو۔ وہاں پر بھی سنڈیکیٹ کے ممبران ایک سے ہی ہوں یا پھر 12 کی 12 یونیورسٹیوں میں ہی نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو 3 یونیورسٹیاں رہ گئی ہیں۔ جیسا کہ فیصل آباد کی یونیورسٹی ہے۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ اور issue نہیں ہے۔ اس میں بھی اگر شامل کر لیا جائے تو سب جگہ پر برابری کی سطح پر چیزیں آ جائیں گی اس کا اصل point of view یہ ہے اس لئے میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہوگی کہ اس کو تھوڑا سا سمجھ لیں۔ اس کو issue نہ بنائیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں۔ ہمارے دور حکومت میں یہ Bill لایا گیا تھا اگر اس میں تھوڑی بہت کوئی غلطی رہ گئی ہے تو یہ لوگ اپنی حکومت میں اس کو سدھار دیں اور اس کو سیدھا کر دیں۔ میری گزارش ہے کہ اسے کمیٹی کو بھیجیں۔ اگر اس کے علاوہ بھی کسی اور درستی کی ضرورت ہے تو اسے بھی کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ same amendment ہے جو University of Sargodha اور University of Gujrat کی بھی ہے۔ اس میں میری وہی گزارش ہوگی کہ اس چیز کی ضرورت اس لئے بھی نہیں ہے کیونکہ پہلی یونیورسٹیوں میں جن جج صاحبان کو سنڈیکیٹ میں membership دی گئی ہے ان کی جو اپنی عدالتی مصروفیات ہیں ان میں سے وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں حکومت غور کر رہی ہے کہ اگر اس ترمیم کو اس طرح سے کر دیا جائے کہ کوئی ایسا شخص جو ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو یعنی لازمی طور پر وہ کوئی senior lawyer ہوگا یا کوئی ایسا جج جو ہائی کورٹ کا جج رہا ہو تو ان کو ویسے بھی اس وقت سنڈیکیٹ میں member نامزد کرنے کی provision موجود ہے اور نامزد کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس میں کوئی اضافہ کرنا ہو تو اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ ترمیم binding ہوگی۔ اس لحاظ سے اس کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اس سے عدلیہ کے معاملات میں کوئی بہتری آنے کی توقع نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے محرک نہیں ہیں۔ اس معاملے میں Rules بڑے clear ہیں۔ آپ اگر Rules کو پڑھ کر آ جائیں تو اس میں بڑا clear ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جناب وزیر قانون صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش یہ ہے کہ اس کو تھوڑا سا balance کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ اگر تمام

ممبران برابر ہیں اور ان کو ہر چیز برابری کی سطح پر مل رہی ہے تو آپ اس میں سے 3 کو محروم کر دیں تو اس سے balance قائم نہیں ہوتا اس لئے انصاف کا یہ تقاضا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر جو Rules ہیں۔ آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور انھوں نے اپنا objection دے دیا ہے۔ Let the House proceed with it

The motion moved and the question is:

> ”That leave be granted to introduce the Government College University Faisalabad (Amendment) Bill, 2008.’’
>
> (The motion was lost)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف گجرات مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, this is the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 8 of 2008) Dr. Samia Amjad may move the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> ‘‘That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill,2008.’’

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> ‘‘That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008.’’

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر دونوں اطراف سے پہلے ہی بات ہو چکی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک اضافی point پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس بات کو سمجھتی ہوں کہ یہ 3 ایک جیسے Amendment Bills ہیں اور 3 یونیورسٹیوں کے ہیں۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ جو stake holders کسی بھی سنڈیکیٹ میں ہوتے ہیں اس میں جب تک وہ law supported نہ ہوں تو اتنی بڑی یونیورسٹیوں کے جب بجٹ move ہوتے ہیں اور جو law

ہوتی ہے ان کی جو Vice Chancellors کی and order situation appointments ہوتی ہیں ان کا فیصلہ کرنے کے لئے وہاں پر کسی بھی جج کا ہونا بہت ضروری ہے اور عدلیہ کو اس کے اندر شامل ہونا چاہیے۔ جہاں پر عدلیہ کی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں وہاں پر وزیر قانون کا یہ کہہ دینا کہ ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے تو اس سے مجھے بہت حیرت ہوئی ہے۔ کیا یہ 3 شہر فیصل آباد، گجرات اور سرگودھا میں کون سی ایسی بات ہے یا کون سا ایسا flaw ہے کہ باقی تمام شہروں یا باقی تمام یونیورسٹیوں میں موجود ہیں کیا ان شہروں کے خلاف جج صاحبان کو کوئی objection ہے یا وہاں کے جج صاحبان بہت زیادہ مصروف ہیں؟ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس Bill کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس پر بحث کی جائے کہ جج صاحبان کے لئے ہر کام کے لئے وقت ہے تو اس کے لئے وقت کیوں نہ ہے۔ جب اتنی زیادہ جگہوں پر یونیورسٹیاں قائم ہوتی ہیں تو یہ ایک ایسی supportive اور اتنی زیادہ اہم چیز ہے کہ ان یونیورسٹیوں کی dignity کو قائم کرنے کے لئے Chief Justice یا دوسرے Justice وہاں اپنے عہدے اور منصب کے مطابق ہیں۔ یہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اتنے جج نہیں ہیں۔ اب تو بے تحاشا جج بحال ہو گئے ہیں ان کے پاس وقت ہی وقت، فرصت ہی فرصت اور بہت کچھ ہو گا۔ جج صاحبان کی اتنی quantity شاید امریکہ یا کسی اور ملک میں بھی نہیں ہے جتنے کہ اب پاکستان میں allow ہو گئے ہیں۔ یہ بات کہہ دینا کہ اتنے جج صاحبان ہی نہیں ہیں یا ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے، مجھے وزیر قانون صاحب کی یہ بات بڑی عجیب لگ رہی ہے۔ لہذا میں آپ سے یہ کہوں گی اور بھرپور التجا کروں گی کہ جہاں پر تعلیم کی prestige کا سوال ہے جو کہ ہر ملک اور ہر معاشرے کی prestige کا سوال ہے وہاں پر جج صاحبان کے پاس کیوں وقت نہیں ہے یا وہ اتنے کم کیوں پڑ گئے ہیں کہ یہ چیز جس پر قوموں کی بنیاد رکھی جاتی ہے، یہ یونیورسٹیاں ملک کا ایک اثاثہ ہوتی ہیں، ان کے پاس ان میں آنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ مجھے صرف اس ایک جملے کی بہت تکلیف ہوئی ہے ورنہ شاید میں introduce ہوتے ہی اس کو جانے دیتی۔ مجھے رانا ثناء اللہ سے یہ امید نہ تھی کہ وہ یہ کہیں گے کہ جج صاحبان کے پاس وقت ہی نہیں ہے یا اتنے جج صاحبان ہی نہیں ہیں کہ ان کے پاس فرصت ہی نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹیوں جیسے بے حد prestigious institutions کے لئے وقت نہیں دے سکتے اور پھر apology with میں اس میں political چیز نہیں لانا چاہ رہی تھی، ان کو ایسی کون سی مصروفیات اور مصیبت پڑ گئی ہے کہ تعلیم جو کسی بھی معاشرے کا ستون ہے اور یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے اتنے پولے منہ سے وزیر قانون صاحب

یہ commit کریں کہ نہ تو جج صاحبان ہیں اور نہ ان کے پاس وقت ہے۔ مجھے اس چیز کا بڑا افسوس ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ kindly آپ اس پر شفقت کریں اور اس ترمیم کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ مجھے وزیر قانون سے یہ امید نہیں تھی تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مجھ سے امید نہ ہی رکھا کریں تو بہتر ہے کیونکہ یہاں پر تو House business کی بات ہے۔ اس میں جو بات قانون کے مطابق ہو گی تو وہی جواب دینا میری مجبوری ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس بات پر بڑی حیران ہیں کہ جج صاحبان کے پاس وقت نہیں ہے۔ جج صاحبان کے پاس وقت ہے لیکن ان کا جو primary function ہے کہ وہ عدالتوں میں بیٹھیں اور لوگوں کو انصاف فراہم کریں۔ اب اگر ایک جج صاحب اپنی عدالت میں موجود نہ ہوں اور وہاں پر جو لوگ اپنے cases کے سلسلے میں انصاف کے لئے آئے ہیں وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ پریشان ہوں اور وکلاء اپنا کام نہ کر سکیں اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ جس کا کام ہے وہی اپنا کام کرے۔ جہاں تک آپ نے یہ بات کی ہے کہ وہاں پر کوئی ایسی ضرورت ہے کہ وہاں پر قانون سے متعلقہ معاملہ ہے تو پہلے بھی جس طرح آپ نے یونیورسٹی کا حوالہ دیا ہے اس میں وکلاء ممبر ہیں اور دوسری یونیورسٹیوں میں بھی ممبر ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ تمام طبقوں میں انتہائی لائق فائق اور integrity کے لوگ موجود ہیں۔ اگر آپ اس ترمیم کو اس طرح سے لے آتے کہ سنڈیکیٹ کے ممبران میں سے ایک ممبر کم از کم ایسا بھی ہو جو کم از کم ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی سینئر قانون دان یا اس profession سے تعلق رکھنے والا آدمی وہاں پر ممبر بنایا جا سکتا ہے اس لئے اس معاملے کی قطعی طور پر کوئی ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو allow نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب ہمارے لئے انتہائی محترم اور زیرک lawyer ہیں جن کے بارے میں پہلے بھی میں ہمیشہ کہتی تھی کہ He was the uncrouned Prince of the opposition last time. اللہ نے ان کو یہ منصب دیا ہے تو

اگر یہ اس کا ٹکا کر جواب دیں کہ یہ قوم مجھ سے امید نہ رکھے تو میں ان سے کہوں گی کہ یہ اس بات کو correct کر لیں، اپنا دل اور کلیجہ بڑا کریں۔ یہ انہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف ہاؤس کو لے کر چلیں بلکہ اپوزیشن کے لئے بھی جگہ بنائیں۔ اب وہ یقین کر لیں کہ وہ اپوزیشن میں نہیں ہیں اور وہ اب لاء منسٹر ہیں لیکن اس طرح کی بات مت کریں کہ مجھ سے امید نہ رکھیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بل کے اوپر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008."

(The motion was lost)

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Can I have one minute please?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہو گی کہ اپوزیشن کی طرف سے law کے اندر جو ہماری amendments آئی ہیں ان میں پہلے بل کے اوپر جب لاء منسٹر صاحب نے assurance دی کہ اس پر حکومت کام کرے گی اور اگلے سیشن تک ہم لاء کو update کر لیں گے تو ہم نے in good faith اس کو withdraw کر لیا۔ اب ہماری بعد والی amendments کو صرف اس بناء پر reject کر دیا جائے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں تو میرے خیال میں ہم کوئی اچھی روایت نہیں ڈال رہے، ہم سب کو اکٹھے مل کر کام کرنا چاہیے اور اسے کمیٹی کو refer ہونے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ وہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر جج ہو یا اس کی qualification جج کے برابر ہو تو پھر ہمیں یہ قابل قبول تھی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہی باتیں کمیٹی میں discuss ہونے کے لئے ہوتی ہیں تو میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ہم اپوزیشن والے جو کہ تھوڑے سے ہیں، ہمیں ساتھ لے کر چلیں۔ brute force of majority کی dictatorship کی بجائے ساتھ لے کر چلنے میں سب کی بھلائی ہے۔ یہ ہاؤس زیادہ بہتر چلے گا اگر یہ ہمیں ساتھ لے کر چلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم محسن خان لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو amendment وہ دے رہے ہیں تو جب یہ معاملہ کمیٹی میں جائے گا تو کمیٹی اس scope سے باہر نہیں جا سکتی۔ میں نے پہلے جو عرض کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں جو بھی amendments لائیں گے ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہم آپ کو encourage کریں گے اور کوشش کریں گے کہ پرائیویٹ ممبرز کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ بل اس ہاؤس میں introduce ہوں۔

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب یہ بات decide ہو گئی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈا کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد جناب اعجاز احمد خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اب اجازت دے دی ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: ایک اہم بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آج کے اجلاس کا کتنا ٹائم ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ساڑھے تین بجے تک ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے ٹائم extend نہیں کیا اس لئے میں نے درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ساڑھے تین ہو جائیں گے تو پھر اس کے بعد extend کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے پہلے تین بجے کہا تھا اور اب ساڑھے تین بجے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساڑھے تین بجے تک اجلاس کا ٹائم ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: اس کا مطلب ہے کہ آدھا گھنٹہ extend ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ابھی تو سوا تین بجے ہیں۔ لگتا ہے آپ کو بھوک زیادہ لگ گئی ہے۔ جی، اعجاز احمد خان!

وزیر اعظم کا صدر سے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کی سفارش کو واپس لینے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری قرارداد یہ ہے کہ:

"ایک اطلاع کے مطابق سابق وزیر اعظم پاکستان و چیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد ہونے والی سالگرہ کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ اعلانات کئے گئے ہیں جن کی رو سے راولپنڈی اسلام آباد ایئرپورٹ، جنرل ہسپتال راولپنڈی اور مری روڈ راولپنڈی کو محترمہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جو کہ ان کی وطن عزیز میں جمہوریت کی بحالی، آئین کی عملداری غریب اور مظلوم عوام کے حقوق کی پاسداری کے لئے گرانقدر خدمات کے ضمن میں ایک انتہائی مستحسن فیصلہ ہے۔ تاہم اسی موقع پر وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے پاکستان کے متنازعہ صدر کو ایک سمری بھجوائی ہے جس کی رُو سے تعزیرات پاکستان کے تحت درج شدہ مقدمات زیر دفعہ 302 میں عدالتوں کی طرف سے سزائے موت پانے والے ملزمان کی سزا کو عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں اور نامعلوم کتنے بے گناہ افراد ان کے سفاکانہ اور بہیمانہ عمل کی وجہ سے ناحق قتل ہو چکے ہیں اور ان کے ورثاء اس ملک کی عدالتوں، انصاف کے رکھوالوں اور ارباب اختیار کی طرف اس امید سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیاروں کا ناحق بہنے والا خون ضائع نہیں ہو گا اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ آج جبکہ ان سزا یافتہ قاتلوں کی سزا میں تخفیف کر کے عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے تو اس طرح محترمہ کی اس سوچ کی نفی ہوتی ہے جو وہ پاکستان کے مظلوموں، غرباء اور انصاف کے حصول

کے لئے بھٹکتی ہوئی عوام کے لئے رکھتی تھیں۔ ہم وفاقی حکومت اور جناب وزیر اعظم سے اس بات کا پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کے قاتلوں کی سزا میں تخفیف کی سفارش براہ کرم واپس لے لیں اور اس قول کے مصداق کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے سزائے موت کے ملزمان کو معاف کرنے کی بجائے کیفر کردار تک پہنچنے دیں تاکہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پہلی سالگرہ کے موقع پر قاتلوں کو شادیانے بجانے کا موقع فراہم کرنے کی بجائے مظلوموں کے زخموں پر مرہم رکھی جا سکے اور یہ کہ انصاف کے حصول کے لئے انتہائی دشوار اور لمبا سفر طے کر کے انصاف ملنے کے عین وقت مظلوموں کی آخری امید ٹوٹنے نہ پائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے کہ جمہوری حکومت سے عوام کی بڑی توقعات ہیں جبکہ ایسے کسی عمل سے حکومت کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک اطلاع کے مطابق سابق وزیر اعظم پاکستان وچیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد ہونے والی سالگرہ کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ اعلانات کئے گئے ہیں جن کی رو سے راولپنڈی اسلام آباد ایئرپورٹ، جنرل ہسپتال راولپنڈی اور مری روڈ راولپنڈی کو محترمہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جو کہ ان کی وطن عزیز میں جمہوریت کی بحالی، آئین کی عملداری غریب اور مظلوم عوام کے حقوق کی پاسداری کے لئے گرانقدر خدمات کے ضمن میں ایک انتہائی مستحسن فیصلہ ہے۔ تاہم اسی موقع پر وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے پاکستان کے متنازعہ صدر کو ایک سمری بھجوائی ہے جس کی رُو سے تعزیرات پاکستان کے تحت درج شدہ مقدمات زیر دفعہ 302 میں عدالتوں کی طرف سے سزائے موت پانے والے ملزمان کی سزا کو عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں اور نامعلوم کتنے بے گناہ افراد ان کے سفاکانہ

اور بہیمانہ عمل کی وجہ سے ناحق قتل ہو چکے ہیں اور ان کے ورثاء اس ملک کی عدالتوں، انصاف کے رکھوالوں اور ارباب اختیار کی طرف اس امید سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیاروں کا ناحق بہنے والا خون ضائع نہیں ہو گا اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ آج جبکہ ان سزا یافتہ قاتلوں کی سزا میں تخفیف کر کے عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے تو اس طرح محترمہ کی اس سوچ کی نفی ہوتی ہے جو وہ پاکستان کے مظلوموں، غرباء اور انصاف کے حصول کے لئے بھٹکتی ہوئی عوام کے لئے رکھتی تھیں۔ ہم وفاقی حکومت اور جناب وزیر اعظم سے اس بات کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کے قاتلوں کی سزا میں تخفیف کی سفارش براہ کرم واپس لے لیں اور اس قول کے مصداق کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے سزائے موت کے ملزمان کو معاف کرنے کی بجائے کیفر کردار تک پہنچنے دیں تاکہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پہلی سالگرہ کے موقع پر قاتلوں کو شادیانے بجانے کا موقع فراہم کرنے کی بجائے مظلوموں کے زخموں پر مرہم رکھی جا سکے اور یہ کہ انصاف کے حصول کے لئے انتہائی دشوار اور لمبا سفر طے کر کے انصاف ملنے کے عین وقت مظلوموں کی آخری امید ٹوٹنے نہ پائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے کہ جمہوری حکومت سے عوام کی بڑی توقعات ہیں جبکہ ایسے کسی عمل سے حکومت کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں لیکن اس گزارش کے ساتھ کہ اس سلسلے میں جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ اس ضمن میں تحریر ہے کہ محکمہ داخلہ حکومت پنجاب سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے یا مؤخر کرنے کے بارے میں وزارت داخلہ حکومت پاکستان کی طرف سے کسی قسم کی اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔ مجوزہ قوانین و قواعد کے مطابق باقاعدہ سزائے موت پر اسی طرح سے عملدرآمد ہو رہا ہے جیسا پہلے سے ہو رہا ہے۔ یعنی ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے ہی یہ جواب دیا ہے۔ ایک تو میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں وفاقی حکومت اور وفاقی محکمہ داخلہ سے جواب لے لیا جائے اور دوسرا یہ ہے

کہ اس بارے میں مجھے ایک information ہے جس کو میں confirm تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں بھی subjudice ہے۔ میری mover سے گزارش ہو گی کہ اس کو آج pending کروا دیں۔ وفاقی حکومت سے بھی اس پر واضح پالیسی اور اس کا جواب لے لیں گے اور pendency کے بارے میں بھی اس کا جواب لے لیں گے اور پھر اس کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کے اندر میں یہ ایک بات کروں کہ اگر یہ subjudice ہوا تو پھر تو ہم یہاں پر ویسے ہی اس قرارداد کو پیش نہیں کر سکتے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر آپ میری بات بھی سن لیں تو مسئلہ کا حل نکل سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے وزیر صاحب نے خود ہی بتایا ہے کہ ایسی کوئی سمری move کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی pending ہے اور دوسرا میں آپ کو بالکل کہہ رہی ہوں کہ سپریم کورٹ میں یہ matter subjudice ہے اس لئے اس کو pending کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور میری آپ سے گزارش ہے کہ جب قراردادوں کی balloting ہوتی ہے اور جب ان کو منظور کیا جاتا ہے تو براہ مہربانی ان کو scrutinize کر لیا کیجئے کہ کیا وہ قرارداد ہاؤس میں پیش ہونے کے قابل ہے یا نہیں، کیا ایسا کوئی معاملہ subjudice تو نہیں ہے؟ اس قسم کی باتوں کو اس طرح floor پر لا کر ایک تو مذاق بننے والی بات ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آئندہ اس کو scrutinize صحیح طریقے سے کر لیا جائے اور ہاؤس میں ایسی قراردادیں آنی چاہئیں کہ جن پر کوئی اور pending issue نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل، آپ کی بڑی valid بات ہے۔ میں اسمبلی سٹاف کو ہدایت کروں گا کہ جو بھی قرارداد یا کوئی اور matter اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے آئے تو اس کو دیکھ لیا کریں۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح وزیر قانون نے یہاں پر بات کی ہے تو اس پر ہم اگر crystal clear ہو جائیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ اس کو pending کر لیتے ہیں اور Monday کے لئے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next private members day تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو next private members day تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس کو pending نہیں کیا جا سکتا۔ جب ایک بات پہلے ہی subjudice ہے تو اگر دوبارہ پتا چلے گا کہ یہ subjudice نہیں ہے تو پھر اس کو دوبارہ لے آئیں اس کو pending کرنے کا مطلب ہی نہیں ہے۔ جب ایک issue exist ہی نہیں کرتا تو اس کو آپ کس بات کے لئے pending کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی we are not sure کہ یہ subjudice ہے یا نہیں ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ دوبارہ بھی move ہو سکتی ہے۔ اس میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن ایک ایسی قرارداد جو exist ہی نہیں کرتی، وزارت داخلہ میں کوئی ایسی سمری گئی ہی نہیں ہے تو پھر آپ اس کو کیوں pending کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ایسی کوئی اطلاع مل جائے کہ یہ subjudice نہیں ہے اور ایسی سمری جا چکی ہے تو یہ دوبارہ move کر سکتے ہیں لیکن ابھی اس کو pending کرنے کا مطلب ہو گا کہ ہم ایک wrong resolution کو pending کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو pendency کے بارے میں بات clear کر لی جائے گی دوسرا جو مجھے آج جواب موصول ہوا ہے وہ صرف وزارت داخلہ ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے دیا ہے انہوں نے وفاقی حکومت سے پوچھا ہی نہیں ہے۔ میں خود سمجھتا ہوں کہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ وفاقی حکومت سے اس بارے میں clearance لیتے اور اس کے بعد جواب دیتے۔ وفاقی حکومت سے clearance لینے پر پتا چلے گا کہ انہوں نے سمری move کی ہے یا نہیں کی۔ ہو سکتا ہے کہ وفاقی حکومت کا جواب یہ ہو کہ ہم نے سمری move کی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کا یہ اعتراض valid نہیں ہے۔ اس کو آپ pending فرما دیں اور next private members day پر اس کو take up کر لیں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! میں نے floor حاجی صاحب کو دیا ہے۔ان کو بات کر لینے دیں،اس کے بعد میں آپ کو دوبارہ floor دیتا ہوں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں صرف یہی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعظم صاحب نے صرف یہی تجویز دی تھی لیکن اس کی سمری بھی نہیں گئی اور اتھارٹی صدر تھے۔ اس وجہ سے وہ بھیجی ہی نہیں گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میں قانون کی ابھی بہت چھوٹی سی طالب علم ہوں۔جناب وزیر قانون یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔میری صرف تصحیح فرمادیں کہ کیا ایک ایسا issue جو وفاقی حکومت سے وابستہ ہو اور محکمہ داخلہ پنجاب اپنے own پر کوئی جواب دے سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! محکمہ داخلہ of his own information جواب دے سکتا ہے۔یہ جواب ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے اپنے طور پر ہی دیا ہے۔وفاقی حکومت سے کوئی clearance نہیں لی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بات بڑی clear ہے۔اس میں کوئی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے یہ اگلے private members day تک pending کی جاتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ قرار داد جہاں سے شروع ہوتی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ایک اطلاع کے مطابق یہ ہو رہی ہے۔ یہاں پر ابھی جب محترمہ نے اس کو oppose کیا ہے اور بڑے authoritative انداز میں کہا ہے کہ اس کو دیکھ لیا جائے، اس کو پڑھ لیا جائے۔ میں دو تین چیزیں clarify کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ Federal Government related issue ہے۔ پنجاب کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اگر اس پر کوئی جواب دیا ہے تو وہ صرف پنجاب کی حد تک ہے۔ میں قرار داد کے حوالے سے عرض کروں گا کہ میرے پاس evidences موجود ہیں کہ یہ ایوان صدر میں بھی گئی ہے۔ میں دوسری بات یہ گزارش کروں گا کہ میری قرارداد پیش ہونے کے بعد یہ matter سپریم کورٹ میں agitate ہوا ہے۔ سپریم کورٹ میں اگر اس issue پر agitation ہوئی ہے تو definitely اس میں کوئی movement تھی تو issue ہوا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے پاس اگر کوئی issue subjudice ہو تو یہ legislative ادارہ جو ہے یہ bound نہیں ہو جاتا کہ یہاں پر قرارداد نہیں لائی جا سکتی اور ہاؤس کا consensus نہیں لیا جا سکتا۔ ہاؤس کا consensus ہمیشہ لیا جا سکتا ہے اور یہ ادارہ legislative ادارہ ہے اور یہ کورٹ کا bound نہیں ہے۔ اب جبکہ وزیر قانون نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ کمیٹی کو refer کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ کمیٹی کو refer نہیں کی جا رہی یہ آئندہ private members day تک کے لئے pending کی جا رہی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کی بات سنتا ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اعجاز احمد خان صاحب ہمارے محترم بھائی ہیں انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ یہ محترمہ، ہماری بہن پتا نہیں کہ کیوں اس قرارداد کے خلاف ہیں۔ خدانخواستہ اگر ان کا کوئی بھائی قتل ہوا ہو، کوئی باپ قتل ہوا ہو، کوئی بہن قتل ہوئی ہو تو ان کو پتا چلے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ personal بات نہ کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب والا! personal کیوں نہیں۔ یہ بار بار کیوں اس کی مخالفت کرتی ہیں۔ دیکھیں! ہر روز جو قتل و غارت ہو رہی ہے، لاء اینڈ آرڈر کے جس طرح مسائل ہیں اس کے باوجود یہ بار بار press کر رہی ہیں کہ this account and this account۔ اب عرض یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا کہ محکمہ داخلہ نے جواب دیا ہے، ابھی ادھر سے جواب نہیں آیا۔ اس کے علاوہ یہ جو سمری کی بات کر رہے ہیں۔ سمری تو ہر آدمی نے دیکھی ہے یہ تو public document ہے، پریس یہاں پر بیٹھی ہے۔ یہ کتنی دفعہ پریس میں آ چکا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو ہماری قرارداد ہے:

That is the expression of opinion of this House. In other words, that is the expression of the opinion of the general public of the Punjab

تو میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ اس issue کو بار بار agitate کرتی ہیں۔ پہلے بہتر یہ ہے کہ یہ لاء دیکھیں۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ لوگوں کا حال کیا ہے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیا ہے؟

Just for the sake of opposition,

یہ انتہائی غلط ہے۔ میرے حلقہ میں تین قتل ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بڑی بات ہو گئی ہے اور میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ آپ نے جو بات کرنی تھی وہ آپ نے پہنچا دی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ،ڈاکٹر صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آہ! ظل ہما اگر میں آج بھی نہ بولی تو شاید بہت ظلم ہوگا۔اس لئے کہ یہ resolution ہماری پنجاب اسمبلی کا ذاتی معاملہ ہے۔ یاد کریں وہ وقت جبکہ ایک پاگل دیوانے نے ہماری اتنی پیاری ساتھی ایک efficient پارلیمنٹیرین کو shoot کر دیا تھا اور اسے سزائے موت ہوئی تھی۔ ہمارا دل نہیں مانتا کہ اس کی سزائے موت معاف کر دی جائے جبکہ اس شخص نے ٹی۔وی پر آکر یہ کہا تھا کہ میں نے تو بے نظیر بھٹو کو بھی shoot کرنا تھا۔کیا ستم ہے کہ بے نظیر بھٹو کو قتل کرنے کی خواہش والا اس کے قتل کی خوشی میں بری ہو جائے؟ میرا یہ احتجاج ہے کہ یقینا یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے،اگر ہم خواتین ممبر پنجاب اسمبلی، ہمارا یہ ذاتی معاملہ ہے، وہ ہماری تھیں، وہ ہماری اپنی تھیں اور اس حساب سے میں کہتی ہوں کہ عظمیٰ کی اور پیپلز پارٹی کی representative کے طور پر اور رانا ثناء اللہ کی (ن) لیگ کے representative کے طور پر ایک special meeting رکھ دیں یا کمیٹی بنا دیں تاکہ (ن) اور پیپلز پارٹی جو کہ ایک قدرتی لڑائی ہر معاملے میں چل رہی ہے خدارا! اس معاملے کو انہیں بتا دیں کہ یہ آپس میں مت لڑیں۔ یہ تو ہمارے جذبات ہیں اور میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ براہ مہربانی کہیں نہ کہیں اپنے اختیارات میں سے اتنی سی جگہ ہمارے ذاتی معاملے پر نکال لیں۔ ہماری ظل ہما کی خاطر، اس کی یاد کی خاطر، ہم خواتین جب ہم لوگ بھی اس دنیا میں نہیں ہوں گے اس کی خاطر، بے نظیر بھٹو کی خاطر کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں نے اس کو قتل کرنا ہے، اس کے مرنے پر اگر اس کی سزائے موت معاف کر دی جائے تو پھر انصاف کہاں چلا جائے گا؟ کیا انصاف اندھا رہ جائے گا؟ خدارا! یہ باتیں مت کریں۔ صرف میں یہ کہوں گی ان دونوں سے ثناء اللہ صاحب اور پیپلز پارٹی کی محترمہ عظمیٰ سے بھی کہ خدا کے واسطے یہ ہمارا ذاتی معاملہ تھا اور اس کو اسی طرح آگے پہنچا دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحبہ! تشریف رکھیں۔ جی، عظمیٰ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے دکھ اور تکلیف صرف یہ ہے کہ شاید یہاں پر کچھ لوگوں کو یا تو بات کی سمجھ نہیں آتی ہے اور اگر ہے تو وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ بات یہ ہے کہ ان contents میں تو بات ہی نہیں ہو رہی۔ بات یہ ہے کہ ایک issue exist ہی نہیں کرتا اور میں نے اس سے پہلے بھی آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ جو issue exist نہیں کرتا تو اسے آپ pending اس لئے بھی نہیں کر سکتے کہ ایک تو خود محرک نے بھی accept کر لیا حالانکہ یہ اس سے پہلے کی بات ہے

اور ان کا خیال ہے کہ ان کی قرارداد کے بعد سپریم کورٹ نوٹس لے چکی ہے اور محرک on the floor of House خود admit کر چکے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ سپریم کورٹ نے اس کو without any date adjourn کیا ہے تو میں آپ سے صرف ruling چاہتی ہوں کہ اگر ہمارا اسمبلی کا سیشن اس کی date سے پہلے آ جائے تو پھر اس قرارداد کا کیا ہوگا یہ مجھے بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس بات کی ہمارے پاس clearance نہیں ہے کہ یہ سپریم کورٹ میں گیا ہے، یہ surety نہیں ہے کہ یہ سپریم کورٹ میں گیا ہے یا نہیں؟ اس ہاؤس کو چلانے کا ایک طریق کار ہوتا ہے جب تک in writing ہمارے پاس نہیں آئے گا let it come اگلے پرائیویٹ ممبرز day تک یہ pending کی جاتی ہے۔ ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ اب دوسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

چیک کیش کروانے پر 0.3 فیصد ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی

transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash
liquidity اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی
liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی objection نہیں ہے اور کسی نے مخالفت بھی نہیں کی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash liquidity اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کا شکر گزار ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال آپ کو یاد ہوگا کہ یہی قرارداد میں نے پیش کی تھی اور اس معزز ایوان نے وہ قرارداد پاس کر دی تھی اور اس وقت 0.1 فیصد صرف ٹیکس تھا اور وہ قرارداد پیش ہونے کے بعد وفاقی حکومت نے 0.2 فیصد ٹیکس کیا اور اب 0.3 فیصد ٹیکس کیا ہے۔ میں یہ بات ایوان کے علم میں اس لئے لانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی قراردادیں جو انتہائی وزن رکھتی ہیں جب وہ منظور ہو جاتی ہیں تو ہمارے ہاں کوئی ایسا طریق کار بھی ہونا چاہئے کہ ان پر وفاقی حکومت سے کسی طرح اس کی compliance بھی کروائی جائے۔

جناب سپیکر! یہ کاروباری طبقے کو ایک اچھا message جائے گا کہ ایک لاکھ روپے پر صرف تین صد روپے ٹیکس کاٹا جا رہا ہے اور اگر اب یہ بڑھتا جائے گا اور اس سے اربوں روپے ضائع ہو رہا ہے کیونکہ آپ خود جانتے ہیں کہ بہت سے بزنس ایسے ہیں جن میں 0.3 فیصد تو آمدن ہی نہیں ہے جیسے سٹیل کا ہے، جیسے آڑھتوں کا کام ہے تو میں چاہتا ہوں اور میں بہت شکر گزار ہوں کہ آج یہ بہت اچھا کام ہوا ہے اور ہم سب نے کیا ہے لیکن وفاقی حکومت کو اس قرارداد کے ساتھ اس طرح کا کوئی

message بھی دیا جائے کہ ہم نے 0.1 فیصد پر بھی قرارداد پاس کی ہے، 0.2 فیصد پر بھی کی ہے اور اب 0.3 فیصد پر کر رہے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ اب تیسری قرارداد چوہدری ظہیر الدین، چوہدری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

وفاق اور دیگر صوبائی حکومتوں کی طرز پر صوبائی حکومت پنجاب کے ملازمین کو بھی ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو House Requisition سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو House Requisition سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ I oppose پھر بڑی دل کو لگی ہے کیونکہ میں آپ کے سامنے یہ 2005 کے مباحثات رکھنا چاہتی ہوں۔ صفحہ 934 پر آپ اس کو پڑھ لیں کہ یہی قرارداد move کی تھی اور اس وقت رانا ثناء اللہ نے انتہائی دھواں دار تقریر اور اپنی تمام تر abilities سے اسی کے بارے میں بات کی تھی۔ اب انہوں نے یہ کہا اور اس وقت بھی یہ الزام دھرا تھا کہ وزراء کو تو اس قسم کی سہولتیں دے دی جاتی ہیں لیکن گورنمنٹ ملازمین کو نہیں تو اس وقت کے منسٹر نے انہیں approach کر کے کہا تھا کہ جب آپ منسٹر بنیں گے تو ہم اس وقت آپ سے بھی پوچھ لیں گے۔ لہذا آج میں ان سے پوچھ رہی ہوں کہ اب جبکہ یہ منسٹر بن گئے ہیں اور انہیں بھی یہ تمام مراعات حاصل

ہیں تو میں ان کے تمام دلائل انہی کو واپس کرتے ہوئے ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کو کم از کم یہ سہولت دینا انتہائی ضروری ہے۔آپ جانتے ہیں کہ اس مہنگائی کے دور میں جہاں پر سرکاری ملازمین کے لئے گھر کرائے پر لینا بہت بڑا عذاب ہے۔ان کے rent کے گریڈ یہ ہیں۔گریڈ 1 کا 1337، گریڈ 16 کا 2749، گریڈ 17 کا 4433، گریڈ 18 کا 8810، گریڈ 19 کا 8858، گریڈ 20 کا 10505، گریڈ 21 کا 11646 اور گریڈ 22 کا 12446 rent جو allowed ہے لیکن آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس قلیل رقم میں ایک ڈیسنٹ ہاؤس کا ایک ڈرائنگ روم بھی گریڈ ایک والے غریب ملازم کو نہیں ملتا۔میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر ایک نئی چیز یہ آئی ہے کہ اس میں discretion بھی کی جارہی ہے کہ وہ سرکاری ملازمین جو بیوروکریٹس ہیں، ان کو تو سارا کچھ اور ان کے لئے گھر لینا بڑا آسان ہے لیکن جو پروفیشنلز یعنی ڈاکٹر اور ٹیچرز کو یہ سہولت کسی بھی طرح سے نہیں دی جارہی اور نہ ہی انہیں گھر الاٹ کئے جاتے ہیں، اگر مکانات کم ہیں تو کم از کم ڈاکٹرز اور ٹیچرز جو کہ اس قوم کی خدمت کرتے ہیں ان سرکاری ملازمین کے لئے ہی first step کے طور پر ریکوزیشن کے لئے پیسے رکھوادیں ورنہ یہ تمام سرکاری ملازمین کے لئے بھی ہونی چاہئے۔یہ میری آپ سے استدعا ہو گی۔یہ ایک وہ زمانہ ہے کہ جہاں پر گورنمنٹ کی طرف دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے سرکاری ملازمین کی تمام ضروریات کو supplement کرے گی۔ان کو ایک عزت دار سفید وائٹ کالر ایک respect دے گی جبکہ رانا ثناء اللہ خود اس کے بہت strong believer ہیں اور انہوں نے even commitment بھی کی ہوئی ہے تو آج وزیر بن کر کیا ان کی توجہ عوام کی طرف سے ہٹ گئی ہے، کیا ان کے مسائل کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے، کیا ان کے دلائل بدل گئے ہیں، کیا ان کی زبان بدل گئی ہے، کیا ان کے ارادے بدل گئے ہیں اور کیا ان کا دل بدل گیا ہے؟ کیونکہ یہ وزیروں کے بادشاہ وزیر قانون ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ سے میری یہ گزارش ہے کہ جب وہ اسمبلی کے ہاؤس میں بیٹھیں تو کوئی چیز دل کو نہ لگایا کریں کیونکہ اس سے ان کی صحت اچھی نہیں رہے گی کیونکہ جو انہوں نے فرمایا ہے یہ بالکل درست ہے کہ یہ resolution پچھلی اسمبلی میں، میں نے پیش کی تھی اور میں اس بات کا بالکل believer ہوں کہ یہ house requisition کی سہولت ملازمین کو ملنی چاہیے لیکن اس resolution کو

oppose کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے یا حکومت یہ چاہتی نہیں ہے۔ سر دست جو حکومت کے مالی وسائل کا معاملہ ہے کیونکہ جب ہم نے سارے معاملات کو دیکھا تو پچھلے حکمرانوں نے جس طرح سے اس ملک کے خزانے کو لوٹا ہے، جس طرح سے اربوں روپے کی official building جن کی ضرورت نہیں تھی 90 شاہراہ قائداعظم اتنی بڑی جگہ ہے وہاں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے اتنا بڑا ہال بنایا اس کے بعد پھر 8 کلب بھی بنالیا۔ جس طرح اس ملک کے وسائل کو لوٹا گیا ہے، جس طرح سے شاہ خرچیاں کی گئی ہیں، جس طرح سے شہنشاہیت کرنے اور اپنے اخراجات کو بڑھانے یعنی وزیر اعلیٰ ہاؤس اور گورنر ہاؤس کا خرچہ انہوں نے اس میں پہلے سے 500 گنا اضافہ کیا ہے، میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے اس خرچے میں بھی 70 percent cut لگایا ہے، ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح سے بچت کر کے وسائل جمع کریں گے اور ان غریب ملازمین کے لئے house requisition کی سہولت ضرور لائیں گے لیکن سر دست چونکہ ہماری مجبوری ہے اس لئے میں اس قرارداد کی حمایت نہیں کر رہا ہوں لیکن آنے والے وقت میں جب ہم وسائل کو صحیح طور پر regulate کریں گے اور پچھلی جو عیاشیاں ہوئی ہیں، جو غلط اخراجات ہوئے ہیں ان کو کنٹرول کر کے اس صوبے کے وسائل میں اضافہ کریں گے تو انشاء اللہ یہ سہولت ملازمین کو بہم پہنچائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ سے کہنا چاہتی ہوں کہ میرے دل کا خیال کرنے کا بہت شکریہ۔ بات یہ ہے کہ دل جو ہے وہ آلہ جذبہ وفا ہے، وہ سچا ہے، وہ اتنا سچا ہے کہ حضرت جبرائیل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب قرآن لے کر نازل ہوئے تھے تو ان کے دل پر نازل ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پورے جسم میں دل وہ واحد عضو ہے جو خدا کی گواہی دیتا ہے، محبت کرتا ہے، عشق کرتا ہے اور میں دعا کروں گی کہ میرا دل اتنا مضبوط رہے کہ قیامت والے روز جب اللہ کی محبت کی گواہی دینی ہے تو یہ دل اس وقت بھی سلامت رہے اور میں ان سے کہوں گی کہ یہ اپنے دماغ کو استعمال کرنے کی بجائے کبھی کبھی دل کا بھی استعمال کر لیا کریں۔ دوسری رہ گئی عیاشیوں کی بات۔ بے شک ان لوگوں نے ائیر کنڈیشنڈ گاڑیاں لے لیں، بلٹ پروف گاڑیاں لے لیں، دراصل اس کے پیچھے بھی ان کی ایک چھوٹی سی سوئی ہوئی خواہش تھی، یہ چاہتے تھے کہ یہ اب منسٹر سارے کے سارے چالیس چالیس پچاس پچاس سائیکلیں لے لیں اور سائیکلیں لے کر مال روڈ سے جایا کریں، سیکرٹریٹ

سے گھر اور گھر سے سیکرٹریٹ تک۔ جب وہ نیلامی مکمل ہو جائے گی تو ان سائیکلوں پر وہ ان کی چھپی ہوئی خواہش پوری ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ عیاشیاں تھیں تو پھر جہازوں پر پوری پوری کابینہ سعودی عرب اور دبئی کی سیریں کرتی ہے، جب پوری پوری رات چار چار دن میاں محمد نواز شریف کے پیچھے اور میاں محمد شہباز شریف کے پیچھے پورا پورا پٹرول خرچ ہوتا ہے تو ان شاہ خرچیوں کو کون دیکھے گا؟ وہ بھی ہم لکھ رہے ہیں۔ بات کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے وہ چیف منسٹر پنجاب کے نام کا سیکرٹریٹ بنا تھا، چودھری پرویزالٰہی کا نہیں بنا تھا جس کو یہ اس طرح کہہ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اور بھی priorities موجود تھیں لیکن ہماری حکومت نے پیسا بھی بہت کمایا تھا، G.D.P ریٹ 8 to 7 فیصد چھ سال رہا انہوں نے تو ایک سال ہی میں اس کو کہیں کا کہیں 300 فیصد تک پہنچا دیا۔ اس پر اگر discussion کرنی ہے تو اس کے لئے کوئی اور دن رکھ لیں یہ topic کچھ اور ہے۔ باقی رہ گیا کہ 84۔ ارب روپے، ان کے اپنے الفاظ اسی کتاب میں اس وقت تھے کہ 84۔ ارب روپوں کا سوال ہے اور یہ گورنمنٹ کے بجٹ میں ایسا ہے جیسے 0. something۔ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں میں انہی کے الفاظ میں ان کو جواب دیتی ہوں کہ اگر آپ عوام کو سہولت روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا رہے ہیں تو پھر یہ 0. percent جو آپ کے بجٹ میں آ رہا ہے یہ بالکل قطعاً زیادہ نہیں ہے۔ آپ وسائل کو جہازوں کے پٹرول اور پروٹوکول پر خرچ کرنے کی بجائے اس طرف divert کر دیں تو آپ لوگ یقیناً اس قوم کی خدمت کریں گے جیسا کہ آپ کا اصل mandate ہے۔ آپ کا mandate یہ ہے کہ لوگوں کو سہولت دیں۔ خدارا! اپنی توجہ اس طرف بھی لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو house requisition کی سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو کل جو پنجاب کے غیور عوام کی ایک غیور صوبائی اسمبلی کے نمائندوں نے ایک غیر آئینی صدر کے خلاف ایک بھرپور طریقے سے ایک قرارداد، میری مراد جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف جس کو "وڈا پرویز" کہتے ہیں اس کے خلاف پیش کی گئی اس پر میں پوری پنجاب کے عوام اور پنجاب اسمبلی کے تمام معزز اراکین جنہوں نے اس قرارداد کی حمایت میں اپنی رائے کا اظہار کیا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ کل رش کی وجہ سے تمام ہمارے ممبران اس میں شامل ہونا چاہ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات جو کرنا چاہ رہے ہیں وہ بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): میں اس موقع پر آج سرحد کے غیور عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے 102 اراکین نے جنرل مشرف کے خلاف قرارداد میں اپنا حق رائے دہی استعمال کیا اور صرف 5 ووٹ جو جنرل مشرف کے حق میں ڈالے گئے۔ اس طرح پختونوں نے اپنی غیرت کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے اور پنجاب اسمبلی نے جو کل رحمت کا پہلا قطرہ، جو شیشے میں بیٹھے ہوئے اس غیر آئینی صدر مشرف کے خلاف کل پہلا پتھر پھینکا تھا آج سرحد کے عوام کی نمائندہ اسمبلی نے دوسرا بھرپور پتھر مارا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تقلید کرتے ہوئے اور پاکستانی عوام کے دلوں کی آواز کی ترجمانی کرتے ہوئے کل سرحد، سندھ اور بلوچستان اسمبلی بھی اسی اکثریت کے ساتھ ہمیں امید ہے کہ قرارداد پیش کریں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ہفتے اس غیر آئینی صدر کے خلاف joint session میں یہ مواخذے کی قرارداد پاس کر کے اس کو باہر نکال کر پھینک دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس پاکستان سے آمریت کا جنازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا اور جمہوریت کی صبح روشن ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں اگلی قراردادلوں ایک بہت ہی اہم matter ہے اور یہ اسمبلی کے floor پر بات ہوئی تھی جو محترمہ آمنہ الفت نے کی تھی وہ اسمبلی ملازمین کے کوارٹروں کا مسئلہ تھا۔ اس پر آج ہم نے ایک میٹنگ بلائی تھی جو ساڑھے تین بجے شروع ہونی تھی چونکہ وہ جگہ گڑھی شاہو کے اندر fall کرتی ہے۔ یہاں منسٹر ایکسائز اور محسن لطیف صاحب بیٹھے ہیں میں ان دونوں سے گزارش کروں گا کہ وہ میٹنگ میں تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب head کریں گے اور محسن لطیف صاحب اپنی input دیں گے اور آمنہ الفت صاحبہ! آپ بھی چونکہ اس کمیٹی کی ممبر ہیں آپ جا کر ان تمام معاملات کو دیکھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر لیں، بات کر کے پھر چلی جائیں۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہیں وہ بھی تشریف لے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کروں گی اور ان غریب ملازمین کی طرف سے بھی جو آپ کے لئے بے حد دعا گو ہیں کہ آپ نے ان کا ایک اہم مسئلہ کہ ان کے سروں سے چھت جا رہی تھی اور آپ نے اس کو seriously لیا اور کمیٹی کے سپرد کیا تو وہ دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

اس کے علاوہ میں نے ہاؤس میں ایک اور point بھی raise کیا تھا کہ 14-اگست قریب ہے اور 14-اگست کی تیاری کے حوالے سے میں بات کرتے ہوئے آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی کہ ہمارے یہاں کے ایک ملازم ہیں جن کا نام محمد مبشر منظور ہے اور ان کے والد حاجی محمد منظور (مرحوم) بھی اسی اسمبلی میں ملازم تھے۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کی history کا سب سے بڑا جھنڈا بنایا ہے تو میری آپ سے استدعا ہے کہ 14-اگست بھی قریب ہے تو ایک ایسا انسان جس کا یہ کارنامہ ہے اگر یہ کسی اور ملک میں ہوتا تو اس کو ایوارڈز دیئے جاتے، اس کو انعامات دیئے جاتے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہاؤس کی طرف سے، ممبران کی طرف سے کہ جو اتنا بڑا ایک محب وطن انسان ہے، اس کے جذبے کی قدر اور حوصلہ افزائی کے لئے کوئی ruling دیں کہ ہمیں اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بارے میں، میں صرف اتنا بتا دوں۔۔۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جیسے اسمبلی کے ملازمین کے حوالے سے بات ہوئی۔ حاجی محمد منظور (مرحوم) صاحب جو ہماری اسی اسمبلی کے ملازم تھے، ان کی وفات کے بعد یہ جھنڈے بنانے کا کام ان کے بیٹے محمد مبشر منظور جو صوبائی اسمبلی پنجاب میں بطور رپورٹر ملازم ہیں وہ انجام دیتے ہیں اور ہمارے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ سب سے بڑا جھنڈا بھی انہی کی طرف سے بنایا جاتا ہے جو ہر 14-اگست کو لہرایا جاتا ہے تو میری بھی خواہش ہے اور میں اپنی بہن کی بات کی تائید کرتی ہوں کہ ایسا شخص جس

کے لئے ٹی۔ وی پر پروگرام کیا جائے " جیو" جس کا انٹرویو لے وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے تو میری ایوان سے گزارش ہے کہ ہمیں اپنی اسمبلی کے اس ملازم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور حوصلہ افزائی کا یہی طریقہ ہے کہ نہ صرف تعریفی سرٹیفکیٹ دیں بلکہ انہیں انعام واکرام سے بھی نوازا جائے۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں بھی یہی کہنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ہاؤس کو صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ matter جو ہے وہ آمنہ الفت صاحبہ اور شمیلہ اسلم صاحبہ جب نوٹس میں لے کر آئیں تو جو اس دفعہ ہم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ 14۔اگست کو جب پنجاب اسمبلی کو سجایا جاتا ہے اور اس کی جو ڈیکوریشن کی جاتی ہے اس کے اندر ہم اپنے اس اسمبلی کے جو ملازم ہیں جن کا اتنا بڑا کارنامہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو appreciate کرنے کے لئے اسمبلی کی تاریخ میں پہلی دفعہ 14۔اگست کو جو اسمبلی سجائی جائے گی وہ ان کے بنائے ہوئے جھنڈوں سے سجائی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی ہمت افزائی کے لئے پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی باقاعدہ ان کو کچھ انعام دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر appreciate کرنا چاہوں گا کہ ہماری ممبر محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ ہیں جنہوں نے 14۔اگست والے دن ان کے لئے cash prize رکھا ہوا ہے جو ان کو دیا جائے گا۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ باقی ممبران بھی اور پہلی دفعہ ہم 14۔اگست کا function پنجاب اسمبلی کی premises میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے ساتھ منائیں گے اور وہاں پر باقاعدہ ایک شایان شان طریقے سے ان کو وہاں پر appreciate بھی کیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی positive بات ہے۔ اب ہم اگلی قرارداد کی طرف چلتے ہیں، چوتھی قرارداد ہے محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی، وہ اسے پیش کریں۔

لاہور چوبرجی کوارٹرز ڈسپنسری کا درجہ بڑھا کر سول ہسپتال کا درجہ دینے کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ سب لوگوں نے مجھے ٹائم دیا۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

''یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرز اور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

''یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرز اور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔''

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے کہنا چاہوں گی کہ "جان ہے تو جہان ہے۔" وہ ہزاروں لوگ جو ملازم ہیں، ان چوبرجی کوارٹروں میں رہتے ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے کہ وہ ملازم ہیں؟ میری پنجاب گورنمنٹ سے صرف یہ گزارش ہے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف صحت میں ماشاء اللہ بہت اچھا کردار ادا کر رہے ہیں کہ وہاں کے مکینوں کے لئے شام نگر، چوبرجی، سمن آباد، بکر منڈی، یتیم خانہ چوک سب جگہ لگتی ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے کہ وہ غریب ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے

کہ وہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں؟ میری صرف ان سے یہ request ہے کہ ٹھیک ہے اس کو ابھی نہ کریں لیکن اس پر مزید غور کیا جائے کہ ایک کوارٹر میں وہ واقع ہے، ایک چھوٹا سا وہ کوارٹر ہے جس میں وہ واقع ہے جو کہ عوام کے لئے بہتر نہیں ہے اور جب ایمرجنسی ہوتی ہے تو لوگوں کی جان چلی جاتی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ لہذا میں گورنمنٹ سے یہ التجا کروں گی کہ یہ ہمارے ملازموں کی جگہ ہے اس کو کیا جائے یا اس کے اوپر کوئی بھی رد عمل ہے اس کو کریں پلیز!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر متعلقہ!۔۔۔ عارفہ صاحبہ! آپ کو بھی میں نے کمیٹی کا ممبر بنایا ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں جو اصل صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ سرکاری ملازمین کی رہائش گاہ کوارٹر نمبر 9 میں واقع ہے جس میں یہ ڈسپنسری بنائی گئی ہے۔ یہ ہمارے صوبائی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے کنٹرول میں ہے اور محکمہ صحت کے نام ٹرانسفر شدہ نہ ہے۔ اس ڈسپنسری میں چار ڈاکٹر، دو میڈیکل آفیسر اور دو ویمن میڈیکل آفیسر صبح شام کی دو شفٹوں میں فرائض سرانجام دے رہی ہیں جو کہ سرکاری ملازمین کے لئے ابتدائی طبی امداد کے لئے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور شہر میں کئی بڑے ہسپتال موجود ہیں جہاں پر ہمہ وقت جدید علاج کی سہولت میسر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری صورتحال میں already یہ جو بار بار ذکر کیا جا رہا ہے کہ وہاں پر سرکاری ملازمین ہیں اور غریب لوگ ہیں تو دو میڈیکل آفیسر اور دو ویمن میڈیکل آفیسر already وہاں پر کام کر رہی ہیں۔ دوسرا یہ ڈسپنسری ایک چھوٹے سے کمرے میں بنائی گئی ہے اور تیسری بات اس میں یہ important ہے کہ یہ صوبائی پبلک ورکس کمیشن کے ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ ہے جو کہ محکمہ صحت کو ٹرانسفر نہیں ہو سکتی تو اس لئے وہاں پر تو ہسپتال بننا مشکل ہے اور اس کے لئے اگر بعد میں کوئی اور جگہ مل سکے تو پھر اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے اب اس کے اوپر جو طریق کار ہے وہ ہمیں adopt کرنا پڑے گا کیونکہ ادھر سے object ہوا ہے اور جواب آگیا ہے۔ اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ

سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرز اور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 13۔اگست 2008 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔